"مُحَرَّمَاتٌ اِسْتَهَانَ بِهَا النَّاسُ" کا اردو ترجمہ

محرّمات

(حرام اشیاء و امور)

تالیف

فضیلۃ الشیخ محمد صالح المنجد حفظہ اللہ

ترجمہ

ام محمد شکیلہ قمر حفظہا اللہ

مراجعہ و تنقیح، تہذیب و تقدیم

فضیلۃ الشیخ ابو عدنان محمد منیر قمر حفظہ اللہ

محرّمات

(حرام اشیاء وامور)

تالیف

فضیلۃ الشیخ محمد صالح المنجد حفظہ اللہ (الخبر)

ترجمہ

ام محمد شکیلہ قمر حفظہا اللہ

مراجعہ و تنقیح ، تہذیب و تقدیم

ابوعدنان محمد منیر قمر حفظہ اللہ

ترجمان سپریم کورٹ، الخبر (سعودی عرب)

ناشر

توحید پبلیکیشنز ، بنگلور (انڈیا)

❖ نامِ کتاب: **محرّمات**

(حرام اشیاء وامور)

❖ تالیف: فضیلۃ الشیخ محمد صالح المنجد (الخبر) حفظہ اللہ

❖ ترجمہ: ام محمد شکیلہ قمر حفظہا اللہ۔ الدمام

❖ مراجعہ و تنقیح، تہذیب و تقدیم: فضیلۃ الشیخ ابو عدنان محمد منیر قمر حفظہ اللہ

❖ کمپوزنگ: سلمان قمر و آنسہ سناء قمر

❖ طبع اوّل: سنہ ۱۴۳۰ھ ، سنہ ۲۰۰۹ء

❖ تعداد: ۳۰۰۰

❖ ناشر: توحید پبلیکیشنز، بنگلور (انڈیا)

1- توحید پبلیکیشنز
ایس.آر.کے.گارڈن
فون:۲۶۶۵۰۶۱۸، بنگلور۔۰۴۱ ۵۶۰

2-چارمینار بک سنٹر
چارمینار روڈ، شیواجی نگر، بنگلور۔۰۵۱ ۵۶۰
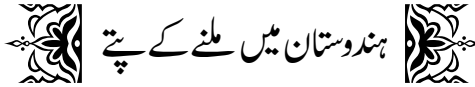
1-S.R.K.Garden,Phone# 26650618
BANGALORE-560 041
2-Charminar Book Center
Charminar Road,Shivaji Nagar,
BANGALORE-560 051

Emailto:tawheed_pbs@hotmail.com

آئینہ مضامین

۱۱ محرمات (حرام اشیاء وامور) ۱۱

// محرمات (حرام اشیاء وامور) //

// محرمات (حرام اشیاء وامور) //

// محرمات (حرام اشیاء وامور) //

تصدیر

اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰہِ، نَحْمَدُہٗ وَ نَسْتَعِیْنُہٗ وَ نَسْتَغْفِرُہٗ ،وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَسَیِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ، وَمَنْ یُّضْلِلْ فَلَاھَادِيَ لَہٗ، وَأَشْھَدُ أَنْ لَّاإِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ،وَأَشْھَدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ.

أَمَّا بَعْدُ:

قارئینِ کرام !السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ضُعفِ ایمان ، بُعد از اسلام ،تقلیدِ مغرب ، بے خدا تہذیبِ فرنگ اورشتر بے مہار میڈیا کی یلغار کے نتیجے میں مسلم معاشرے میں بھی ایسے بکثرت اموروافعال اوراشیاء واعمال نہ صرف رائج بلکہ جڑیں پکڑ چکے ہیں جو نہ صرف نا جائز وممنوع یا مکروہ کہے جانے کے لائق ہیں بلکہ وہ صریحاً حرام ہیں اورلوگوں کی انکے بارے میں لا پرواہی کا یہ عالم ہے کہ انتہائی لا ابالی پن سے بے محابا ان کا ارتکاب کیا جاتا ہے جیسے کہ وہ معمولی صغیرہ یا ہلکے پھلکے گناہ بھی نہیں بلکہ مباحات ہوں جبکہ وہ حرام وکبیرہ اورانتہائی خطرناک ومہلک ہیں ۔ان ہلاکت خیز گناہوں کی ایک معتد بہ تعداد کا تذکرہ ہمارے شہر الخبر میں مقیم جامع عمر بن عبدالعزیز کے امام وخطیب اور عالمِ اسلام کے معروف شامی عالم شیخ محمد بن صالح المنجد نے اپنی مختصر مگر جامع و مانع کتاب [مُحَرَّمَاتٌ اِسْتَھَانَ بِھَا النَّاسُ ۔یَجِبُ الْحَذَرَ مِنْھَا ۔]میں اپنے مخصوص علمی اور بڑے دردمندانہ انداز سے کیا ہے۔

ہم نے ۱۴۱۵ھ ۔۱۹۹۵ء میں متحدہ عرب امارات سے الخبر سعودی عرب منتقل

ہونے کے جلد بعد ہی اس کتاب کا اردو ترجمہ اپنی لختِ جگر شکیلہ قمر سے کروالیا تھا فَجَزَاهَا اللّٰهُ خَيْراً وَوَفَّقَهَا لِكُلِّ خَيْرٍ لیکن اسے شائع کرنے کی نوبت نہ آئی بلکہ اصل مسودہ بھی ہمارے کتب خانے میں کہیں نظروں سے اوجھل ہوگیا۔ اور کافی عرصہ کے بعد اب دستیاب ہوا ہے۔

ہم نے اس کی تنقیح و تہذیب اور بعض مقامات پر مختصر مگر ضروری حواشی لگادیئے ہیں تا کہ بات قریب الفہم ہوجائے۔ اس عرصہ کے دوران اس کتاب کے کئی دوسرے ترجمے بھی مارکیٹ میں آگئے ہیں مثلاً:

① ''خطرناک گناہ۔ جنہیں لوگ معمولی سمجھتے ہیں۔'' مترجم شیخ عبدالسمیع آثم ابن علامہ ابوالبرکات احمدؒ۔ مطبوعہ ۱۴۲۲ھ المکتبہ الکریمیہ، گوجرانوالہ۔

② ''حرام چیزیں۔ لوگوں نے جنہیں ہلکا سمجھا ہے، جن سے بچنا ضروری ہے۔'' مترجم شیخ محمد عبدالسلام۔ مطبوعہ ۱۴۲۲ھ مکتب جالیات، حیّ الشفا۔ الریاض۔

ان دونوں کتابوں میں صرف متن کا ترجمہ کیا گیا ہے توضیحی حواشی نام کی کوئی چیز کتاب میں شامل نہیں ہے۔

③ ''حرام چیزیں جنہیں معمولی سمجھ لیا گیا''۔ مترجم شیخ عبدالرشیدؒ بن عبدالرحمٰن، مطبوعہ ۱۴۲۱ھ مکتب جالیات الشقراء۔

اس میں عمدہ ترجمہ کے ساتھ ہی ضروری مقامات پر مفصل حواشی بھی موجود ہیں۔

④ ''محرماتِ الٰہی'' کے نام سے قاری سیف اللہ صاحب قصوری کا ترجمہ بھی، سُنا ہے پاکستان میں شائع ہوچکا ہے لیکن ابھی تک وہ ہماری نظر سے نہیں گزرا۔ فَجَزَاهُمُ اللّٰهُ خَيْراً

مسودہ مل جانے پر ارادہ یہ ہوا کہ کتاب کے کئی ترجمے شائع ہو چکے ہیں لہٰذا ہم اسے شائع نہ کریں۔ پھر سوچا کہ ہر کتاب کے قارئین کا حلقہ عموماً الگ الگ ہوتا ہے۔ کسی کا پاکستان، کسی کا سعودی عرب اور کسی کا انڈیا وغیرہ اور ہماری اس کتاب کو ہمارے احباب سب سے پہلے انڈیا

میں شائع کرنا چاہتے ہیں اور انڈیا سے شائع شدہ اس کتاب کا کوئی ترجمہ تاحال ہماری نظر سے نہیں گزرا، لہٰذا اس کی کمپوزنگ اپنے فرزندِ عزیز سلمان قمر اور لختِ جگر سناء قمر کے ذمے لگائی اور انہوں نے اس مرحلہ کی بخوبی تکمیل کردی۔

فَجَزَاهُمَا اللّٰهُ خَيْراً وَوَفَّقَهُمَا لِلْمَزِيْدِ مِنْ خِدْمَةِ الدِّيْنِ الْحَنِيْفِ .

اس کتاب کی ری سیٹنگ ہمارے دوست انجنیئر شاہد ستار نے کی ہے اور اس کی طباعت واشاعت کا اہتمام ہمارے ساتھی محمد رحمت اللہ خان ایڈووکیٹ کے توسّط سے ہوا ہے۔

فَجَزَاهُمَا اللّٰهُ خَيْراً فِى الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ .

اس کتاب کی طباعت و اشاعت کے سلسلہ میں جن احباب نے مالی تعاون کیا ہے، ہم انکے شکر گزار ہیں۔ **بَارَكَ اللّٰهُ فِىْ اَهْلِهِمْ وَ مَالِهِمْ ۔**

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس کتاب کو شرفِ قبول سے نوازے، مؤلف کیلئے، ہمارے لیئے اور ہمارے والدین کیلئے ثوابِ دارین کا ذریعہ بنائے اور قارئینِ کرام کو اس سے استفادہ کرنے اور اس کتاب میں مذکور اور دیگر تمام گناہوں کی چنگاریوں سے اپنا دامن بچانے کی توفیق ارزاں فرمائے۔ آمین۔

دعاؤں کا طالب:

ابو حسان محمد منیر قمر نواب الدین

ترجمان سپریم کورٹ۔ الخبر

وداعیہ متعاون مراکز توعیۃ الجالیات

الدمام، الظہران، الخبر (سعودی عرب)

۱۴۳۰/۸/۱۹ھ ۲۰۰۹/۸/۱۰ء

تقدیم

ازقلم: سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ

اللہ کے نام سے شروع کرتے ہیں اور ہر قسم کی تعریفیں اللہ ہی کیلئے ہیں، اور رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے تمام صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم پر اور جنہوں نے انکی ہدایت پر عمل کیا ان پر درود و سلام ہو۔

أما بعد :

میں نے اس کتاب کا مطالعہ کیا ہے جسے کہ فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح المنجد وفقہ اللہ نے جمع کیا ہے جسکا نام ہے: ''**مُحَرَّمَاتٌ اِسْتَهَانَ بِهَا النَّاسُ** '' میں نے اس کتاب کو بہت ہی قیمتی اور فائدہ مند معلومات پر مشتمل پایا ہے۔ اسکے مؤلف نے اسے مفید بنانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزاء خیر دے، اور انکے نافع و نیک اعمال میں اضافہ کرے اور انکی اس کتاب اور دوسری کتابوں سے مسلمانوں کو فائدہ پہنچائے ، بیشک وہ ذات سخی اور کریم ہے، ان کے مطالبے پر انکی تألیف کی تائید میں یہ کلمات تحریر کیئے گئے ہیں۔ **وَ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّ آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ .**

۱۴۱۶/۹/۱۱ھ۔

عبد العزيز بن عبد الله بن بازؒ

(سابق)مفتي عام المملكه و رئيس هيئة كبار العلماء و ادارات البحوث العلمية و الافتاء.

(الرياض). سعودى عرب

مقدمہ

از قلم: فضیلۃ الشیخ محمد صالح المنجد حفظہ اللہ

سب تعریفیں اللہ ہی کیلئے ہیں اس لیۓ ہم اسی کی تعریفیں کرتے ہیں ، اور اپنے ہر کام میں اسی سے مدد مانگتے ہیں، ہم اس رب العالمین سے اپنے گناہوں کی بخشش چاہتے ہیں، ہم اپنے نفس کی شرارتوں سے اللہ کی پناہ طلب کرتے ہیں، اور دوسروں کی برائیوں سے بھی اسکی پناہ میں آتے ہیں، یقین مانیں کہ جسے اللہ سیدھی راہ دکھائے اسے کوئی گمراہ نہیں کرسکتا اور جسے وہ خود ہی اپنے در سے دھتکار دے، اس کیلئے کوئی راہبر نہیں ہوسکتا۔ میں یہ دل سے گواہی دیتا ہوں کہ معبودِ برحق صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور وہ اکیلا ہے، اسکا کوئی شریک نہیں۔ اسی طرح اعماقِ قلب سے میں اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ اسکے خاص بندے اور آخری رسول ہیں۔

حمد وثناء کے بعد:

اللہ تبارک وتعالیٰ نے کچھ امور ہم پر فرض کیۓ ہیں جن سے غفلت نہیں برتنی چاہیۓ، اور کچھ حدود مقرر کی ہیں جنہیں پار نہیں کرنا چاہیۓ، اور بعض چیزیں ہم پر حرام قرار دی ہیں جن کا ارتکاب کرنا کسی صورت میں جائز نہیں ہے۔ اور نبی ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے :

((مَا أَحَلَّ اللّٰهُ فِيْ كِتَابِهِ فَهُوَ حَلَالٌ، وَ مَا حَرَّمَ فَهُوَ حَرَامٌ، وَمَا سَكَتَ عَنْهُ فَهُوَ عَافِيَةٌ فَاقْبَلُوْا مِنَ اللّٰهِ الْعَافِيَةَ ، فَإِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُنْ نَاسِياً ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْآيَةَ ﴿وَمَا نَتَنَزَّلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ لَهُ مَا بَيْنَ أَيْدِيْنَا وَمَا خَلْفَنَا وَمَا بَيْنَ ذٰلِكَ وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيّاً﴾)) [1]

”جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے اپنے کلامِ پاک میں حلال قرار دیا ہے وہ حلال

[1] المستدرک للحاکم ۲/۳۷۵، علاّمہ البانی نے (غایۃ المرام) ص:۱۴ میں اسے حسن کہا ہے۔

ہے، اور جسے حرام فرمایا ہے وہ حرام ہے، اور جس کے بارے میں آپ ﷺ خاموش ہو گئے وہ آزادی و عافیت اور درگزر ہے، لہٰذا اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس آزادی کو قبول کرو، بیشک تمہارا رب بھولنے والا نہیں، پھر آپ ﷺ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی :﴿وَمَا نَتَنَزَّلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ لَهُ مَا بَيْنَ أَيْدِينَا وَمَا خَلْفَنَا وَمَا بَيْنَ ذَٰلِكَ وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا﴾[مریم:۶۴]

''اور (فرشتوں نے پیغمبر کو جواب دیا کہ) ہم تمہارے رب کے حکم کے سوا اتر نہیں سکتے ، جو کچھ ہمارے آگے ہے اور جو پیچھے ہے اور جو اُن کے درمیان ہے سب اسی کا ہے اور تمہارا رب بھولنے والا نہیں''۔

امورِ محرمات اللہ تعالیٰ کی حدود ہیں :

﴿ تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ فَلَا تَقْرَبُوهَا ﴾[البقرة:۱۸۷]

''یہ اللہ تعالیٰ کی حدود ہیں، تم انکے قریب بھی نہ جاؤ''۔

اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو دھمکی دی ہے جو اللہ کی حدود کو پار کریں یا اللہ کی حرمات کو پامال کریں، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

﴿وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَتَعَدَّ حُدُودَهُ يُدْخِلْهُ نَاراً خَالِداً فِيهَا وَلَهُ عَذَابٌ مُّهِينٌ﴾[سورۃ النساء:۱۴]

''اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول کی نافرمانی کرے اور اسکی مقررہ حدوں سے آگے نکل جائے اسے وہ جہنم میں ڈال دے گا، جس میں وہ ہمیشہ رہے گا، ایسوں ہی کیلئے رسوا کن عذاب ہے''۔

محرمات سے اجتناب و پرہیز کرنا فرض ہے جیسا کہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے :

// محرمات (حرام اشیاء و امور) //

((مَا نَهَیۡتُکُمۡ عَنۡهُ فَاجۡتَنِبُوۡهُ وَ مَا اَمَرۡتُکُمۡ بِهٖ فَافۡعَلُوۡا مِنۡهُ مَا اسۡتَطَعۡتُمۡ))

"جن اشیاء سے میں نے منع کیا ہے اُن سے پرہیز کرو، اور جن امور کا میں نے حکم دیا ہے اُن میں سے جتنا ہوسکتا ہے اس پر عمل کرو"۔ [1]

آج کل دیکھا جاتا ہے کہ بعض لوگ جو خواہشِ نفس (کے پیچھے دوڑنے والے) ہر طرح کا عمل کرگزرنے والے، ضعیف نفسوں کے مالک اور کم علم والے ہیں وہ اگر محرمات کے بارے میں بار بار سُنیں تو تنگ آجاتے ہیں اور اُف اُف کرتے اور کہتے ہیں کہ:

"کیا سب کچھ ہی حرام ہے، تم نے کوئی ایسی چیز نہیں چھوڑی جسے حرام نہ قرار دیا ہو، ہماری زندگی ملول ورنجیدہ کردی ہے، ہمارا جینا مشکل کردیا ہے اور ہمارے دلوں کو تنگ کردیا ہے؟ ہم حرام حرام سن سن کر اکتا گئے ہیں، کیا آپ کے پاس حرام کے علاوہ کچھ نہیں ہے؟ جبکہ دینِ اسلام تو آسان ہے، اور اس میں بڑی وسعت وفراخی ہے، اور اللہ معاف کرنے والا رحم کرنے والا ہے"۔

ان جیسے لوگوں کے اعتراضات کا جواب کرتے ہوئے ہم انہیں یہ کہتے ہیں:

"بیشک اللہ تعالیٰ جو چاہے حکم وفیصلے کرسکتا ہے، اسکے حکم کو روکنے والا کوئی نہیں اور وہ حکمت والا اور ہر چیز سے آگاہ ہے، وہ جسے چاہے حلال کرے اور جسے چاہے حرام قرار دے، اسکی ذات ہر نقص وعیب سے پاک ہے اور ہماری عبادت وبندگی کے تقاضوں میں سے ہی یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے تمام احکام وفیصلوں پر رضامندر ہیں اور انہیں تسلیم کریں"۔

اللہ تعالیٰ کے احکام اسکے علم وحکمت اور عدل وانصاف سے صادر ہوئے ہیں وہ فضول وبے فائدہ اور لغو وکھیل تماشا نہیں جیسا کہ خود اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

﴿وَتَمَّتۡ کَلِمَتُ رَبِّکَ صِدۡقاً وَّعَدۡلاً لَّا مُبَدِّلَ لِکَلِمَاتِهٖ وَهُوَ السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ﴾ [الانعام:۱۱۵]

[1] مسلم، کتاب الفضائل حدیث نمبر ۱۳۰۔

''اور تمہارے رب کی باتیں سچائی اور انصاف میں پوری ہیں۔ اس کی باتوں کو کوئی بدلنے والا نہیں اور وہ سنتا اور جانتا ہے''۔

ایک قاعدہ :

اللہ تعالیٰ نے تحلیل وتحریم کے قاعدہ کو بیان کرتے ہوئے نبیٔ اکرم ﷺ کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے :

﴿ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَآئِثَ ﴾[الاعراف:۱۵۷]

'' اور آپ پاکیزہ چیزوں کو حلال بتاتے ہیں اور گندی چیزوں کو ان پر حرام فرماتے ہیں''۔

ہر پاکیزہ چیز حلال ہے اور ہر گندی چیز حرام ہے۔ اور حلال وحرام قرار دینا فقط اللہ تعالیٰ کا حق ہے جس نے اس حق کو اپنی طرف منسوب کرنے کا دعویٰ کیا یا کسی دوسرے کو اس کا حقدار قرار دیا تو اس نے بہت بڑے کفر کا ارتکاب کیا اور ملتِ ابراہیم علیہ السلام اور دائرۂ اسلام سے باہر ہو گیا۔ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿ أَمْ لَهُمْ شُرَكَآءُ شَرَعُوا لَهُم مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَأْذَنْ بِهِ اللّٰهُ ﴾

[الشوریٰ : ۲۱]

'' کیا ان لوگوں نے اللہ کے ایسے شریک مقرر کر رکھے ہیں جنہوں نے ایسے احکامِ دین مقرر کر دیئے ہیں جو اللہ کے فرمائے ہوئے نہیں ہیں''۔

اور پھر ویسے بھی کسی کو کوئی حق نہیں کہ وہ حلال یا حرام کے بارے میں بات کرے سوائے اہلِ علم وفضل کے جو کتاب وسنت کو اچھی طرح جانتے ہیں۔ ایک عام آدمی کا شرعی علم کے بغیر حلال وحرام کا فیصلہ کرنا کسی بھی طرح روا نہیں اور جو لوگ بغیر علم کے حلال اور حرام کے فیصلے دیتے ہیں انکے لیئے سخت وعید آئی ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے :

// محرمات (حرام اشیاء وامور) //

﴿ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ أَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلَالٌ وَهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ﴾ [النحل:١١٦]

''اور یونہی جھوٹ جو تمہاری زبان پر آجائے مت کہہ دیا کرو کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے کہ اللہ پر جھوٹ بہتان باندھنے لگو''۔

قطعی حرام اشیاء :

جو چیزیں قطعی حرام ہیں وہ قرآنِ کریم اور سنتِ شریفہ واحادیثِ نبویہ میں مذکور ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں ہے :

﴿ قُلْ تَعَالَوْا أَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ أَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئاً وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَاناً وَلَا تَقْتُلُوْا أَوْلَادَكُم مِّنْ إِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَ اِيَّاهُمْ ﴾ [الانعام:١٥١]

''کہہ دو کہ (لوگو!) آؤ میں تمہیں وہ چیزیں پڑھ کر سناؤں جو تمہارے رب نے تم پر حرام کی ہیں (اُن کی نسبت اُس نے اس طرح ارشاد فرمایا ہے) کہ کسی چیز کو اللہ کا شریک نہ بنانا اور ماں باپ سے (بدسلوکی نہ کرنا بلکہ اچھا) سلوک کرتے رہنا اور ناداری (کے اندیشے) سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرنا کیونکہ تمہیں اور انہیں ہم ہی رزق دیتے ہیں''۔

اسی طرح احادیثِ شریفہ میں بھی بہت سے محرّمات کا ذکر ہے جیسا کہ نبیٔ اکرم ﷺ کا ارشاد ہے :

((اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ بَيْعَ الْخَمْرِ وَ الْمَيْتَةِ وَ الْخِنْزِيْرِ وَ الْأَصْنَامِ)) [1]

''بیشک اللہ تعالیٰ نے شراب، مردار، خنزیر و بتوں (کی خرید و فروخت) کو حرام قرار دیا ہے''۔

[1] ابو داؤد ٣٤٨٦، صحيح ابي داؤد ٩٧٧۔ [متفق علىٰ صحته]

// محرمات (حرام اشیاء وامور) //

اور نبی ﷺ کا ارشاد ہے :

((اِنَّ اللّٰہَ اِذَا حَرَّمَ شَیْئاً حَرَّمَ ثَمَنَہٗ)) [1]

''اللہ تعالیٰ نے جس چیز کو حرام قرار دیا ہے اُسکی قیمت کو بھی حرام قرار دیا ہے''۔

قرآن وسنت کی کچھ نصوص میں بعض خاص قسم کے محرّمات کا ذکر بھی آیا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے کھانے پینے سے متعلقہ محرمات کا ذکر کیا اور فرمایا ہے :

﴿حُرِّمَتْ عَلَیْکُمُ الْمَیْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِیْرِ وَمَا اُھِلَّ لِغَیْرِ اللّٰہِ بِہٖ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوْذَةُ وَالْمُتَرَدِّیَةُ وَالنَّطِیْحَةُ وَمَا اَکَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَاذَکَّیْتُمْ وَمَا ذُبِحَ عَلَی النُّصُبِ وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ﴾

[المائدۃ:۳]

''تم پر مرا ہوا جانور اور (بہتا) لہو اور سؤر کا گوشت اور جس چیز پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام پکارا جائے اور جو جانور گلا گھٹ کر مر جائے اور جو چوٹ لگ کر مر جائے اور جو گر کر مر جائے اور جو سینگ لگ کر مر جائے یہ سب حرام ہیں اور وہ جانور بھی جس کو درندے پھاڑ کھائیں مگر جس کو تم (مرنے سے پہلے) ذبح کرلو اور وہ جانور بھی جو آستانوں پر ذبح کیا جائے اور یہ بھی کہ قرعہ کے تیروں کے ذریعے فال گیری کرو''۔

اور نکاح کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے محرّمات کا ذکر کیا اور فرمایا ہے :

﴿حُرِّمَتْ عَلَیْکُمْ اُمَّھَاتُکُمْ وَبَنَاتُکُمْ وَاَخَوَاتُکُمْ وَعَمّٰتُکُمْ وَخٰلٰتُکُمْ وَبَنَاتُ الْاَخِ وَبَنَاتُ الْاُخْتِ وَاُمَّھَاتُکُمُ الّٰتِیْ اَرْضَعْنَکُمْ وَاَخَوَاتُکُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَاُمَّھَاتُ نِسَآئِکُمْ وَرَبَائِبُکُمُ الّٰتِیْ فِیْ حُجُوْرِکُمْ مِّنْ نِّسَآئِکُمُ الّٰتِیْ دَخَلْتُمْ بِھِنَّ فَاِنْ لَّمْ

[1] دار قطنی ۳/۷ یہ حدیث صحیح ہے۔

تَکُوْنُوْا دَخَلْتُم بِهِنَّ فَلا جُنَاحَ عَلَیْکُمْ وَحَلائِلُ أَبْنَائِکُمُ الَّذِیْنَ مِنْ أَصْلا بِکُمْ وَأَنْ تَجْمَعُوْا بَیْنَ الْأُخْتَیْنِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ إِنَّ اللّٰہَ کَانَ غَفُوْراً رَّحِیْماً﴾ [النساء:۲۳]

''تم پر تمہاری مائیں اور بیٹیاں اور بہنیں اور پھوپھیاں اور خالائیں اور بھتیجیاں اور بھانجیاں اور وہ مائیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا ہو اور رضاعی بہنیں اور ساسیں حرام کردی گئی ہیں اور جن عورتوں سے تم مباشرت کر چکے ہو اُن کی لڑکیاں جنکی تم پرورش کرتے ہو (وہ بھی تم پر حرام ہیں) ہاں اگر اُن کیساتھ تم نے مباشرت نہ کی ہو تو (اُن کی لڑکیوں کیساتھ نکاح کر لینے میں) تم پر کچھ گناہ نہیں اور تمہارے صُلبی بیٹوں کی عورتیں بھی اور دو بہنوں کا اکٹھا کرنا بھی (حرام ہے) مگر جو ہو چکا (سو ہو چکا) بیشک اللہ بخشنے والا (اور) رحم والا ہے''۔

ذرائعِ آمدنی اور کمائی و بزنس سے تعلق رکھنے والے محرّمات کا بھی ذکر کیا گیا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے :

﴿وَأَحَلَّ اللّٰہُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا﴾ [البقرہ:۲۷۵]

''تجارت کو اللہ نے حلال کیا ہے اور سود کو حرام''۔

اور پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر رحم فرما کر بہت سی پاکیزہ چیزیں تمہارے لیئے حلال فرمائی ہیں جنکے زیادہ و بکثرت ہونے کی وجہ سے انکی گنتی ہی نہیں کی جاسکتی، اسی لیئے مباح اور حلال چیزوں کی لمبی چوڑی تفصیل بیان نہیں فرمائی کیونکہ وہ بہت ہی زیادہ ہیں جبکہ محرمات کی تفصیل بیان کردی ہے کیونکہ وہ محصور و محدود ہیں تاکہ ہم انہیں جان سکیں اور ان سے پرہیز کر سکیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

//محرمات (حرام اشیاء وامور)//

﴿وَقَدْ فَصَّلَ لَكُم مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ إِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ إِلَيْهِ﴾

[الأنعام:۱۱۹]

''حالانکہ جو چیزیں اُس نے تمہارے لیئے حرام ٹھہرادی ہیں وہ ایک ایک کر کے بیان کردی ہیں (بیشک اُن کو نہیں کھانا چاہیئے) مگراس صورت میں کہ اُن کے (کھانے کے) لیئے ناچار ہو جاؤ''۔

چنانچہ حلال چیزوں کواللہ تعالیٰ نے مجمل طور پر بیان کیا ہے کہ پاک چیزیں حلال ہیں لیکن انکی تفصیل بیان نہیں فرمائی۔اللہ کاارشاد ہے :

﴿يَـٰٓأَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالاً طَيِّباً﴾[البقرۃ:۱٦۸]

''لوگو! جو چیزیں زمین میں حلال وطیب ہیں وہ کھاؤ''۔

یہ اُس ذاتِ الٰہی کی رحمت ہے کہ اُس نے ہر چیز میں اصل اس کے حلال ومباح ہونے کوقرار دیا ہے جب تک کہ تحریم کی دلیل نہ ہو، اور یہ اللہ تعالیٰ کا ہم پر فضل وکرم ہے اور اپنے بندوں کیلئے وسعت ہے لہٰذا ہمیں چاہیئے کہ اُسکی اطاعت کریں اور اسکی تعریفیں بیان کریں اور شکرادا کریں۔

بعض لوگوں کواگر بار بار حرام کے بارے میں بتایا جائے یاوہ خود پڑھیں یادیکھیں تو وہ شریعتِ اسلامیہ کے ان احکام ومحرمات سے تنگ آجاتے ہیں۔ یہ انکی ایمانی کمزوری اور دینی تعلیم کی کمی کی نشانی ہے۔کیاوہ لوگ یہ چاہتے ہیں کہ اُنکے سامنے صرف حلال چیزوں کی قسمیں گنی جائیں تاکہ وہ اس بات پرآمادہ ہوں اوراُسے تسلیم کریں کہ دینِ اسلام سہولت وآسانی کا دین ہے؟

کیاوہ یہ چاہتے ہیں کہ انکے سامنے صرف پاکیزہ چیزوں کی قسمیں ذکر کی جائیں اور صرف انہیں کی لسٹ پیش کی جائے تاکہ وہ مطمئن ہوں کہ دینِ اسلام واقعی آسان ہے اور

// محرمات (حرام اشیاء وامور) //

شریعتِ اسلامیہ انکا جینا مشکل نہیں کررہی ؟! کیا وہ چاہتے ہیں کہ انہیں بتایا جائے کہ:

۞ اونٹ، گائے، بکریاں، خرگوش، ہرنیاں، پہاڑی بکریاں، مرغیاں، کبوتر، بطخ و مرغابی، شتر مرغ جیسے جانوروں کو ذبح کرلیں تو ان کا گوشت حلال ہے اور مچھلی وٹڈی کا مردار بھی حلال ہے۔

۞ تمام سبزیاں، ساگ، ترکاریاں اور ہر قسم کے دانے گندم مکئی وغیرہ اور فائدہ مند پھل فروٹ حلال ہیں۔

۞ پانی، دودھ، شہد، تیل اور سرکہ حلال ہے۔

۞ اچار، چٹنیاں، نمک، مرچ اور مصالحے [ہلدی، زیرہ، لونگ وغیرہ] حلال ہیں۔

۞ لکڑی، لوہا، ریت ومٹی، پتھر و کنکریت، پلاسٹک، شیشہ اور ربڑ کا استعمال کرنا حلال وجائز ہے۔

۞ جانوروں، گاڑیوں، ٹرینوں، بحری جہازوں اور ہوائی جہازوں پر بیٹھنا حلال وجائز ہے۔

۞ ائیر کنڈیشن، فرج، کپڑے دھونے والی [واشنگ] مشین، کپڑے سکھانے والی مشین، آٹا پیسنے والی چکی، آٹا گوندھنے والی مشین، کیمہ تیار کرنے والی مشین اور جوس نکالنے والی مشین کا استعمال جائز ہے۔

۞ ہر قسم کے میڈیکل [طبی] اوزار، آلاتِ ھندسہ [انجینیرنگ]، حساب کتاب و پرنٹنگ، اور علومِ فلکی کے آلات، بلڈنگ بنانے والی اشیاء، پانی، پٹرول، سونا چاندی وغیرہ دھاتیں نکالنا، پٹرول وغیرہ کی صفائی کرنا، پانی میٹھا کرنا، کمپیوٹر اور کلکولیٹر کا استعمال کرنا حلال وجائز ہے۔

۞ روئی، کاٹن، ریشم، اون، اونٹ کی چمڑی، بال، ہر حلال جانور کا چمڑا، نائیلن اور پولیسٹر کے کپڑے پہننا حلال ہے۔

۞ نکاح بیاہ، بیچنا، خریدنا، ضمانت دینا، کفالت کرنا [نان ونفقہ کا ذمہ دار ہونا]، کرایہ دار ٹھہرانا، محنت کے کام جیسے لکڑہارا، لوہار، مشینیں ٹھیک کرنا [مکینکی] اور بکریاں چرانا ہر چیز کی اصل حلال وجائز ہے۔

//محرمات (حرام اشیاء وامور)//

کیا ایسا ہوسکتا ہے کہ ہم ان اشیاء کا تذکرہ جاری رکھیں اور انکی گنتی کرتے جائیں تو کیا یہ سب ختم ہوجائیں گی، کیا یہ بے جا اعتراض کرنے والے لوگ بات کو سمجھ نہیں سکتے ؟ [1]

انکی یہ حجت کہ" دینِ اسلام میں آسانی ہے"۔ یہ بات تو ٹھیک ہے لیکن اس سے مراد باطل لی جارہی ہے جو کہ قابلِ مذمت ہے، کیونکہ دینِ اسلام میں آسانی ان لوگوں کی مرضی یا رائے کے مطابق نہیں بلکہ شرعی دلائل کی بنیاد پر ہے شرعی رخصتوں پر عمل کرنے کے لیئے یہ دلیل بنانا کہ دین میں آسانی ہے اور حرام کام کا ارتکاب کرنے کے لیئے بھی اسی آسانی کو بنیاد بنالینا، ان دونوں باتوں میں بڑا فرق ہے۔" دین میں تنگی نہیں"۔ یہ بات تو بجا ہے لیکن اس جملے کو غلط کام کے لیئے دلیل بنالینا ٹھیک نہیں اور نہ ہی اسے محرمات کیلیئے دلیل بنانا روا ہے۔ دین واقعی آسان ہے جسمیں کوئی شک نہیں اور یہ کہ شرعی آسانیاں اپنائی جائیں جیسا کہ نماز میں جمع وقصر کرنا، سفر میں روزہ قضاء کرنا، جوتوں اور جرابوں پر مسح کرنا، مقیم کیلیئے ایک دن اور ایک رات اور مسافر کیلیئے تین دن اور تین راتیں، پانی کے ڈر سے یا نہ ملنے کی صورت میں تیمّم کرنا، بیمار کیلیئے اور بارش کے وقت دو نمازیں جمع کرنا اور منگنی کے وقت اس اجنبی غیر محرم عورت کو ایک نظر دیکھنا جائز ہے، اور کئی قسم کے کفاروں میں سے کسی ایک کو اختیار کرنا: کسی غلام کو آزاد کروانا یا دس مساکین کو کھانا کھلانا یا دس مساکین کو کپڑے دینا یا تین روزے رکھ لینا، اور ضرورت ومجبوری کے وقت مردار کو کھالینا اور اسکے علاوہ بھی کئی شرعی تخفیفات اور آسانیاں موجود ہیں۔ ان رخصتوں پر عمل کرنے کیلیئے آسانی کے قاعدے کو پیش کرنا بجا ہے کیونکہ ان کی بنیاد شرعی دلائل پر ہے۔

تحریم کی حکمت :

ہر مسلمان کو جاننا چاہیئے کہ محرمات کو حرام قرار دینے میں کچھ حکمتیں پنہاں ہیں مثلاً :

① اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ان محرمات کی آزمائش میں ڈالتا اور دیکھتا ہے کہ میرے بندے کیا

[1] شریعت میں حرام چیزوں کی گنتی کردی گئی ہے کیونکہ وہ بہت کم ہیں جبکہ حلال اشیاء کی گنتی نہیں کی گئی کیونکہ انکی تعداد بہت زیادہ ہے کیا اس بات کا سمجھنا کوئی مشکل ہے؟ (ابو عدنان)

کرتے ہیں؟

② اہلِ جنت اوراہلِ جہنم میں فرق کی یہ نشانی ہے کہ اہلِ جہنم اپنے نفس کی خواہشات میں ڈوب چکے ہیں جو کہ انہیں جہنم کی طرف لے جائیں گی ، اور اہلِ جنت نے تنگیوں اور پریشانیوں میں صبر کیا جو کہ انہیں جنت میں لے آیا اور اگر یہ آزمائش نہ ہوتی تو فرمانبردار اور عاصی ونافرمان کا پتہ نہ چلتا۔

مومن ومنافق میں فرق :

اہلِ ایمان اس پابندی وتنگی کو حصولِ اجر وثواب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور اللہ کا حکم مانتے ہیں تا کہ اُسکی رضا پاسکیں ، یوں اُنکے لیئے مشقت وآزمائش آسان ہو جاتی ہے ، اور منافق لوگ اس پابندی کو دردو تکلیف اور محرومیت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں تو اُن پر مشقت ومصیبت مزید بڑھ جاتی ہے اور ان کیلیئے اللہ کی فرمانبرداری مشکل ہو جاتی ہے۔

ناقابلِ تردید حقیقت :

محرمات کو چھوڑنے سے فرمانبردار شخص حلاوت ومٹھاس چکھتا ہے کیونکہ :

''جس نے اللہ کی خاطر کوئی چیز چھوڑ دی اللہ تعالیٰ اُسے اُس سے بہتر عطا کریگا ، اور وہ ایمان کا اصلی مزہ اپنے دل میں محسوس کریگا''۔

اس رسالہ کو پڑھنے والے حضراتِ کرام یہ دیکھیں گے کہ بہت سے محرمات ہیں جنکی حرمت (تحریم) شریعتِ اسلامیہ میں ثابت ہے اور انکی تحریم کا ثبوت کتاب وسنت کی روشنی میں موجود ہے۔ [1]

---

[1] بعض علماء کرام نے محرمات کے موضوع پر بعض کبیرہ گناہوں کی قسموں کو جمع کرنے کیلیئے کتب تصنیف کی ہیں ، اور اس موضوع پر بہترین کتابوں میں سے کتاب **تنبیہ الغافلین عن أعمال الجاھلین** ہے جسکے مؤلف علامہ ابن النحاس الدمشقی رحمہُ اللہ ہیں۔ (مؤلف) ☆=

// محرمات (حرام اشیاء وامور) //

اور یہ وہ ممنوع کام ہیں جنکا ارتکاب مسلمانوں میں عام ہو چکا ہے۔انہیں ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ نصیحت وخیر خواہی ہو اور وضاحت بھی ہو جائے ۔اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ وہ مجھے اور میرے مسلمان بھائیوں کو ہدایت کا راستہ دکھلائے ،توفیق و کامیابی سے نوازے ،اسکی مقرر کردہ حدوں کے اندر ہی رُک جانے میں ہماری مدد کرے ،محرّمات سے دور رکھے اور بُرائیوں سے بچائے اور اللہ تعالیٰ سب سے بہتر بچانے والا اور سب سے بڑا رحم کرنے والا ہے۔ ﴿۱﴾

(الشیخ) محمد بن صالح المنجد

امام وخطیب جامع عمر بن عبدالعزیز،

الخبر ،سعودی عرب۔

••••••••••••••••••••••••••••••••••

=☆ایسے ہی الزواجر عن اقتراف الكبائر لابن حجر الهيتمي بھی ایک جامع کتاب ہے جسکا اردو ترجمہ ''تازیانے'' کے نام سے شائع ہو چکا ہے جبکہ اس کتاب میں چار سو سے زائد محرمات و کبائر جمع کیئے گئے ہیں، اسی طرح ہی الكبائر للعلّامة الذهبي اور الكبائر للعلّامة محمد سليمان التميمي بھی ہیں اور ان میں سے اول الذکر کا اردو ترجمہ بھی ''کبیرہ گناہ''، ''کبائر'' اور ''پہاڑ جیسے گناہ'' کے ناموں سے شائع ہو چکا ہے۔(ابوعدنان)

﴿۱﴾ اس رسالہ کا مراجعہ ونظرِ ثانی متعدد اہلِ علم وفضل نے کی ہے، اللہ تعالیٰ انہیں جزاء خیر دے، اور اُن میں سے شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ ابن باز ؒ بھی ہیں، اور انہوں نے تو حاشیہ میں اپنی تعلیقات بھی رقم فرمائی ہیں، جنکی طرف حرف زاء[ز] سے اشارہ کیا گیا ہے۔

(حرام اشیاء وامور)

① اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا :

بیشک یہ سب سے بڑا گناہ اور سب سے بڑے محرمات میں سے ہے۔ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث کے مطابق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے :

((أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكَبَائِرِ ؟ [ثَلَاثاً] قَالُوا : بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ، قَالَ : اَلْإِشْرَاکُ بِاللّٰهِ)) ①

’’کیا میں آپ کو سب سے بڑا کبیرہ گناہ نہ بتاؤں [یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا] تو ہم نے کہا: کیوں نہیں، آپ ہمیں ضرور بتائیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک کرنا‘‘۔

ہر گناہ اللہ تعالیٰ چاہے تو معاف کر دیتا ہے سوائے شرک کے، اسکے لئے خصوصی توبہ کی ضرورت ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُّشْرَکَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ يَّشَآءُ﴾

[النساء:۴۸]

’’اللہ تعالیٰ اس گناہ کو نہیں بخشے گا کہ کسی کو اس کا شریک بنایا جائے اور اس کے سوا دوسرے گناہ جس کو چاہے معاف کر دے‘‘۔

① متفق علیہ، البخاري ۲۵۱۱، تحقیق د.البغا۔

۱۱ محرمات (حرام اشیاء وامور) ۱۱

شرک بہت بڑا گناہ ہے جو کہ انسان کو ملتِ اسلامیہ سے خارج کر دیتا ہے، اور وہ شخص اگر اسی حالت میں مر جائے تو وہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔

شرک کی چند مروجہ شکلیں :

شرکِ اکبر کی کئی شکلیں مسلمانوں کے ملکوں میں پائی جاتی ہیں جن میں سے بعض درجِ ذیل ہیں:

① قبروں کی پوجا و عبادت کرنا :

قبروں کی پوجا کرنا، اس بات کا اعتقاد رکھنا کہ مردہ اولیاء ہماری حاجتیں پوری کرتے ہیں اور مشکلات آسان کرتے ہیں، اور انکی مدد طلب کرنا اور ان سے دعاء مانگنا یا انہیں پکارنا، یہ سب شرکِ اکبر کی صورتیں ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

﴿وَقَضٰی رَبُّکَ أَلَّا تَعْبُدُوْا إِلَّا إِيَّاهُ﴾ [الاسراء:۲۳]

''اور تمہارے رب نے فیصلہ فرمایا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو''۔

اور اسی طرح شفاعت و سفارش طلب کرنے کیلئے یا شدّت و پریشانی دور کروانے کیلئے، مردوں کو پکارنا اور انبیاء کرام علیہم السلام اور نیک لوگوں کو پکارنا بھی شرک ہے اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿أَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْأَرْضِ أَإِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ﴾ [النمل:۶۲]

''بھلا کون بیقرار کی التجا قبول کرتا ہے؟ جب وہ اس سے دعا کرتا ہے اور (کون اسکی) تکلیف کو دُور کرتا ہے؟ اور (کون) تمہیں زمین میں (اگلوں کا) جانشین بناتا ہے؟ (یہ سب کچھ اللہ کرتا ہے) تو کیا اللہ کیساتھ کوئی اور معبود بھی ہے؟ (ہرگز نہیں)''۔

١١ محرمات (حرام اشیاء و امور) ١١

بعض لوگ کسی پیر و شیخ یا ولی کے نام کا ذکر کرنے کو اپنی عادت اور اسکے نام کو تکیہ کلام بنا لیتے ہیں اور اسی کو ہر وقت پکارتے ہیں جب بھی کوئی کھڑا ہو یا بیٹھا ہو اور چاہے وہ پھسل جائے، اور جب بھی وہ کسی مصیبت یا پریشانی میں مبتلا ہو جاتا ہے تو کوئی کہتا ہے: یا محمد ﷺ، کوئی کہتا ہے: یا علی رضی اللہ عنہ، کوئی کہتا ہے: اے حسین رضی اللہ عنہ، تو کوئی: اے بدوی، اے جیلانی، اے شاذلی، اے رفاعی، اے عیدروس کہتا ہے تو کوئی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو پکارتا ہے اور کوئی ابن علوان کو جبکہ اللہ تعالیٰ تو کہتا ہے :

﴿إِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ أَمْثَالُكُمْ ﴾[الأعراف:١٩٤]

”(مشرکو!) جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ تو تمہاری طرح کے بندے ہی ہیں“۔

بعض قبروں کی عبادت کرنے والے انکا طواف بھی کرتے ہیں، اور قبر کے در و دیوار کو چھوتے ہیں، دروازوں [چوکھٹ] کا بوسہ کرتے، اور قبر کی مٹی اپنے چہرے پر ملتے ہیں، اور اگر کوئی قبر دیکھ لیں تو اسے سجدہ کرتے، اور اسکے سامنے عاجزی و خاکساری کے ساتھ کھڑے ہو کر اپنی اپنی غرض اور حاجت طلب کرتے اور یہ گڑگڑاتے ہیں کہ کسی بیمار کو شفاء دیں یا لڑکا عطا کریں، یا کوئی حاجت و مشکل آسان کریں، اور کچھ لوگ تو قبر کے پاس جا کر یہ کہتے ہیں: اے میرے آقا! میں بہت دور کے شہر سے آیا ہوں تو مجھے ناامید مت کرنا، اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

﴿وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غَافِلُوْنَ ﴾[الأحقاف:٥]

”اور اس شخص سے بڑھ کر کون گمراہ ہو سکتا ہے جو ایسے کو پکارے جو قیامت تک اسے جواب نہ دے سکے اور ان کو ان کے پکارنے ہی کی خبر نہ ہو“۔

اور نبی ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے :

((مَنْ مَاتَ وَهُوَ يَدْعُوْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ نِدّاً دَخَلَ النَّارَ)) [1]

''جو شخص غیر اللہ کو پکارتا اور اُس سے دعاء و پکار کرتا مر جائے تو وہ جہنم میں جائے گا''۔

بعض لوگ تو قبروں پر جا کر سر منڈواتے ہیں اور بعض لوگوں کے پاس بعض ایسی کتابیں ہوتی ہیں جنکا عنوان ہوتا ہے: (مناسک حج المشاھد) اور ''مشاہد'' کا مطلب ہے قبریں اور ولیوں کے مزار [مزاروں کا حج کرنے کا طریقہ]، اور بعض لوگ یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ اولیاء اللہ دنیا کے کاموں میں دخل دیتے ہیں اور وہ نفع و نقصان بھی پہنچا سکتے ہیں، جبکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

﴿ وَإِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ وَإِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهِ ﴾[یونس:۱۰۷]

''اور اگر اللہ تم کو کوئی تکلیف پہنچائے تو اُس کے سوا اس کا کوئی دُور کرنے والا نہیں اور اگر تم سے بھلائی کرنی چاہے تو اُس کے فضل کو کوئی روکنے والا نہیں''۔

② غیر اللہ کی نذر و نیاز :

اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کی نذر و نیاز بھی شرکِ اکبر کی ہی ایک شکل ہے مثلاً بعض لوگ قبروں پر چراغ و موم بتیاں اور اگر بتیاں جلانے اور پھولوں کی چادر چڑھانے کی نذر مان لیتے ہیں۔

③ غیر اللہ کیلئے ذبح کرنا :

اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی دوسرے کے نام پر جانور ذبح کرنا بھی شرکِ اکبر کی ہی ایک قسم ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

---

[1] بخاری مع الفتح ۱۷۶/۸۔

۱۱ محرمات (حرام اشیاء و امور) ۱۱

﴿فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانۡحَرۡ ﴾[الکوثر:۲]

''اپنے پروردگار کے لئے نماز پڑھا کرو اور قربانی کیا کرو''۔

یعنی جس طرح اللہ کیلئے نماز پڑھیں اسی طرح صرف اور صرف اللہ کے لئے اور اسی کے نام سے ذبح کریں اور نبی ﷺ کا ارشاد ہے :

((لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللّٰهِ)) [۱]

'' جس شخص نے غیر اللہ کیلئے ذبح کیا اس پر اللہ کی لعنت ہے''۔

اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ایک ہی قربانی میں کئی محرّمات اکٹھے ہو جائیں وہ یوں کہ : غیر اللہ کیلئے ذبح کرنا، اور اللہ کے نام کے بغیر ذبح کرنا، ان دونوں کا کھانا منع وحرام ہے، جاہلیت کے زمانے والی قربانیاں جو کہ آج کل اس دور میں بھی عام ہیں، وہ جنّات کیلئے قربانیاں تھیں اور وہ اس طرح کہ اگر وہ لوگ گھر خریدتے یا بناتے تو جنّ کی اذیت ونقصان سے بچنے کیلئے یا کنواں کھودتے تو وہاں یا گھر کے دروازے پر جانور ذبح کرتے تھے تا کہ جنّوں کو خوش کر کے ان کے شرّ سے محفوظ رہ سکیں یہ بھی شرک کی ایک قسم ہے۔ [۲]

④ جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے اسے حلال کر لینا اور حلال کردہ چیز کو حرام ٹھہرا لینا :

حرام کو حلال کر لینا اور حلال کو حرام ٹھہرانا یا اس بات کا اعتقاد رکھنا کہ اللہ کے علاوہ اس معاملہ [تحلیل وتحریم] میں کسی دوسرے کو بھی حق حاصل ہے، یا کورٹ کچہری میں اپنی مرضی سے جاہلیت کے یا وضعی قوانین نافذ کرنا اور اُسکے جائز ہونے کا اعتقاد رکھنا۔

اللہ تعالیٰ نے اس کفرِ اکبر کو یوں ذکر کیا ہے :

[۱] صحیح مسلمؒ نمبر۱۹۷۸۔

[۲] نیز دیکھئے تیسیر العزیز الحمید، ط، دار الافتاء ص:۱۵۸۔

﴿اِتَّخَذُوْا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَاباً مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ [توبہ:۳۱]

''انہوں نے اپنے علماء اور مشائخ کو اللہ کے سوا معبود بنا لیا''۔

جب حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ آیت سُنی تو کہا :

''وہ لوگ انکی عبادت تو نہیں کرتے تھے''، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

((اَجَلْ وَلٰکِنْ یُحِلُّوْنَ لَهُمْ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ فَیَسْتَحِلُّوْنَهٗ وَ یُحَرِّمُوْنَ عَلَیْهِمْ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ فَیُحَرِّمُوْنَهٗ فَتِلْکَ عِبَادَتُهُمْ لَهُمْ)) [۱]

''ہاں، مگر وہ لوگ جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے اُسے حلال کر دیتے اور وہ مان لیتے تھے اور جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے حلال کیا ہے اُسے حرام قرار دیتے اور وہ قبول کر لیتے تھے تو یہی اُنکی عبادت تھی''۔ [۲]

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں مشرکوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے :

﴿ لَا یُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَلَا یَدِیْنُوْنَ دِیْنَ الْحَقِّ﴾

[التوبہ:۲۹]

''اللہ اور رسول کی حرام کردہ شے کو حرام نہیں جانتے نہ دینِ حق کو قبول کرتے ہیں''۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

﴿قُلْ أَرَأَیْتُمْ مَّا أَنْزَلَ اللّٰهُ لَکُم مِّنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُم مِّنْهُ حَرَاماً وَّحَلَالاً قُلْ آللّٰهُ أَذِنَ لَکُمْ أَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ﴾ [یونس:۵۹]

---

[۱] بیہقی، سنن کبریٰ ۱۱۶/۱۰، ترمذی نمبر ۳۰۹۵، حسنہ الالبانی فی غایۃ المرام ص:۱۹۔

[۲] اس اصول کے تحت ان لوگوں نے اپنے احبار ورہبان کو رب کا درجہ دے رکھا تھا، دورِ حاضر میں بھی بعض لوگوں نے اپنے اماموں، مفتیوں، پیروں اور مرشدوں کو یہی مقام دے رکھا ہے جو کہ شرک و کفر ہی ہے۔ (ابوعدنان)

”کہو کہ بھلا دیکھو تو اللہ نے تمہارے لیئے جو رزق نازل فرمایا تو تم نے اُس میں سے (بعض کو) حرام ٹھہرایا اور (بعض کو) حلال (ان سے) پوچھو: کیا اللہ نے تمہیں اس کا حکم دیا ہے یا تم اللہ پر افتراء کرتے ہو؟“۔

⑤ جادو و کہانت اور فال نکالنا :

جادو و کہانت اور غیبی خبریں جاننے کا دعویٰ کرنا بھی شرک ہے جبکہ یہ تمام شرکیہ امور بھی ہمارے زمانے میں بہت عام ہیں۔

سحر [جادو] تو کفر ہے وہ سات ہلاک خیز چیزوں میں سے ہے اور وہ صرف نقصان ہی دیتا ہے فائدہ نہیں، اور اللہ تعالیٰ نے جادو سیکھنے والوں کے بارے میں فرمایا ہے :

﴿وَيَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ﴾ [البقرہ:۱۰۲]

”یہ لوگ وہ سیکھتے ہیں جو انہیں نقصان پہنچائے اور نفع نہ پہنچا سکے“۔

اور فرمایا :

﴿ وَلَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ أَتٰى ﴾[طٰہٰ:۶۹]

”اور جادوگر جہاں بھی جائے فلاح نہیں پائے گا“۔

اور جو لوگ جادو کرتے ہیں وہ کافر ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

﴿ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ وَلٰكِنَّ الشَّيَاطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ وَمَا أُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ وَمَا يُعَلِّمَانِ مِنْ أَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَا إِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ ﴾[البقرہ:۱۰۲]

”اور سلیمان نے مطلق کفر کی بات نہیں کی بلکہ شیطان ہی کفر کرتے تھے کہ لوگوں کو جادو سکھاتے تھے اور اُن باتوں کے بھی (پیچھے لگ گئے تھے) جو شہرِ بابل میں دو فرشتوں (یعنی) ہاروت اور ماروت پر اتری تھیں اور وہ

دونوں کسی کو کچھ نہیں سکھاتے تھے جب تک یہ نہ کہہ دیتے کہ ہم تو (ذریعۂ) آزمائش ہیں تم کفر میں نہ پڑو"۔ ﴿۱﴾

جادوگر کی سزا قتل ہے اور اُسکی کمائی حرام وخبیث ہے۔ جاہل وظالم اور ایمان وعقیدہ کے کمزور لوگ کسی پر جادو کروانے کیلئے یا کسی سے بدلہ لینے کیلئے جادوگروں کے ہاں جاتے ہیں اور کچھ لوگ کسی جادوگر کے ہاں جاکر اس حرام کا ارتکاب کرتے ہیں تاکہ جادو توڑ سکیں، اور فرض تو یہ ہے کہ صرف اللہ کی طرف رجوع کریں اور اللہ سے دعاء مانگیں اور اُسکے کلام کے ذریعے سے شفاء حاصل کریں جیسا کہ معوّذات وغیرہ ہیں۔

کاہن اور فال نکالنے والے اگر غیب جاننے کا دعویٰ کریں تو دونوں ہی اللہ تعالیٰ سے شدید کفر کرنے والے ہیں۔ ﴿۲﴾

غیب اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا، اور بہت سے ایسے شعبدہ باز لوگ ہیں جو لوگوں کے بھولے پن کا فائدہ اُٹھاتے ہوئے اُنکے پیسے لوٹتے ہیں۔ اور بہت سے وسیلوں [طریقوں] کا استعمال کرتے ہیں جیسا کہ زمین یا ریت پر لکیر کھینچ کر آئندہ کے احوال کو معلوم کرنا یا سپی و گھونگا بجانا یا ہاتھ کی ریکھاؤں کو پڑھنا اور گول کپ یا آئینہ اور شیشہ پھیرنا اور ان کے علاوہ بھی کئی کرتوت کرتے ہیں، اور اگر وہ اتفاق سے ایک سچ بولیں تو ننانوے جھوٹ بولتے ہیں، مگر بے خبر تو صرف اس ایک مرتبہ کو یاد رکھتے ہیں جب وہ جھوٹے لوگ سچ بولتے ہیں، ننانوے جھوٹوں کو بھلا دیتے ہیں اور اُنکے پاس مستقبل، خوشی یا تنگی اور کسی شادی یا تجارت میں فائدہ

﴿۱﴾ یہودیوں نے حضرت سلیمان علیہ السلام پر یہ الزام لگایا کہ وہ جادوگر تھے اور جادو کے ذریعے ہی تمام جنّ وانس پر حکومت کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ نے اُسکی تردید فرمادی ہے کیونکہ جادو کفر ہے اور یہ کسی نبی کے شایانِ شان ہی نہیں ہے۔ اس سلسلہ میں نیز ہاروت و ماروت کے بارے میں تفصیل تفسیر ابن کثیر اور تفسیر احسن البیان وغیرہ میں دیکھی جاسکتی ہے۔ (ابو عدنان)

﴿۲﴾ کاہن وہ ہے جو اٹکل پچو سے سچ جھوٹ ملا کر مستقبل کی خبریں بتائے اور غیب جاننے کا دعویٰ کرے جیسا کہ آجکل نجومی اور پیشہ ور روحانی عامل کرتے ہیں۔ (ابو عدنان)

جاننے کیلئے جاتے ہیں یا کھوئی ہوئی چیز کوڈھونڈنے کیلئے وغیرہ وغیرہ۔اور جولوگ ان کے پاس جاتے ہیں اور انکی بات کو سچ بھی مانتے ہیں اُنکا شرعی حکم یہ ہے کہ وہ کافر اور ملّتِ اسلامیہ سے خارج ہیں اور اسکی دلیل نبی ﷺ کا یہ ارشادِ گرامی ہے :

((مَنْ أَتٰى كَاهِناً أَوْعَرَّافاً فَصَدَّقَهُ بِمَا يَقُوْلُ فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ)) ﴿۱﴾

''جو شخص کسی نجومی یا فال نکالنے والے کاہن کے پاس جائے اور اُسکی تصدیق کرے تو اُس شخص نے نبی ﷺ پر جو اترا اس سے کفر کیا [دینِ اسلام سے خارج ہوگیا]''۔

جو شخص کسی نجومی وغیرہ کے پاس جائے جسے اس بات کا یقین ہو کہ وہ علم الغیب نہیں جانتے، مگر وہ محض تجربہ کیلئے جائے، تو اُس نے کفر نہیں کیا لیکن چالیس دن تک اُسکی نماز قبول نہیں ہوگی اور اس بات کی دلیل نبی ﷺ کے اس ارشادِ گرامی میں ہے :

((مَنْ أَتٰى عَرَّافاً فَسَأَلَهُ عَنْ شَيْءٍ لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلٰوةٌ أَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً)) ﴿۲﴾

''جو شخص نجومی یا فال نکالنے والے کاہن کے پاس جائے اور اُس سے غیب کی بات پوچھے تو چالیس راتوں تک اُسکی نماز قبول نہیں ہوتی''۔

﴿۱﴾ پاک وہند کے بازاروں اور سڑکوں پر عموماً ان جاذبِ قلب ونظر کلمات پر مشتمل اشتہارات پڑھنے کو ملتے ہیں:
☆ اپنی قسمت کا حال پوچھیئے ☆ جو چاہو سو پوچھو! ☆ شادی بیاہ میں رکاوٹ کیوں؟ ☆ محبت میں ناکامی کا سبب؟ ☆ رزق میں تنگی کس لئے؟ ☆ اولاد سے مایوس نہ ہوں ☆ گھریلو جھگڑے ختم ☆ میاں بیوی میں ناچاکی کا خاتمہ ☆ کیس میں جیت کس کی؟ ☆ صرف ایک روپیہ خرچ کیجئے اور اپنی قسمت سنواریئے۔
سادہ لوح لوگوں کی دولتِ دین ودنیا کو لوٹنے والوں کے ان نعروں کی حقیقت ہر سمجھدار پر عیاں ہے کہ غیب دانی کا دعویٰ کرنے والے یہ لوگ خود کتنے کنگال ہوتے ہیں۔اگر انہیں غیب کا علم ہوتا تو وہ سارے زمانے کی دھول پھانکنے کیلئے سڑکوں پر نہیں قصور ومحلات اور کوٹھیوں بنگلوں میں ہوتے۔(ابوعدنان)

﴿۲﴾ صحيح مسلم ۴ / ۱۷۵۱، حديث : ۲۲۳۰ كتاب السلام ، باب تحريم الكهانة .

اس شخص پر ادائیگیٔ نماز تو واجب ہے اور اسے اپنے اس فعل سے توبہ بھی کرنی چاہیئے۔ (۱)

⑥ لوگوں کی زندگی اور حوادثِ زمانہ میں ستاروں کی تاثیر کا عقیدہ رکھنا :

حضرت زید بن خالد الجہنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مقامِ حدیبیہ پر ہمیں صبح کی نماز پڑھائی، اس رات خوب بارش برسی تھی۔ نمازِ فجر سے فارغ ہوئے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا :

((هَلْ تَدْرُوْنَ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ ؟ قَالُوْا : اَللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ أَعْلَمُ ، قَالَ اللّٰهُ : أَصْبَحَ مِنْ عِبَادِيْ مُؤْمِنٌ بِيْ وَ كَافِرٌ ، فَأَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِفَضْلِ اللّٰهِ وَ رَحْمَتِهٖ فَذَالِکَ مُؤْمِنٌ بِيْ وَ كَافِرٌ بِالْكَوَاكِبِ وَأَمَّا مَنْ قَالَ : مُطِرْنَا بِنَوْءِ كَذَا وَ كَذَا فَذَٰلِکَ كَافِرٌ بِيْ وَ مُؤْمِنٌ بِالْكَوَاكِبِ)) (۲)

"کیا آپ جانتے ہیں کہ آپ کے رب نے کیا کہا ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے فرمایا: اللہ اور اُسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بہتر جانتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے فرمایا ہے: "میرے بندوں میں سے کچھ مجھ پر ایمان رکھنے والے اور کچھ میرے ساتھ کفر کرنے والے ہوگئے ہیں، وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ اللہ کے فضل و کرم سے بارش ہوئی ہے وہ مجھ پر ایمان لانے والے اور ستاروں کی تاثیر کے منکر ہیں اور جو کہے کہ ہمیں فلاں فلاں ستارے کی تاثیر سے بارش ملی ہے اُس شخص نے مجھ سے کفر کیا اور ستاروں پر ایمان رکھا"۔

ایسی ہی ایک صورت یہ ہے کہ لوگ اخباروں اور رسالوں [میگزین و ڈائجسٹ] میں شائع ہونے والے آسمانی برجوں کی طرف رجوع کرتے ہیں اور اپنی قسمت کا حال معلوم کرنا

(۱) تفصیل کیلئے شرح مسلم نووی دیکھیں۔ (۲) صحیح البخاري مع فتح الباري ۲/۳۳۳۔

چاہتے ہیں جس نے ستاروں کے انسان کی زندگی سے تعلق رکھنے کا عقیدہ رکھا وہ مشرک ہے، اور جس شخص نے انہیں محض وقت گزاری اور دل بہلانے کیلئے پڑھا تو وہ بھی گنہگار ہے، کیونکہ شرکیہ باتوں کو محض وقت گزاری کیلئے بھی پڑھنا جائز نہیں اور اسکے ساتھ ہی شیطان کا ستاروں کے سلسلہ میں دل میں وسوسہ ڈالنا بھی شرک کی طرف لے جانے والا راستہ ہے جبکہ اسلام نے تو شرک کے خاتمہ کیلئے اُسکے تمام اسباب وذرائع کو بھی حرام قرار دے رکھا ہے۔

⑦ جن چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے مفید نہیں بنایا اُنکے فائدہ کا اعتقاد رکھنا :

بعض لوگ تعویذوں اور مشرکانہ گنڈوں پر عقیدہ رکھتے ہیں اور کسی کاہن یا جادوگر کے اشارے پر مختلف قسم کے پتھروں کے نگینے، سمندری سپیاں، منکے یا سلوری کڑے اور چھلے وغیرہ پہنتے ہیں، اُنہیں اپنے یا اپنے بچوں کے گلے میں نظرِ بد کو دور کرنے کیلئے لٹکا دیتے ہیں، یا اُن چیزوں کو اپنے جسم پر باندھ لیتے یا اُنہیں گاڑی یا گھر میں لٹکا دیتے ہیں، یا اس قسم کی نگینے والی انگوٹھی پہنتے ہیں جسمیں بعض امور کا اعتقاد رکھتے ہیں مثلاً مصیبت کو دور کرنا یا پریشانیوں کا خاتمہ وغیرہ، اور یہ بیشک اللہ پر توکّل کرنے کے منافی ہے اور یہ سب انسان کو سوائے مشکلات کے اور کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتا اور یہ علاج حرام ہے۔ اور یہ جو بیشمار تعویذ لٹکائے جاتے ہیں ان میں سے بعض تو شرک ہیں اور بعض میں جنّوں اور شیاطین سے یا مبہم نقشوں یا غیر مفہوم عبارتوں سے مدد لی جاتی ہے اور بعض جادوگر قرآن کی بعض آیات لکھ کر کسی دوسری شرکیہ لکھائی میں ملا دیتے ہیں، اور بعض جادوگر یا کاہن قرآنی آیات کو نجاست وگندگی، پیشاب یا حیض کے خون سے لکھتے ہیں، جبکہ مذکورہ سابقہ چیزوں کا گلے میں لٹکانا یا جسم پر باندھنا حرام ہے، نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

((مَنْ عَلَّقَ تَمِيمَةً فَقَدْ اَشْرَكَ)) [1]

”جس شخص نے تعویذ [یا منکا گھونگا] لٹکایا تو اُس نے شرک کیا“۔

[1] احمد ۱۵۶/۴، السلسلۃ الصحیحۃ نمبر ۴۹۲۔

یہ سب کچھ کرنے والا اگر اس بات کا اعتقاد رکھے کہ اللہ کی مدد کے بغیر بذاتِ خود ان چیزوں سے فائدہ یا نقصان ہوگا تو یہ شرک ہے شرکِ اکبر، اور اگر وہ اس بات پر اعتقاد رکھے کہ یہ سب کسی فائدہ یا نقصان کا محض ایک ذریعہ وسبب ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے اسے ذریعہ نہیں بنایا، تو وہ شخص بھی مشرک ہے اور اسکا یہ شرک شرکِ اصغر ہے اور یہ ''ذرائع واسباب میں شرک'' کی ایک قسم ہے۔

⑧ عبادتوں میں ریاء کاری ودکھلاوا :

عملِ صالح کی شرائط میں سے ہی یہ بھی ہے کہ وہ ہر قسم کے دکھلاوے سے خالی اور سنتِ نبویہ ﷺ کے مطابق ہو، اور جو دوسرے لوگوں کو دکھانے کیلئے عبادت کرتے ہیں وہ مشرک ہیں اور یہ شرکِ اصغر ہے اور انکا یہ عمل بیکار ہوجائیگا جسطرح کہ کسی شخص نے لوگوں کو دکھانے کیلئے نماز پڑھی تو اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

﴿إِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ يُخَادِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ وَإِذَا قَامُوْا إِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى يُرَآؤُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ إِلَّا قَلِيْلاً﴾

[النساء:۱۴۲]

''بیشک منافق اللہ سے چالبازیاں کررہے ہیں اور وہ انہیں اس چالبازی کا بدلہ دینے والا ہے، اور جب نماز کو کھڑے ہوتے ہیں تو بڑی کاہلی کی حالت میں کھڑے ہوتے ہیں، صرف لوگوں کو دکھاتے ہیں اور یادِ الٰہی تو یونہی سی برائے نام کرتے ہیں''۔

اسی طرح اگر کوئی نیکی اس لیئے کرے تاکہ اُسکی خبر پھیلے اور لوگ اسکے بارے میں سُنیں اور باتیں کریں تو وہ شخص شرک میں مبتلا ہوگیا اور جس نے اس طرح کا کام کیا اُس شخص کیلئے سخت وعید وعذاب ہے جیسا کہ حدیثِ ابن عباس رضی اللہ عنہما میں مذکور ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا :

((مَنْ سَمَّعَ سَمَّعَ اللّٰهُ بِهٖ وَ مَنْ رَاءَ ی رَاءَ ی اللّٰهُ بِهٖ)) [1]

''جو شخص لوگوں کو سنانے کیلیئے عمل کرے گا اللہ تعالیٰ اُسکے عیب دوسروں کو سُنائے گا، اور جو شخص لوگوں کو دکھانے کیلیئے کوئی کام کریگا تو اللہ اُس شخص کی اصلیت سب کو دکھائے گا''۔

اور جس شخص نے کوئی عبادت کی جسمیں اللہ اور ساتھ ہی دوسرے لوگوں کا بھی قصد کیا تو اُسکا وہ عمل بیکار ہو جائیگا جیسا کہ حدیثِ قدسی میں ذکر آیا ہے :

((أَنَا أَغْنٰی الشُّرَکَاءِ عَنِ الشِّرْکِ ، مَنْ عَمِلَ عَمَلاً أَشْرَکَ فِیْهِ مَعِيْ غَیْرِيْ تَرَکْتُهُ وَ شِرْکَهُ)) [2]

''میں شرک سے بے پرواہ ہوں یعنی میرا کوئی شریک نہیں ہے [اس لیئے اگر کوئی نیک کام خاص میری رضا مندی کیلیئے کرے تو میں قبول کر لیتا ہوں] اگر میرے ساتھ کسی دوسرے کو بھی شریک کرے تو میں [بے پرواہ ہوں میں اس کام سے کوئی حصّہ نہیں لیتا بلکہ] سارا اُسی کے سر دے مارتا ہوں جس کو میرے ساتھ شریک کیا گیا تھا''۔

⑨ بدشگونی لینا :

نحوست یا بدشگونی و بدفالی لینا کافر قوموں کا شیوہ رہا ہے اور حرام ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے :

﴿ فَإِذَا جَآءَ تْهُمُ الْحَسَنَةُ قَالُوْا لَنَا هٰـذِهٖ وَإِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّطَّيَّرُوْا بِمُوْسٰى وَمَنْ مَّعَهٗ ﴾ [الأعراف:۱۳۱]

''جب ان پر خوشحالی آجائے تو کہتے کہ یہ تو ہمارے لیئے ہونا ہی چاہیئے اور اگر

[1] صحیح مسلم ۴/۲۲۸۹۔ [2] صحیح مسلم ۲۹۸۵۔

ان کو کوئی بدحالی پیش آتی تو موسیٰ اور انکے ساتھیوں کی نحوست بتلاتے"۔

عرب لوگوں میں سے اگر کوئی سفر وغیرہ کا ارادہ کرتا تو کسی پرندے کو پکڑ کر ہوا میں اُڑا دیتا، اگر وہ پرندہ دائیں طرف جائے تو وہ شخص خوش ہو کر اپنے کام کو چل دیتا۔ اور اگر پرندہ بائیں طرف کو اُڑتا تو نحوست سمجھ کر واپس آجاتے۔ جبکہ نبی اکرم ﷺ نے اس فعل کا حکم اپنے ارشاد میں یوں بیان فرمایا ہے :

((اَلطِّیَرَۃُ شِرْکٌ)) [1] "بدشگونی لینا شرک ہے"۔

بعض مہینوں سے بدشگونی لینا جیسا کہ ماہِ صفر میں نکاح ترک کرنا۔ [2] اور بعض دنوں سے جیسا کہ اس بات کا عقیدہ رکھنا کہ ہر ماہ کے آخری بدھ کا دن مسلسل منحوس ہے، یا نمبروں میں سے جیسا کہ نمبر [۱۳] کو منحوس قرار دینا، بعض ناموں اور معذوروں میں سے کسی کو منحوس سمجھنا جیسا کہ کوئی شخص اپنی دوکان کھولنے کیلئے جائے اور راستے میں کسی بھینگے آدمی کو دیکھ لے تو بدشگونی لے اور واپس لوٹ آئے وغیرہ وغیرہ۔ یہ اعتقاد کمالِ توحید کے منافی ہے، یہ سب حرام اور شرک میں سے ہے۔

نبی ﷺ نے ایسے لوگوں سے براءت ولاتعلقی کا اعلان فرمایا ہے، حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے ایک مرفوع حدیث میں ارشادِ نبوی ﷺ ہے :

((لَیْسَ مِنَّا مَنْ تَطَیَّرَ أَوْ تُطُیِّرَ لَهُ وَ لَا تَكَهَّنَ وَلَا تُكُهِّنَ لَهُ [وَ أَظُنُّهُ قَالَ]: أَوْ سَحَرَ أَوْ سُحِرَ لَهُ)) [3]

---

[1] مسند امام أحمد ۱/۳۸۹، صحیح الجامع ۳۹۵۵۔

[2] یہاں تو صرف ماہِ صفر میں نکاح منحوس کہنے والوں کا ذکر کیا گیا ہے جبکہ ہمارے یہاں تو شیعہ کے پروپیگنڈے کے نتیجہ میں ماہ محرّم میں بھی شادی بیاہ کو منحوس قرار دیتے ہیں جو کہ سراسر جہالت اور نری ضعیف الاعتقادی ہے۔ (ابوعدنان)

[3] الطبرانی فی الکبیر ۱۸/۱۶۲، نیز دیکھیئے صحیح الجامع ۵۴۳۵۔

''وہ ہم میں سے نہیں: جس نے بدشگونی لی ہو یا اسکے لیئے بدشگونی لی گئی ہو، اور جس نے کہانت کی ہو یا اُس کے لیئے کہانت کی گئی ہو[اور مجھے ایسا لگتا ہے کہ آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا] :یا اس نے کوئی جادو کیا ہو یا اُسکے لیئے کسی نے جادو کیا ہو''۔

اور جو شخص اس طرح کے امور میں مبتلا ہو جائے تو اسے توبہ کرنا چاہیئے اور اُسکا کفارہ اس طرح ہے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کی حدیث میں وارد ہوا ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے :

((مَنْ رَدَّتْهُ الطِّيَرَةُ مِنْ حَاجَةٍ فَقَدْ أَشْرَکَ ، فَقَالُوْا :يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! مَا كَفَّارَةُ ذٰلِکَ ؟ فَقَالَ : أَنْ يَّقُوْلَ أَحَدُكُمْ :[اَللّٰهُمَّ لَا خَيْرَ اِلَّا خَيْرُکَ وَ لَا طَيْرَ اِلَّا طَيْرُکَ وَ لَا اِلٰهَ غَيْرُکَ])) ﴿۱﴾

''جس شخص کو بدشگونی نے اسکی کسی حاجت کو پورا کرنے سے روکا تو اس نے شرک کیا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا: اے اللہ کے رسول ﷺ! اسکا کفّارہ کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: کہ ان میں سے کوئی یہ کہے :[یا اللہ! تیری خیر و بھلائی کے سوا کوئی بھلائی نہیں، اور تیرے شگون کے سوا کوئی شگون نہیں اور تیرے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں]''۔

شگون لینا لوگوں کی فطرت میں داخل ہے یہ کسی میں کم ہوتا ہے اور کسی میں زیادہ، اور اسکا سب سے اہم علاج اللہ تعالیٰ پر توکّل کرنا ہے جیسا کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما کے ارشاد میں ہے:

﴿۱﴾ مسند امام أحمد ۲/۲۲۰، السلسلة الصحيحة ۱۰۶۵، (یہ حدیث ضعیف ہے اور اسے تمریض کے صیغہ سے ذکر کرنا بہتر ہوگا [ز])۔☆

☆علّامہ ابن بازؒ نے غالباً فتح المجید میں موجود صرف مسند احمد کی سند میں پائے جانے والے راوی ابن لہیعہ کی وجہ سے اسے ضعیف قرار دیا ہے جبکہ السلسلہ الصحیحہ میں علّامہ البانی نے اسکی کئی اسناد ذکر کی ہیں اور اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے (للتفصیل، الصحیحہ ۳/۵۳۔۵۵)۔

(وَ مَا مِنَّا اِلَّا [أَيْ : اِلَّا وَ يَقَعُ فِيْ نَفْسِهٖ شَئٌ مِّنْ ذٰلِکَ] وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ يُذْهِبُهٗ بِالتَّوَكُّلِ) [1]

''اور ہم میں سے کوئی شخص ایسا نہیں جو کہ [یعنی: اسکے دل میں اسطرح کی کوئی بات نہ آتی ہو] مگر اللہ تعالیٰ پر توکّل کرنے سے یہ دور ہو جاتی ہے''۔

⑩ غیر اللہ کی قسم کھانا :

اللہ تعالیٰ اپنی مخلوقات میں سے چاہے کسی چیز کی بھی قسم کھائے اسے اختیار ہے مگر مخلوق کو غیر اللہ کی قسم کھانا بالکل جائز نہیں، جبکہ آجکل زیادہ تر لوگوں کی زبان پر غیر اللہ کی قسم ہی آتی ہے حالانکہ قسم کھانا ایک قِسم کی تعظیم ہے اور یہ تعظیم واجلال صرف اللہ کی ذات کے ہی لائق ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی مرفوع حدیث میں ارشادِ نبوی ﷺ ہے :

((أَلَا اِنَّ اللّٰهَ يَنْهَاكُمْ أَنْ تَحْلِفُوْا بِآبَآئِكُمْ ، مَنْ كَانَ حَالِفاً فَلْيَحْلِفْ بِاللّٰهِ أَوْ لِيَصْمُتْ)) [2]

''خبردار! اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کو اپنے باپ دادوں کی قسم کھانے سے روکتا ہے، جس شخص نے قسم کھانی ہو تو وہ اللہ تعالیٰ کی قسم کھائے ورنہ خاموش ہی رہے''۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی ایک اور مرفوع حدیث میں ارشادِ نبوی ﷺ ہے :

((مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللّٰهِ فَقَدْ أَشْرَكَ)) [3]

''جس شخص نے غیر اللہ کی قسم کھائی اُس نے شرک کیا''۔

اور نبی ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے :

---

[1] ابوداؤد ۳۹۱۰، السلسلۃ الصحیحۃ ۴۳۰۔

[2] صحیح البخاري مع الفتح ۱۱/۵۳۰، صحیح مسلم، حدیث: ۱۶۴۶۔

[3] مسند امام أحمد ۲/۱۲۵، نیز دیکھیئے: صحیح الجامع ۶۲۰۴۔

// محرمات (حرام اشیاء وامور) //

((مَنْ حَلَفَ بِالْأَمَانَةِ فَلَيْسَ مِنَّا)) [1]

''جس شخص نے امانت کی قسم کھائی تو وہ ہم میں سے نہیں ہے''۔

لہٰذا کعبہ شریفہ کی قسم نہیں کھانی چاہیئے اور نہ ہی امانت کی، نہ شرافت و بزرگی کی، نہ مدد کی، نہ کسی کی برکت کی، اور نہ کسی کی زندگی کی، نہ نبی ﷺ کے جاہ وجلال کی، نہ کسی ولی کی جاہ و منزلت کی، اور نہ ہی ماں باپ اور نہ ہی اپنے بچوں کے سر کی۔ یہ سب حرام ہے، اور جو شخص اس طرح کی چیز میں مبتلا ہو جائے تو اُسکا کفّارہ یہ ہے کہ وہ کہے [لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ] ''اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں''۔ جیسا کہ صحیح حدیث میں آیا ہے :

((مَنْ حَلَفَ فَقَالَ فِيْ حَلْفِهٖ بِلَاتِ وَّ الْعُزّٰى فَلْيَقُلْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ)) [2]

''جس شخص نے قسم کھائی اور اپنی قسم میں کہا : ''اللات اور العزّیٰ کی قسم''، تو وہ یہ کہے: [لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ] ''اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں ہے''۔

چند دیگر شرکیہ اموراور حرام کلمات :

اسی قسم کے بعض مشرکانہ الفاظ ہیں جو کہ بعض مسلمان بھی کہہ دیتے ہیں مثال کے طور پر:

① پناہ چاہتا ہوں اللہ سے اور تم سے۔

② میرا توکّل وبھروسا اللہ پر اور آپ پر ہے۔

③ یہ سب اللہ اور آپ کی وجہ سے ہے۔

④ اللہ اور آپ کے سوا میرا کوئی سہارا نہیں ہے۔

⑤ آسمان پر میرا سہارا اللہ ہے اور زمین پر میرے سہارے آپ ہیں۔

⑥ اگر اللہ اور فلاں نہ ہوتا تو یوں اور یوں ہو جاتا۔ [3]

[1] ابوداؤد ۳۲۵۳، السلسلة الصحيحة ۹۴۔ [2] صحيح البخاري مع فتح الباري ۵۳۶/۱۱۔

[3] صحیح یہ ہے کہ [ثم] یا [پھر] کہا جائے، جیسا کہ ''میں اللہ سے اور پھر آپ سے..'' اور اسی طرح تمام الفاظ میں خیال رکھیں [ز]۔

⑦ میں اسلام سے بریٔ و دستبردار ہوں۔

⑧ اگر فطرت نے چاہا۔

⑨ اے زمانے کی ناکامی اور

⑩ اسی طرح ہی ہر وہ جملہ ہے جس میں زمانے کو گالی دی جاتی ہے مثلاً: ''یہ بُرا زمانہ ہے''، ''یہ منحوس گھڑی [براوقت] ہے''، ''زمانہ غدار و بے وفا ہے'' اور اسی طرح کے دیگر کلمات، اور یہ اسلیئے کہ وقت کو گالی اللہ کی ذات پر پلٹ جاتی ہے جس نے وقت و زمانے کو بنایا،

⑪ اسی طرح وہ سب نام جو کسی غیر اللہ کے معبود ہونے کی طرف اشارہ کرتے ہیں جیسا کہ **عبد المسیح** [مسیح کا بندہ]، **عبد النبی** [نبی کا بندہ]، **عبد الرسول** [رسول کا بندہ]، **عبد الحسین** [حسین کا بندہ]۔

⑫ اسی طرح توحید کی مخالف بعض نئی اصطلاحات اور جملے بھی ہیں مثلاً : اسلامی اشتراکیت و سوشلزم، اسلامی جمہوریت، عوام کی مرضی اللہ کی مرضی سے ہے، دین اللہ کیلیئے اور وطن سب کیلیئے، عربی قوم کے نام پر، کثرت کے نام پر، انقلاب اور شورش کے نام پر۔

⑬ بعض الفاظ کا استعمال تو محرمات میں سے ہے مثلاً : شہنشاہ [بادشاہوں کے بادشاہ]، اور قاضی القضاہ یعنی ججوں کے جج، کسی منافق یا کافر کو سیِّد یا اس معنیٰ کے الفاظ [سَر یا مسٹر] کہنا [چاہے عربی زبان میں یا کسی اور زبان میں ہو]۔

⑭ لفظ [اگر] کا استعمال کرنا جو کہ مقدر پر ناراضگی و افسوس، اسی طرح حسرت و ندامت اور نا امیدی کا ثبوت ہے اور یہ لفظ شیطانی وسوسے کا دروازہ کھولتا ہے۔

⑮ یا یہ کہا جائے : یا اللہ! اگر تو چاہے تو میری مغفرت فرما۔ [1]

[1] مزید تفصیل کیلیئے دیکھیئے: **معجم المناهي اللفظية للشيخ بكر أبو زيد** ۔

۲ منافق وفاسق لوگوں کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا [ان سے دل لگانے یا انکا دل بہلانے کیلئے، اُن سے اُنس حاصل کرنے یا انہیں اُنس دلانے کیلئے] :

بہت سے ایسے لوگ بھی ہیں جن کے دل میں ایمان مکمل نہیں بلکہ کمزور ہے۔ وہ جان بوجھ کر بعض اہلِ نفاق اور فاسق لوگوں کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے ہیں بلکہ بعض ایسے لوگوں کے ساتھ مصاحبت رکھتے ہیں جو کہ اللہ کی شریعت میں طعن [طنز وتنقید] کرتے اور اس پر عیب لگاتے ہیں اور اسکے دین اور اولیاء اللہ کا مذاق اُڑاتے ہیں۔ بیشک یہ کام حرام ہے جو کہ عقیدے کو داغ دار کرتا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

﴿وَإِذَا رَأَيْتَ الَّذِيْنَ يَخُوْضُوْنَ فِيْ اٰيَاتِنَا فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ وَإِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِيْنَ﴾ [الأنعام:٦٨]

’’اور جب تم ایسے لوگوں کو دیکھو جو ہماری آیتوں کے بارے میں بیہودہ بکواس کر رہے ہوں تو اُن سے الگ ہو جاؤ یہاں تک کہ وہ دوسری باتوں میں مصروف ہو جائیں اور اگر (یہ بات) شیطان تمہیں بھلا دے تو یاد آنے پر ظالم لوگوں کیساتھ نہ بیٹھو‘‘۔ [1]

اس حالت میں ان لوگوں کے ساتھ بیٹھنا جائز نہیں اگر چہ وہ کتنے ہی قریبی رشتہ دار

---

[1] اس سے ہر وہ مجلس مراد ہے جہاں احکامِ دین کا مذاق اڑایا جا رہا ہو اور اہلِ دین پر آوازے کسے جائیں، ایسے ہی اہلِ شرک وبدعت کی مجلسیں بھی انہی میں آجاتی ہیں جہاں وہ اپنی خواہشات کی پیروی کرتے ہوئے آیاتِ الٰہیہ کو توڑ موڑ کر پیش کر رہے ہوں۔ اگر کوئی شخص انہیں روک نہیں سکتا تو ان کی محفلوں میں شرکت سے باز آجائے اور دینی علم نہ رکھنے والوں کو تو خوب بچنا چاہیئے تاکہ کہیں ان کے گمراہ کن شکوک وشبہات اور باطل تاویلوں سے متاثر ہو کر دینِ حق نہ کھو بیٹھیں۔ ہاں اگر کوئی عالم وفاضل ہو اور وہ انکے باطل شبہات کا رد کرنا چاہتا ہو تو اسکی شرکت منع نہیں ہے۔

ہوں، یا اچھے سلوک والے اور میٹھی زبان والے ہوں، یہ فقط اسکے لئے روا ہے کہ جس نے انہیں بھلائی اور حق کی طرف دعوت دینی ہو یا انکے جھوٹ و باطل کا جواب دینا یا انکے فساد کا انکار کرنا ہو اگر انکے باطل وفساد پر رضامندی اور خاموشی اختیار کرنی ہو تو پھر ہرگز جائز نہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

﴿يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ فَإِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضٰى عَنِ الْقَوْمِ الْفَاسِقِيْنَ﴾ [التوبۃ:۹۶]

''یہ تمہارے آگے قسمیں کھائیں گے تاکہ تم اُن سے خوش ہو جاؤ۔ اگر تم اُن سے خوش ہو جاؤ گے تو اللہ تو نافرمان لوگوں سے خوش نہیں ہوتا''۔

③ نماز میں اطمینان ترک کرنا :

چوری کے بڑے جرائم میں سے نماز میں چوری کرنا ہے، نبی ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

((أَسْوَأُ النَّاسِ سَرَقَةً الَّذِيْ يَسْرِقُ مِنْ صَلٰوتِهٖ ، قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَكَيْفَ يَسْرِقُ مِنْ صَلٰوتِهٖ؟فَقَالَ:لَا يُتِمُّ رُكُوْعَهَا وَ لَا سُجُوْدَهَا)) [1]

''سب سے بدترین چوری نماز میں چوری ہے، صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! کوئی نماز میں کیسے چوری کرتا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ نماز کے ارکان رکوع وسجود کو اچھی طرح اطمینان اور آہستگی سے ادا نہ کرے''۔

نماز میں اطمینان ترک کردے، رکوع وسجدہ میں کمر کو برابر نہ رکھے، نہ ہی رکوع سے اٹھ کر۔ اور دونوں سجدوں کے درمیان بھی کمر سیدھی نہ کرے، یہ سب مشہور و معروف ہے اور عام نمازیوں میں دیکھا جا سکتا ہے، اور شائد کوئی بھی ایسی مسجد نہیں پائی جاتی جہاں نماز میں عدمِ

[1] مسند امام أحمد ۳۱۰/۵، صحیح الجامع ۹۹۷۔

اطمینان والے نہ پائے جاتے ہوں حالانکہ نماز میں سکون ووقار اور اطمینان اسکا ایک رکن ہے جسکے بغیر نماز صحیح نہیں ہوسکتی اور یہ بے اطمینانی بہت ہی خطرناک چیز ہے، نبی ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے :

((لَایُجْزِئُ صَلٰوۃُ الرَّجُلِ حَتّٰی یُقِیْمَ ظَھْرَہٗ فِي الرُّکُوْعِ وَ السُّجُوْدِ)) [1]

"کسی بھی آدمی کی نماز صحیح نہیں ہوتی جب تک کہ وہ رکوع اور سجود میں اپنی کمر کو سیدھا نہ کرے"۔

بیشک یہ کام منکر ونا پسندیدہ ہے اور اسے کرنے والا ڈانٹ اور وعید وسزا کا مستحق ہے، حضرت ابوعبداللہ الأشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :ایک مرتبہ نبی ﷺ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو نماز پڑھائی، پھر صحابہ کی ایک جماعت میں بیٹھ گئے تو ایک آدمی داخل ہوا اور نماز پڑھنے لگا، جلدی جلدی رکوع کیا اور سجدے میں کوے کی طرح ٹھونگے مارے تو نبی ﷺ نے فرمایا :

((أَتَرَوْنَ ھٰذَا؟ مَنْ مَاتَ عَلٰی ھٰذَا مَاتَ عَلٰی غَیْرِ مِلَّۃِ مُحَمَّدٍ یَنْقُرُ صَلٰوتَہٗ کَمَا یَنْقُرُ الْغُرَابُ الدَّمَ ، اِنَّمَا مَثَلُ الَّذِيْ یَرْکَعُ وَ یَنْقُرُ سُجُوْدَہٗ کَالْجَائِعِ لَا یَأْکُلُ اِلَّا التَّمْرَۃَ أَوِ التَّمْرَتَیْنِ فَمَاذَا تُغْنِیَانِ عَنْہُ)) [2]

"کیا آپ اسے دیکھ رہے ہیں؟ جو شخص اس حالت میں مرجائے تو وہ ملتِ محمد ﷺ سے خارج کسی دوسرے طریقے پر مرا۔ نماز میں یوں ٹھونگے مارتا ہے جیسا کہ کوا خون میں چونچ مارتا ہے، بیشک جو شخص نماز کے سجدوں میں یوں ٹھونگے مارتا ہے اُسکی مثال اُس بھوکے شخص کی طرح ہے جو کہ صرف ایک یا دو کھجوریں کھاتا ہے بھلا وہ اُن سے شکم سیر ہوسکتا ہے؟"۔

حضرت زید بن وہب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کسی آدمی کو دیکھا

[1] ابوداؤد ۱/۵۳۳، صحیح الجامع ۷۲۲۴۔

[2] صحیح أبي خزیمۃ ۱/۳۳۲، نیز دیکھیئے الفتح ۲/۲۷۴، وصفۃ صلٰوۃ النبي للألباني ص :۱۳۱۔

جو رکوع اور سجود کو اچھی طرح ادا نہیں کر رہا تھا تو فرمایا :

(مَا صَلَّيْتَ وَلَوْ مُتَّ مُتَّ عَلٰى غَيْرِ الْفِطْرَةِ الَّتِيْ فَطَرَ اللّٰهُ مُحَمَّدً ﷺ) [1]

''تو نے نماز نہیں پڑھی ۔ اور اگر اسی حالت میں تو مرجائے تو جس فطرت پر اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو بنایا، اُس فطرت کے علاوہ پر مرے گا''۔

جس شخص نے نماز میں اطمینان چھوڑ رکھا ہو اُسے جب اسکے حکم کا پتہ چلے تو اُسے چاہیئے کہ وہ اُس وقت کی نماز کو دوبارہ ادا کرے جسکی دلیل مسیء الصلوٰۃ والی اس حدیث میں ہے :

((اِرْجِعْ فَصَلِّ فَاِنَّکَ لَمْ تُصَلِّ))

''واپس لوٹ جاؤ اور نماز پڑھو کیونکہ تم نے نماز نہیں پڑھی''۔

اور جس نماز کا وقت گزر گیا اُسکی توبہ کرے اور اللہ سے معافی مانگے ۔ سابقہ نمازیں دوبارہ ادا کرنا اُس پر لازم وضروری نہیں ہے ۔

④ نماز کے دوران فضول کام یا فضول حرکت کرنا :

یہ ایک ایسی بیماری وآفت ہے جس سے بکثرت نمازی نہ بچ پائے کیونکہ وہ اللہ کا یہ حکم نہیں مانتے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

﴿ وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ ﴾[البقرہ:۲۳۸]

''اور اللہ کے آگے ادب سے کھڑے رہا کرو''۔

اور وہ لوگ اللہ تعالیٰ کے اس ارشادِ گرامی کو بھی نہیں سمجھتے :

﴿ قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ o اَلَّذِيْنَ هُمْ فِىْ صَلٰوتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ﴾

[المؤمنون:۱،۲]

''بیشک ایمان والے فلاح پا گئے ۔ جو نماز میں عجز و نیاز کرتے ہیں''۔

جب نبی ﷺ سے سجدے کی جگہ سے ریت برابر کرنے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ

[1] صحیح البخاری مع الفتح ۲/۲۷۴۔

نے فرمایا :

((لَا تَمْسَحْ وَ أَنْتَ تُصَلِّيْ فَإِنْ كُنْتَ لَابُدَّ فَاعِلاً فَوَاحِدَةً تَسْوِيَةَ الْحَصَىٰ)) [1]

''نماز میں زمین پر ہاتھ نہ پھیریں اور اگر ضرور ہی کرنا ہے تو صرف ایک بار سامنے پڑی کنکریوں کو برابر کرلو''۔

اہلِ علم نے ذکر کیا ہے کہ بغیر کسی حاجت وضرورت کے نماز میں مسلسل فضول حرکت کرنا نماز کو باطل کردیتا ہے، اب ان لوگوں کا کیا ہوگا جو نماز میں لغو حرکات اور کھیل کود کرتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہوکر کوئی اپنی گھڑی دیکھتا ہے، یا کپڑے ٹھیک کرتا ہے، یا دائیں بائیں اور آسمان کی طرف دیکھتا ہے، اور وہ اس بات سے نہیں ڈرتا کہ کہیں اُسکی نظر ہی نہ چھین لی جائے اور کہیں شیطان اُسکی نماز سے کچھ چوری نہ کرلے۔

⑤ نماز میں جان بوجھ کر امام سے سبقت کرنا:

جلد بازی انسانی فطرت میں شامل ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

﴿وَ كَانَ الْإِنْسَانُ عَجُوْلاً﴾ [الاسراء:۱۱]

''اور انسان جلد باز (پیدا ہوا) ہے''۔

اور نبی ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے :

((اَلتَّأَنِّيْ مِنَ اللّٰهِ وَ الْعُجْلَةُ مِنَ الشَّيْطَانِ)) [2]

''سکون وسلیقے سے کام سرانجام دینا اللہ کی طرف سے ہوتا ہے اور جلد بازی شیطان کی طرف سے ہوتی ہے''۔

---

[1] أبو داؤد ۱ / ۵۸۱ ،صحیح الجامع ۷۴۵۲ ،(اور اسکی اصل صحیح مسلم میں حضرت معیقیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے [ز])۔

[2] البیهقی ، سنن کبریٰ ۱۰/۱۰۴، السلسلة الصحیحة ۱۷۹۵۔

انسان با جماعت نماز پڑھ رہا ہوتو اکثر دائیں بائیں مشاہدہ کرتا ہے کہ متعدد نمازی رکوع وسجود اور تکبیرات حتیٰ کہ نماز سے سلام پھیرنے میں امام سے سبقت کر جاتے ہیں، اور یہ کام بکثرت لوگوں کے نزدیک کوئی خاص اہمیت نہیں رکھتا حالانکہ اس میں زبردست وعید و عذاب منقول ہوا ہے، نبی ﷺ نے اسکا بیان اپنے اس ارشاد سے کیا ہے :

((أَمَا يَخْشَى الَّذِي يَرْفَعُ رَأْسَهُ قَبْلَ الْإِمَامِ أَنْ يُحَوِّلَ اللّٰهُ رَأْسَهُ اِلٰى رَأْسِ حِمَارٍ)) [1]

''جو شخص امام سے پہلے سر اُٹھالیتا ہے اُسے اس بات کا ڈر نہیں کہ اللہ کہیں اُسکے سر کو گدھے کا سر نہ بنادے؟''۔

اگر نمازی سے نماز کی طرف سکون اور وقار سے آنے کا مطالبہ ہے تو پھر نماز میں کیسا سکون وو قار مطلوب ہوگا؟ اسکا اندازہ ہر عقلمند کرسکتا ہے۔ بعض لوگ امام سے سبقت لے جانے اور پیچھے رہ جانے کے مفہوم میں غلطی کھا جاتے ہیں۔

ایک سنہری قاعدہ :

انہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ فقہاء کرام رحمہم اللہ نے اس سلسلہ میں ایک اچھے قاعدہ کلیہ کا ذکر کیا ہے وہ یہ کہ جب امام کی تکبیر ختم ہو جائے تب نمازیوں کو چاہیئے کہ وہ حرکت شروع کریں یعنی جب امام [اَللّٰهُ اَكْبَرُ] کے [ر] سے فارغ ہو تب نمازی قیام ورکوع اور سجدے کیلئے حرکت شروع کرے۔ اس سے پہلے ہو اور نہ ہی اس کے بعد دیر سے ہو، اسطرح بات برابر رہتی ہے۔

نبی ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس بات کے بہت حریص تھے کہ وہ نبی ﷺ سے سبقت نہ کریں، اور ان میں سے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :

[1] مسلم ۱/۳۲۰،۳۲۱۔

((اِنَّهُمْ كَانُوْا يُصَلُّوْنَ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ لَمْ أَرَ أَحَداً يَحْنِيْ ظَهْرَهُ حَتّٰى يَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَبْهَتَهُ عَلَى الْأَرْضِ ثُمَّ يَخِرُّ مَنْ وَرَائَهُ سُجَّداً)) [1]

''وہ نبی ﷺ کے پیچھے نماز پڑھتے تھے، جب نبی ﷺ رکوع سے اپنا سر اٹھاتے تو اسکے بعد میں نے کسی کو بھی سجدے کی طرف جاتے نہیں دیکھا جب تک کہ نبی ﷺ اپنی پیشانی زمین پر سجدے کیلئے نہ رکھ دیتے، پھر آپ ﷺ کے بعد سب نمازی سجدے کیلئے جھکتے''۔

جب نبی اکرم ﷺ بڑھاپے کی عمر کو پہنچے اور آپ ﷺ کی جسمانی حرکات میں آہستگی وڈھیل پیدا ہوگئی تو اپنے پیچھے والے نمازیوں کو تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا :

((يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ قَدْ بَدَّنْتُ فَلَا تَسْبِقُوْنِيْ بِالرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ ....)) [2]

''اے لوگو! رکوع اور سجود میں جلدی کر کے مجھ سے پہلے مت جایا کرو کیونکہ میں اب بھاری جسم والا ہو گیا ہوں''۔

امام کو چاہیئے کہ جب نماز پڑھائے تو تکبیر کہنے میں سنت پر عمل کرے۔ایک حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ذکر کی ہے جس میں وہ بیان کرتے ہیں :

((كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا قَامَ اِلَى الصَّلٰوةِ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَقُوْمُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَرْكَعُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَهْوِيْ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَسْجُدُ، ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ، ثُمَّ يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِي الصَّلٰوةِ كُلِّهَا حَتّٰى يَقْضِيَهَا ، وَ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَقُوْمُ مِنَ اثْنَتَيْنِ بَعْدَ الْجُلُوْسِ)) [3]

---

[1] صحیح مسلم،حدیث:۴۷۴۔ [2] البیھقی ۹۳/۲ و حسنہ الالبانی فی ارواء الغلیل ۲۹۰/۲۔ [3] صحیح البخاري ۷۵٦ ط. البغا۔

”نبی ﷺ جب نماز کیلئے کھڑے ہوتے تو اللہ اکبر کہتے، پھر جب رکوع جاتے تو اللہ اکبر کہتے، پھر سجدے کیلئے جھکتے تو اللہ اکبر کہتے، پھر سر اُٹھاتے تو اللہ اکبر کہتے، پھر سجدے کیلئے جھکتے تو اللہ اکبر کہتے، پھر سر اُٹھاتے تو اللہ اکبر کہتے، پھر ساری نماز میں اسی طرح کرتے حتیٰ کہ نماز مکمل ہو جائے، اور دو رکعتوں کے بعد تشہد سے اُٹھتے ہوئے بھی اللہ اکبر کہتے“۔

اگر امام نے اپنی تکبیر کو اپنی حرکت کے ساتھ موافق کیا اور نمازی نے بھی سابقہ ذکر کردہ کیفیت پر عمل کیا تو ساری نماز باجماعت صحیح رہے گی۔

⑥ پیاز، لہسن یا کوئی بدبودار چیز کھا کر مسجد میں آنا :

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

﴿ يَا بَنِيٓ آدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ ﴾[الأعراف:٣١]

”اے بنی آدم! ہر نماز کے وقت اپنے آپ کو مزین کیا کرو“۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں نبی ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے :

((مَنْ أَكَلَ ثُوماً أَوْ بَصَلاً فَلْيَعْتَزِلْنَا، أَوْ قَالَ : فَلْيَعْتَزِلْ مَسْجِدَنَا وَ لْيَقْعُدْ فِيْ بَيْتِهِ)) ①

”جس شخص نے لہسن یا پیاز کھایا تو وہ ہم سے علیحدہ رہے، یا فرمایا: وہ ہماری مسجدوں سے علیحدہ و دور رہے اور اپنے گھر میں بیٹھا رہے“۔

صحیح مسلم میں ایک روایت یوں ہے :

((مَنْ أَكَلَ الْبَصَلَ وَ الثُّوْمَ وَ الْكُرَّاثَ فَلَا يَقْرُبَنَّ مَسْجِدَنَا فَإِنَّ الْمَلَآئِكَةَ تَتَأَذّٰى مِمَّا يَتَأَذّٰى مِنْهُ بَنُوْ آدَمَ)) ②

① صحیح البخاري مع الفتح ٣٣٩/٢۔
② صحیح مسلم ٣٩٥/١۔

”جس شخص نے پیاز اور لہسن اور گندنا [ایک بد بو دار قسم کی تر کاری کا پودا] کھایا وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے کیونکہ جس چیز سے اولادِ آدم کو اذیت پہنچتی ہے اُس چیز سے فرشتوں کو بھی اذیت پہنچتی ہے“۔

حضرت عمر بن الخطّاب رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے دن خطبہ ارشاد فرمایا اور کہا :

((ثُمَّ اِنَّكُمْ أَيُّهَا النَّاسُ تَأْكُلُوْنَ شَجَرَتَيْنِ لَا أَرَاهُمَا اِلَّا خَبِيْثَتَيْنِ : هَذَا الْبَصَلَ وَ الثُّوْمَ ، لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِذَاوَجَدَ رِيْحَهُمَا مِنَ الرَّجُلِ فِي الْمَسْجِدِ أَمَرَ بِهٖ فَأُخْرِجَ اِلَى الْبَقِيْعِ فَمَنْ أَكَلَهَا فَلْيُمِتْهُمَا طَبْخاً)) [۱]

”اے لوگو! تم دو پودوں پیاز اور لہسن کو کھاتے ہو جو میری نظر میں خبیث [بد بو دار] درخت ہیں، میں نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ جب آپ ﷺ کسی شخص سے ان دونوں کی بو سونگھتے تو اس شخص کو حکم دیتے کہ وہ بقیع کی طرف نکل جائے، جو شخص انہیں کھائے تو وہ انہیں اچھی طرح پکا لے“۔

اور اسی باب میں یہ بھی شامل ہے کہ بعض لوگ اپنے کام کاج کے بعد فوراً مسجد میں داخل ہو جاتے ہیں اور گندی بد بو انکی بغلوں اور جرابوں سے پھوٹ رہی ہوتی اور باعثِ اذیت ہوتی ہے۔ [۲]

اور اس سے بھی بُرے سگریٹ نوشی کرنے والے ہیں جو کہ حرام سگریٹ نوشی کرنے کے بعد مسجد میں داخل ہو جاتے ہیں اور فرشتوں اور نمازیوں میں سے اللہ کے بندوں کو تکلیف و اذیت پہنچاتے ہیں۔

---

[۱] صحیح مسلم ۱/۳۹۶۔

[۲] کام کاج والے کپڑے اگر ناپاک نہ ہوں تو ان میں نماز تو ہو جاتی ہے تاہم اگر ان میں بد بو پیدا ہو جائے تو انہیں دھو لیا جائے اور اگر بآسانی ممکن ہو تو نماز کیلئے ایک جوڑا الگ رکھ لیا جائے تو یہ افضل و اولیٰ ہے۔ (ابوعدنان)

⑦ زنا کاری :

شریعتِ اسلامیہ کے عظیم مقاصد میں سے ایک مقصد عزّت وآبرو اور نسل کی حفاظت بھی ہے اس لیئے زنا کو حرام قرار دیا گیا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

﴿وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰی اِنَّهٗ کَانَ فَاحِشَةً وَّسَآءَ سَبِیْلًا﴾ [الاسراء:٣٢]

''اور زنا کے پاس بھی نہ جانا کہ وہ بے حیائی اور بری راہ ہے''۔

شریعتِ اسلامیہ نے پردے اور نگاہیں نیچے رکھنے کا حکم دے کر اور اجنبی عورت کے ساتھ خلوت میں اکیلے بیٹھنے کو حرام کر کے زنا تک پہنچانے والے سب ذریعے اور راستے بند کر دیئے ہیں۔

شادی شدہ زانی کو زبردست اور بھیانک سزا دی جائے گی، اور وہ ہے اسے اس وقت تک سنگسار کرنا جب تک کہ وہ مر نہیں جاتا تا کہ وہ اس کرتوت کی سزا کا مزہ چکھ لے، اور اسکے جسم کے ہر حصے کو تکلیف ہو جیسا کہ اُس نے حرام کاری میں اپنے سارے جسم کو لطف اندوز کیا تھا۔ اور وہ زانی جسکا ابھی صحیح نکاح نہیں ہوا اُسے شرعی حدود میں سے سب سے زیادہ جو کوڑے ہوتے ہیں یعنی سو [١٠٠] کوڑے مارے جاتے ہیں، اسکے ساتھ اُسکے عذاب وسزا پر کچھ مؤمنوں کو گواہ بنایا جاتا ہے جو اسکی ذلت و رسوائی کا باعث ہوتا ہے اور ذریعۂ شرمندگی بھی، اس کے علاوہ اُسے اُسکے اس علاقے سے ایک سال کیلیئے جلاوطن کر دیا جائے گا جہاں اُس نے اس جرم کا ارتکاب کیا تھا۔

زانی اور زانیہ کا عذاب برزخ میں اسطرح ہوگا کہ وہ لوگ تندور میں ہونگے جو کہ اوپر سے تنگ اور نیچے سے کھلا ہوگا اور اس میں آگ جل رہی ہوگی جہاں وہ لوگ ننگے ہونگے، جب آگ جلائی جائے گی تو وہ چیختے چلاتے اوپر پہنچیں گے حتیٰ کہ وہ باہر نکلنے کو ہونگے، اور جب آگ بجھادی جائے گی تو وہ واپس لوٹ جائیں گے۔ یہ اسی طرح قیامت تک انکے ساتھ کیا جائے گا۔

اگر کوئی عمر رسیدہ شخص جو قبر کے کنارے پر پہنچ چکا ہو اور اللہ کی طرف سے اسے لمبی عمر بھی ملی لیکن اس بڑھاپے میں بھی وہ زنا کاری سے باز نہ رہے تو اس کا معاملہ نہایت ہی بدترین اور قابلِ مذمت ہو جاتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ارشادِ گرامی ہے:

((ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَ لَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ وَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ : شَيْخٌ زَانٍ وَ مَلِكٌ كَذَّابٌ وَ عَائِلٌ مُسْتَكْبِرٌ)) ①

''تین ایسے لوگ ہیں جن سے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ نہ تو بات کرے گا نہ انہیں پاک کرے گا اور نہ ہی انکی طرف نظرِ کرم سے دیکھے گا اور انکے لیئے دردناک عذاب ہے: بوڑھا زانی، جھوٹا بادشاہ اور مغرور و متکبر فقیر''۔

سب سے بُری کمائی بدکار و زناکار عورت کا وہ معاوضہ ہے جو وہ زنا کے بدلے میں لیتی ہے۔ حدیث میں ہے :

''عورت اپنی شرمگاہ کی کمائی کھاتی ہے، جب آدھی رات کو دعاء قبول ہونے کیلیئے آسمان کے دروازے کھلتے ہیں تو قبولِ دعا کے شرف سے وہ زانیہ محروم کردی جاتی ہے''۔ ②

تنگدستی اور غربت کوئی ایسا شرعی عذر نہیں کہ اسے بنیاد بنا کر اللہ کی حدود کو توڑا جائے۔ پرانے زمانے میں کسی نے سچ ہی کہا تھا :

''آزاد عورت بھوکی تو رہ سکتی ہے مگر اپنے سینے [پستانوں کی کمائی] نہیں کھاتی چہ جائیکہ وہ شرمگاہ کی کمائی کھائے''۔ ③

① صحیح مسلم ۱/۱۰۲،۱۰۳۔ ② صحیح الجامع ۱۲۹۷۔

③ کسی کے بچے کو دودھ پلانے کی اجرت لینا حرام نہیں اگر چہ یہ کوئی قابلِ احترام پیشہ بھی نہیں سمجھا جاتا تھا جبکہ زنا کی کمائی تو زنا کی طرح سراسر حرام ہے۔

ہمارے زمانے میں تو بے حیائی کے سب دروازے کھلے ہیں، اور شیطان نے اپنے مکروفریب اور اپنے چیلوں تابعداروں کے ذریعے زنا کے راستے آسان کردیئے ہیں اور عاصی وگنہگار لوگ شیطان کے پیچھے چل پڑے ہیں نتیجۃً عورتوں کا مردوں کے سامنے آراستہ ہوکر بے پردہ نکلنا اور اکیلے بغیر محرم کے سفر کرنا عام ہوگیا ہے۔ حرام و بری نظر سے دیکھنا اور مرد وزن کا میل جول بہت ہوگیا ہے، گندے رسالے اور فحش فلمیں رائج ہوگئیں، اور گناہوں میں منہمک ولت پت ملکوں کی طرف سفر زیادہ ہوگیا، بُرائی اور فساد کی تجارت کے بازار گرم ہیں، آبرو ریزی کرنا اور عزت کو لوٹنا بہت زیادہ ہوگیا، اور حرام کے بچوں کی تعداد بڑھ گئی اور جنین [پیٹ کے بچے] کو گرانے یا ابارشن کروانے کے واقعات بڑھ گئے ہیں۔

یا اللہ! ہم تیری رحمت ولطف، ستر و پردہ پوشی اور پناہ کا سوال کرتے ہیں کہ ہمیں ان فواحش وبے حیائیوں سے بچا، اور پاکدامنی ودل کی پاکیزگی اور شرمگاہ کی حفاظت کا سوال کرتے ہیں، اور ہمارے اور حرام کاموں کے درمیان رکاوٹیں پیدا فرمادے۔

⑧ لواطت یا اغلام بازی :

قومِ لوط علیہ السلام کا جرم یہ تھا کہ وہ لڑکوں سے اپنی جنسی خواہش پوری کرتے تھے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلُوطاً إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ إِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ أَحَدٍ مِنَ الْعَالَمِينَ o أَئِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ الرِّجَالَ وَتَقْطَعُونَ السَّبِيلَ وَتَأْتُونَ فِي نَادِيكُمُ الْمُنْكَرَ﴾ [العنکبوت: ۲۸-۲۹]

''اور لوط (کو یاد کرو) جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ تم عجب بے حیائی کے مرتکب ہوتے ہو تم سے پہلے اہلِ عالم میں سے کسی نے ایسا کام نہیں کیا۔ تم کیوں (لذت کے ارادے سے) لونڈوں کی طرف مائل ہوتے

اور راستے بند کرتے ہو [1] اور اپنی مجلسوں میں ناپسندیدہ کام کرتے ہو“۔

اس جرم کی قباحت اور خطرنا کی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس جرم کا ارتکاب کرنے والوں کو چار قسم سزائیں دیں جو کہ اس قوم کے علاوہ کسی کیلئے اکٹھی نہیں دی گئیں اور وہ یہ کہ:

① انکی آنکھوں کو بے نور کردیا۔

② بستی کا اوپر کا حصہ نیچے کردیا یعنی اسے الٹا دیا۔

③ ان پر تہہ بہ تہہ پتھروں کی بارش کی۔

④ ان پر چیخ کا عذاب نازل کرکے انہیں غارت کردیا۔

شریعتِ اسلامیہ میں اس فعل کے کرنے اور کروانے والے کی سزا تلوار سے قتل کرنا ہے بشرطیکہ مفعول کی طرف سے یہ کام اختیاری اور رضاء ورغبت سے ہو، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی مرفوع حدیث میں ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :

((مَنْ وَجَدْتُّمُوْهُ يَعْمَلُ عَمَلَ قَوْمِ لُوْطٍ فَاقْتُلُوا الْفَاعِلَ وَالْمَفْعُوْلَ بِهِ)) [2]

”جسے تم لوگ دیکھو کہ وہ قومِ لوط والا فعل کررہا ہے تو فاعل [کرنے والے] اور مفعول [کروانے والے] دونوں کو قتل کردو“۔

ہمارے زمانے میں یہ جو مختلف قسموں کی بیماریاں پھیلی ہوئی ہیں جو پہلے لوگوں میں نہیں تھیں یہ سب فحش اعمال کی وجہ سے ہیں جیسا کہ طاعون اور ایڈز جیسی قاتل بیماری ہے، اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس بدکاری کی سخت ترین سزا کی تعیین میں اللہ تعالیٰ کی کس قدر حکمتیں پوشیدہ ہیں۔

[1] للتفصیل فتح القدیر شوکانی واحسن البیان حافظ صلاح الدین یوسف (ابوعدنان)

[2] مسند امام احمد ۱/۳۰۰، صحیح الجامع ۶۵۶۵۔

⑨ بغیر شرعی عذر کے بیوی کا ہمبستری سے انکار کرنا :

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے :

((اِذَا دَعَا الرَّجُلُ اِمْرَأَتَہٗ اِلٰی فِرَاشِہٖ فَأَبَتْ فَبَاتَ غَضْبَانٌ عَلَیْھَا لَعَنَتْھَا الْمَلآئِکَۃُ حَتّٰی تُصْبِحَ)) [1]

"اگر شوہر اپنی بیوی کو اپنے بستر پر بلائے اور وہ انکار کردے جس سے وہ اُس پر ناراض ہو کر رات گزار دے تو صبح ہونے تک فرشتے اُس عورت پر لعنت بھیجتے رہتے ہیں"۔

بہت سی ایسی عورتیں بھی ہوتی ہیں کہ اگر انکے اور انکے شوہر کے درمیان کوئی اختلاف ہوجائے تو وہ اپنے شوہر کو بزعمِ خود یہ سزا دیتی ہیں کہ اپنے شوہر کو ہمبستری سے روک دیں گی۔ اس سے بہت خرابی ونقصان ہوسکتا ہے مثلاً شوہر حرام کاری میں مبتلا ہوسکتا ہے اور یہ امور اس بیوی پر بھی الٹ سکتے ہیں کہ وہ شوہر سنجیدگی سے سوچ کر دوسری شادی بھی کرسکتا ہے۔ یوں وہ خودسر بیوی خاوند کو سزا دینے کی بجائے خود سزا پالیتی ہے۔

بیوی کو چاہیئے کہ اگر اُسکا شوہر اُسے طلب کرے تو وہ فوراً اُسکی بات مانے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اُس ارشاد کو مدِّ نظر رکھے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے :

((اِذَا دَعَا الرَّجُلُ اِمْرَأَتَہٗ اِلٰی فِرَاشِہٖ فَلْتُجِبْ وَاِنْ کَانَتْ عَلٰی ظَھْرِ قَتَبٍ)) [2]

"اگر کسی آدمی نے اپنی بیوی کو اپنے بستر پر طلب کیا تو وہ اُسکی بات مانے، چاہے وہ اونٹ پر بندھے ہوئے پالان پر ہو (یعنی چاہے وہ کتنی تنگ

[1] صحیح البخاري مع الفتح ۶/۳۱۴۔

[2] دیکھیئے زوائد البزّار ۲/۱۸۱، صحیح الجامع ۵۴۷، قتب: اونٹ پر بیٹھنے کیلئے باندھا جانے والا پالان۔

ہو)''[1]

اور شوہر کو چاہیئے کہ وہ اپنی بیوی کا خیال رکھے خصوصاً اگر وہ بیمار یا حاملہ یا کسی تکلیف و پریشانی میں ہو، تا کہ ان میں سلوک واتفاق اور الفت ومحبت برقرار رہے اور لڑائی جھگڑا نہ ہونے پائے۔

⑩ بغیر شرعی عذر کے عورت کا اپنے شوہر سے طلاق مانگنا :

بعض عورتیں اپنے شوہر سے ذرا ذرا سے جھگڑے پر طلاق طلب کرنے میں جلد بازی کرتی ہیں، خصوصاً اگر شوہر اسکے لئے پیسوں کی طلب پوری نہ کرے، یا پھر وہ اپنے کچھ رشتہ داروں یا بعض دوسروں کا خانہ خراب کرنے والی پڑوسنوں یا سہیلیوں کی طرف سے بہکاوے میں آ کر ایسا کرتی ہیں، اور کبھی اپنے شوہر کے مقابلے میں آ کر اسے غصہ دلانے والی باتیں کرتی ہیں مثلاً یہ کہ:

اگر تم واقعی مرد ہو تو مجھے طلاق دے دو اور جیسا کہ سب جانتے ہیں کہ طلاق پر مبنی بہت سے مفاسد ومشکلات اور خرابیاں ہیں جیسے خاندان کا بکھر جانا، اور بچوں کا آوارہ وضائع ہو جانا وغیرہ، اور پھر طلاق کے بعد وہ عورت اس بات پر نادم ہوتی ہے مگر تب شرمندگی کسی کام نہیں آتی، انہی اسباب کی بناء پر شریعت نے بلا عذر طلاق طلب کرنے کو حرام قرار دیا ہے جس سے شریعت کی حکمت ظاہر ہوتی ہے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث میں ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

((أَيُّمَا امْرَأَةٍ سَأَلَتْ زَوْجَهَا الطَّلَاقَ مِنْ غَيْرِ مَا بَأْسٍ فَحَرَامٌ عَلَيْهَا رَائِحَةُ الْجَنَّةِ))[2]

---

[1] ترمذي و نسائي میں ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ یہ ہیں :((إِذَا دَعَا الرَّجُلُ اِمْرَأَتَهُ لِحَاجَتِهٖ فَلْتَأْتِهٖ وَإِنْ كَانَتْ عَلٰى التَّنُّوْرِ))(صحيح الجامع :۵۳۴)

''جب شوہر اپنی ضرورت پوری کرنے کیلیئے بیوی کو بلائے تو اسے فوراً حاضر ہو جانا چاہیئے، خواہ وہ تنور پر [روٹیاں پکا رہی] ہو''۔

[2] أحمد ۵/۲۷۷، صحیح الجامع ۲۷۰۳۔

''جس عورت نے بغیر کسی عذر وسبب کے اپنے شوہر سے طلاق مانگی تو اس پر جنت کی خوشبو تک حرام ہے''۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ایک مرفوع حدیث میں ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

((اِنَّ الْمُخْتَلِعَاتِ وَ الْمُنْتَزِعَاتِ هُنَّ الْمُنَافِقَاتُ)) [1]

''بیشک خلع طلب کرنے والی عورتیں اور اپنے خاوندوں سے پیچھا چھڑانے [اور گھروں کو اجاڑنے] والی عورتیں منافق ہیں''۔ [2]

لیکن اگر کوئی شرعی عذر ہو: جیسا کہ شوہر تارکِ نماز ہو، یا منشیات کا عادی ہو، یا شوہر اپنی بیوی کو کسی حرام کام پر مجبور کرتا ہو، یا سزائیں دے کر اس پر ظلم وستم کرتا ہے، یا پھر مثال کے طور پر اسے کسی شرعی حق سے محروم کرتا ہے، اور اُسے نصیحت کرنے کا بھی کوئی فائدہ نہ ہو، اور اصلاح کی تمام کوششیں بھی ناکام ہو جائیں تو اس وقت عورت اگر طلاق طلب کرتی ہے تاکہ وہ اپنے آپ اور اپنے دین کو بچا سکے تو اس میں کوئی گناہ وحرج نہیں۔

⑪ ظِھار [اپنی بیوی کو ماں بہن کہنا]:

زمانۂ جاہلیت میں منتشر رہنے والے الفاظ اب اس امت میں بھی رواج پا گئے ہیں مثلاً ظِہار میں واقع ہونا کہ شوہر اپنی بیوی کو کہے: تمہاری پیٹھ میرے لیئے میری ماں کی پیٹھ جیسی ہے، یا تم میرے لئے میری بہن کی طرح حرام ہو، اور اسی طرح کے دیگر قبیح الفاظ ہیں جنہیں شریعتِ اسلامیہ نے قبیح، معیوب اور ناپسندیدہ سمجھا ہے کیونکہ ان الفاظ سے عورت پر ظلم ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسکی مذمت اپنے اس ارشاد سے یوں کی ہے:

﴿اَلَّذِيْنَ يُظَاهِرُوْنَ مِنكُمْ مِّنْ نِّسَآئِهِمْ مَّا هُنَّ اُمَّهَاتِهِمْ اِنْ اُمَّهَاتُهُمْ اِلَّا اللَّائِيْ وَلَدْنَهُمْ وَاِنَّهُمْ لَيَقُوْلُوْنَ مُنْكَراً مِّنَ الْقَوْلِ وَزُوْراً وَاِنَّ

[1] الطبراني في المعجم الكبير ۳۳۹/۱۷، صحیح الجامع ۱۸۳۴۔

[2] عورت کا اپنے کچھ مال کے عوض طلاق طلب کرنا خلع کہلاتا ہے۔

اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ﴾[سورۃ المجادلہ:۲]

''جولوگ تم میں سے اپنی عورتوں کو ماں کہہ دیتے ہیں وہ ان کی مائیں نہیں ہو جاتیں ان کی مائیں تو وہی ہیں جن کے بطن سے وہ پیدا ہوئے بیشک وہ نامعقول اور جھوٹی بات کہتے ہیں اور اللہ بڑا معاف کرنے والا (اور) بخشنے والا ہے''۔

شریعتِ اسلامیہ نے اسکا کفارہ غلطی سے قتل کر دینے اور رمضان کے دن میں جماع کر لینے کے کفارے جیسا سخت مقرر کیا ہے، اور ظِہار کرنے والے کیلئے کفارہ ادا کرنے سے پہلے اپنی بیوی کے قریب جانا جائز نہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

﴿وَالَّذِيْنَ يُظَاهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ أَنْ يَّتَمَاسَّا ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ بِهِ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ o فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَّتَمَاسَّا فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَإِطْعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْناً ذٰلِكَ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ وَلِلْكَافِرِيْنَ عَذَابٌ أَلِيْمٌ﴾ [سورۃ المجادلہ:۳،۴]

''اور جولوگ اپنی بیویوں کو ماں کہہ بیٹھیں پھر اپنے قول سے رجوع کر لیں تو (ان کو) ہمبستر ہونے سے پہلے ایک غلام آزاد کرنا (ضروری) ہے (مومنو!) اس (حکم) سے تمہیں نصیحت کی جاتی ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے خبردار ہے۔ جس کو غلام نہ ملے وہ مجامعت سے پہلے متواتر دو مہینے کے روزے رکھے، جس کو اسکا بھی مقدور نہ ہو (اسے) ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا (چاہیئے) یہ (حکم) اس لیئے (ہے) کہ تم اللہ اور اس کے رسول کے فرمانبردار ہو جاؤ اور یہ اللہ کی حدیں ہیں اور نہ ماننے والوں کے لیئے درد دینے والا عذاب ہے''۔

⑫ حیض کی حالت میں بیوی سے جماع کرنا :

اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے :

﴿وَيَسْأَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ قُلْ هُوَ أَذًى فَاعْتَزِلُوْا النِّسَآءِ فِي الْمَحِيْضِ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ﴾[سورۃ البقرۃ:۲۲۲]

"اور تم سے حیض کے بارے میں دریافت کرتے ہیں کہہ دو کہ وہ تو نجاست ہے سو ایامِ حیض میں عورتوں سے کنارہ کش رہو اور جب تک پاک نہ ہو جائیں اُن سے مقاربت نہ کرو"۔

جب تک عورت پاک ہو کر غسل نہیں کر لیتی تب تک شوہر کے لیئے جائز نہیں کہ وہ اُسے چھوئے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

﴿فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللّٰهُ﴾ [سورۃ البقرہ:۲۲۲]

"ہاں جب وہ پاک ہو جائیں تو ان کے پاس اس طریق سے جاؤ جس طریق سے اللہ تعالیٰ نے تمہیں ارشاد فرمایا ہے"۔

اور اس گناہ کی قباحت کا نبی ﷺ کے اس ارشاد سے پتہ چلتا ہے :

((مَنْ أَتٰى حَائِضاً أَوْ اِمْرَاۃً فِيْ دُبُرِهَا أَوْ كَاهِناً فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ)) [1]

"جس شخص نے حائضہ سے جماع کیا یا عورت کی دبر کا استعمال کیا یا کاہن کے پاس گیا تو اُس شخص نے نبی ﷺ پر جو دین اُترا اُس سے کفر کیا [دینِ اسلامی سے باہر ہو گیا]"۔

اور جو شخص لاعلمی میں غلطی سے یہ کام کر بیٹھے اُس پر کوئی مؤاخذہ نہیں، اور جو شخص جان بوجھ کر کرے تو اُس پر اُن بعض اہلِ علم کے اقوال کی رو سے کفّارہ ہے جنہوں نے کفّارے کی

[1] ترمذي عن أبي هريرة ۱/۲۴۳، صحيح الجامع ۵۹۱۸۔

حدیث کو صحیح کہا ہے اور وہ ہے دینار یا نصف دینار، اور بعض نے کہا کہ وہ اسمیں اختیار رکھتا ہے، اور بعض نے کہا ہے : کہ اگر وہ شروع حیض میں جماع کرے تو اُس پر ایک دینار ہے، اور اگر حیض کے آخر میں ہو یا حیض کا غسل کرنے سے پہلے ہو تو اُس پر نصف دینار ہے، اور دینار موجودہ حساب سے ۴،۲۵ گرام سونے کے برابر ہے یہ اسکی قیمت صدقہ کرے۔ [۱]

⑬ عورت کی دبر کا استعمال کرنا :

بعض بیمار ذہنیت، ضعیف و کمزور ایمان اور منحرف قسم کے لوگ اپنی بیوی کی دبر کو استعمال کرنے [غیر فطری جماع] سے باز نہیں آتے جبکہ یہ فعل کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔ اور نبی ٔ اکرم ﷺ نے اس فعل کا ارتکاب کرنے والے پر لعنت بھیجی ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث میں ارشادِ نبوی ﷺ ہے :

((مَلْعُوْنٌ مَنْ أَتٰى اِمْرَأَةً فِيْ دُبُرِهَا)) [۲]

''عورت کی دبر کا استعمال کرنے والا ملعون ہے''۔

بلکہ نبی ﷺ نے تو یہاں تک ارشاد فرمایا ہے :

((مَنْ أَتٰى حَائِضاً أَوْ اِمْرَاةً فِيْ دُبُرِهَا أَوْ كَاهِناً فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ)) [۳]

''جس شخص نے حائضہ سے جماع کیا یا عورت کی دبر کا استعمال کیا یا کاہن کے پاس گیا تو اُس شخص نے نبی ﷺ پر جو دین اُترا اُس سے کفر کیا [دین اسلامی سے باہر ہو گیا]''۔

---

[۱] صحیح رائے یہ ہے کہ اُسکے لیئے ایک یا نصف دینار میں اختیار ہے چاہے عورت حیض کے شروع میں ہو یا آخر میں [ز]۔

[۲] مسند امام اُحمد ۲/۴۷۹، صحیح جامع ۵۹۱۷۔

[۳] سنن ترمذی ۱/۲۴۳، صحیح الجامع ۵۹۱۸۔

بہت سی عورتیں تو اچھی فطرت کی مالک وپاکباز ہوتی ہیں جو اس کام کا انکار کردیتی ہیں لیکن بعض شوہر فرمانبرداری نہ کرنے پر طلاق کی دھمکی دے دیتے ہیں، اور بعض شوہر جنکی بیویاں اہلِ علم سے سوال کرنے سے شرماتی ہیں وہ انہیں دھوکا دیکر یہ باور کروادیتی ہیں کہ یہ کام حلال و جائز ہے اور اللہ کے اس ارشاد کو بطورِ دلیل پیش کردیتے ہیں :

﴿نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّىٰ شِئْتُمْ﴾[سورۃ البقرہ:۲۲۳]

''تمہاری عورتیں تمہاری کھیتی ہیں تو اپنی کھیتی میں جس طرح چاہو آؤ''۔ (۱)

اور یہ بات معروف ہے کہ حدیث، قرآن کو واضح کرتی ہے اور حدیث میں یہ ہے کہ نبی ﷺ نے شوہر کو یہ اجازت دی ہے کہ وہ جس طرف سے چاہے جماع کرے آگے سے یا پیچھے سے بشرطیکہ وہ بچے کی ولادت والی جگہ میں ہو اور یہ بات کسی سے مخفی نہیں کہ دبر ولادت کی جگہ نہیں۔ (۲)

(۱) اس آیت کا شانِ نزول ہی اصل مسئلہ [غیر فطری طریقہ سے جماع] کی حرمت کا پتہ دینے کیلئے کافی ہے چنانچہ صحیحین میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہودیوں کا خیال تھا کہ اگر عورت کو پیٹ کے بل الٹا لٹا کر پشت کی جانب سے جماع کیا جائے تو بچہ بھینگا پیدا ہوتا ہے۔ انکی اس بات کی تردید کیلئے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (بخاري ، مسلم)

یہاں اللہ تعالیٰ نے واضح فرمادیا کہ پشت کے بل چت، پیٹ کے بل الٹا لٹا کر یا پہلو کے بل ایک کروٹ پر لٹا کر جسطرح چاہیں جماع کریں بشرطیکہ وہ محلِ ولادت اور بیج کی پیداوار کیلئے کھیتی ہو تو کوئی حرج نہیں اور یہ کھیتی صرف آگے والی شرمگاہ ہی ہوسکتی ہے نہ کہ جائے پاخانہ۔ غرض اللہ نے عورت کو مرد کیلئے سیرگاہ نہیں بنایا بلکہ کھیتی قرار دیا ہے جبکہ مرد کسان ہے اور شریعت کو اس سے بحث نہیں کہ کسان اس کھیتی میں کہاں سے یا کیسے جاتا اور کیسے کاشت کرتا ہے البتہ اسکا مطالبہ یہ ہے کہ صرف کھیت ہی میں جائے۔ اور جس طرح اناج کے حصول کیلئے بیج کھیتی میں ڈالا جاتا ہے ایسے ہی منی کا نطفہ صرف رحم میں ڈالا جائے۔ (ابوعدنان)

(۲) جائے پاخانہ میں غیر فطری جماع کے حرام ہونے کا پتہ قرآنِ کریم اور بکثرت احادیثِ شریفہ سے چلتا ہے چنانچہ:

(۱) ارشادِ الٰہی ہے: ﴿فَالْئَٰنَ بَاشِرُوهُنَّ وَابْتَغُوا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ﴾ (البقرہ:۱۸۷)

''اب (تمہیں اختیار رہے کہ) اُن سے مباشرت کرو اور اللہ نے جو چیز تمہارے لیئے لکھ رکھی ہے (یعنی اولاد) اُس کو (اللہ سے) طلب کرو''۔ =

اس جرم و گناہ کے کئی اسباب ہیں جن میں سے ہی ازدواجی زندگی میں صاف ستھرے داخل ہونے سے پہلے حرام اور شاذ قسم کے جنسی تجربات یا فحش فلموں کے مناظر سے بھرپور دماغ والا ہونا ہے جبکہ اللہ کے سامنے سچی توبہ کے بغیر ہی شادی کر لیتا ہے، اور جیسا کہ سب جانتے ہیں کہ یہ فعلِ لواط حرام ہے اگرچہ دونوں طرف سے رضامندی سے ہی کیوں نہ ہو کیونکہ کسی کا کسی فعلِ حرام پر راضی ہو جانا اسے حلال نہیں کر دیتا۔

⑭ بیویوں میں عدل و انصاف نہ کرنا :

اللہ تعالیٰ نے اپنی مبارک کتاب میں ہمیں وصیت کی ہے کہ بیویوں میں انصاف کریں، اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے :

﴿وَلَنْ تَسْتَطِيعُوا أَنْ تَعْدِلُوا بَيْنَ النِّسَآءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيلُوا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوهَا كَالْمُعَلَّقَةِ وَإِنْ تُصْلِحُوا وَتَتَّقُوا فَإِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوراً رَّحِيماً﴾ [سورۃ النساء:۱۲۹]

''اور تم خواہ کتنا ہی چاہو عورتوں میں ہرگز برابری نہیں کر سکو گے تو ایسا بھی

= اس آیت نے بتا دیا کہ جماع سے ایک غرض اولاد کا حصول ہے اور وہ صرف فرج [قُبل] میں جماع سے ہی ممکن ہے جبکہ دُبر کا مقصد صرف اخراجِ فضلہ و پاخانہ ہے۔

(۲) ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿ فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللّٰهُ ﴾[البقرہ:۲۲۲]
''ہاں جب وہ پاک ہو جائیں تو ان کے پاس اس طریق سے آؤ جس طریق سے اللہ تعالیٰ نے تمہیں ارشاد فرمایا ہے''۔

ترجمان قرآن حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور دیگر صحابہ و مفسرین کے نزدیک صرف اس بات کی اجازت ہے کہ قُبل میں جماع کرو نہ کہ دُبر میں۔

(۳) امام قرطبی نے اپنی تفسیر الجامع لأحكام القرآن میں سنن أبو داؤد ، ترمذي ، نسائي اور مسند أحمد کی بارہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے صحیح و حسن درجہ کی کئی احادیث نقل کی ہیں جن میں یہ صراحت موجود ہے کہ دُبر میں غیر فطری فعل حرام ہے۔ اس موضوع کی تفصیل قرطبي ، ابن كثير ، أضواء البيان الشنقيطی اور دیگر کتبِ تفسیر میں دیکھی جا سکتی ہے۔ (ابو عدنان)

نہ کرنا کہ ایک ہی کی طرف ڈھل جاؤ اور دوسری کو (ایسی حالت میں) چھوڑ دو کہ گویا درمیان میں لٹک رہی ہے اور اگر آپس میں درستی موافقت کرلو اور [ظلم وزیادتی سے] پرہیز گاری کرو تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے''۔

شریعت میں عدل وانصاف مطلوب ہے کہ وہ رات رہنے میں عدل کرے اور ہر کسی کا حق ادا کرے، خرچہ میں اور کپڑوں میں ۔ اور عدل سے دلی محبت میں عدل مقصود نہیں کیونکہ یہ انسان کی ملکیت واختیار میں نہیں، اور کسی کی اگر ایک سے زیادہ بیویاں ہو جائیں تو وہ کسی ایک کی طرف مائل ہو کر دوسری کو نظر انداز کر دیتا ہے، کسی ایک کے ساتھ زیادہ رہتا ہے، یا اُس پر خرچہ زیادہ کرتا ہے اور دوسری کو نظر انداز کر دیتا ہے جبکہ یہ حرام ہے اور قیامت کے دن وہ اس حال میں ہوگا جسکا ذکر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث میں نبی ﷺ نے بیان فرمایا ہے :

((مَنْ كَانَتْ لَهُ امْرَأَتَانِ فَمَالَ إِلٰى إِحْدَاهُمَا جَآءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَشِقُّهُ مَائِلٌ)) [1]

''جس شخص کی دو بیویاں ہوں اور وہ ایک کی طرف مائل ہو [یعنی دوسری کو نظر انداز کیئے رکھے] تو قیامت کے دن وہ اسطرح آئے گا کہ اسکے جسم کا ایک حصہ ساقط وفالج زدہ ہوگا''۔

⑮ کسی نامحرم عورت کے ساتھ خلوت میں [اکیلے] بیٹھنا :

شیطان اس بات کی کوشش کرتا ہے کہ لوگوں کو فتنہ میں ڈالے اور انہیں حرام کاری میں مبتلا کرے، اسی لیئے اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس سے خبردار کیا اور محتاط رہنے کا حکم دیا ہے چنانچہ ارشادِ الٰہی ہے :

﴿ يَـٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ وَمَنْ يَّتَّبِعْ خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ فَإِنَّهُ يَأْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ﴾ [سورۃ النور:۲۱]

[1] ابوداؤد ۶۰۱/۲، صحیح الجامع ۶۴۹۱۔

”اے مومنو! شیطان کے قدموں پر نہ چلنا اور جو شخص شیطان کے قدموں پر چلے گا تو شیطان تو بے حیائی (کی باتیں) اور بُرے کام ہی بتائے گا“۔

شیطان آدم کی اولاد کے جسم میں خون کی طرح چل رہا ہے، نامحرم عورت کے ساتھ اکیلے بیٹھنا انسان کو فحاشی اور بے حیائی میں مبتلا کرنے کا ایک راستہ ہے، اس لیئے شریعتِ اسلامیہ نے اسکا راستہ ہی بند کر دیا ہے جیسا کہ نبی ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے :

((لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلَّا كَانَ ثَالِثُهُمَا الشَّيْطَانُ)) [۱]

”کوئی شخص جب کسی نامحرم عورت کے ساتھ خلوت میں بیٹھتا ہے تو اُنکا تیسرا شیطان ہوتا ہے“۔

اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا :

((لَا يَدْخُلَنَّ رَجُلٌ بَعْدَ يَوْمِيْ هٰذَا عَلٰى مُغِيْبَةٍ إِلَّا وَمَعَهُ رَجُلٌ أَوِ اثْنَانِ)) [۲]

”آج کے بعد کوئی آدمی خاوند کی عدم موجودگی میں کسی عورت کے گھر میں داخل نہ ہو جب تک کہ اسکے ساتھ ایک یا دو آدمی نہ ہوں“۔

کسی آدمی کیلیئے یہ جائز نہیں کہ وہ کسی غیر محرم عورت جیسے بھابی ہو یا خادمہ [ملازمہ] کے ساتھ گھر، کمرے یا گاڑی میں اکیلے بیٹھے، اسی طرح ڈاکٹر کے ساتھ بیمار عورت بھی ہے، [۳] اور بہت سے لوگ اسے معمولی سمجھتے ہیں، یا تو اپنے آپ پر بھروسہ یا دوسروں پر حد سے زیادہ

---

[۱] الترمذی ۳/۴۷۴، نیز دیکھیئے مشکوٰۃ المصابیح ۳۱۱۸ بتحقیق الالبانی۔

[۲] صحیح مسلم ۴/۱۷۱۱۔

[۳] اگر کوئی لیڈی ڈاکٹر موجود نہ ہو تو ایسی مجبوری کی صورت میں عورت اپنے کسی محرم کے ساتھ مرد ڈاکٹر سے علاج معالجہ کروا سکتی ہے۔

خیر کا یقین ہوتا ہے جبکہ اس سے فحاشی و بے حیائی پیدا ہوتی ہے یا اسکی شروعات میں مبتلا ہونا یقینی ہوتا ہے اور جب نسب میں ملاوٹ ہو جائے یا حرام کی اولاد پیدا ہو جائے تو مصیبت مزید بڑھ جاتی ہے۔

⑯ کسی غیر محرم عورت سے مصافحہ کرنا :

بعض معاشروں اور لوگوں میں بعض غلط عادات و رواج حد سے تجاوز کر چکے ہیں۔ ان کے سامنے اللہ کے حکم کی بات کریں یا حجت قائم کریں اور دلیل بیان کریں تو شر پسندی، قدامت پرستی اور قطع رحمی کی تہمت لگاتے ہیں اور نیک نیتی میں شک کرنے لگتے ہیں...الخ ۔

آج کل چچا کی بیٹی، پھوپھی کی بیٹی، ماموں کی بیٹی، خالہ کی بیٹی، بھابھی، چچا کی بیوی اور ماموں کی بیوی سے مصافحہ پانی پینے سے زیادہ آسان ہے، اور اگر وہ اس کام کو بصیرت کی نظر سے دیکھیں کہ یہ بات شرعی طور پر خطرناک ہے تو وہ ایسا کبھی نہ کریں، نبی ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

((لَأَنْ يُّطْعَنَ فِي رَأْسِ أَحَدِكُمْ بِمِخْيَطٍ مِنْ حَدِيْدٍ خَيْراً لَهُ مِنْ أَنْ يَّمَسَّ اِمْرَأَةً لَا تَحِلُّ لَهُ)) [1]

"کسی کو اسکے سر میں لوہے کی سوئی چبھونا اس سے بہتر ہوگا کہ وہ کسی ایسی عورت کو چھوئے جو اس پر حلال نہیں"۔

اور بیشک یہ غیر محرم عورت کو چھونا ہاتھ کا زنا ہے جیسا کہ نبی ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے :

((اَلْعَيْنَانِ تَزْنِيَانِ وَ الْيَدَانِ تَزْنِيَانِ وَ الرِّجْلَانِ تَزْنِيَانِ وَ الْفَرْجُ يَزْنِي)) [2]

"آنکھیں زنا کرتی ہیں، ہاتھ زنا کرتے ہیں، پاؤں زنا کرتے ہیں، اور فرج [شرم گاہ] زنا کرتی ہے"۔

---

[1] الطبرانی ۲۰/۲۱۲ ، صحیح الجامع ۴۹۲۱۔

[2] مسند امام احمد ۱/۴۱۲ ،صحیح الجامع ۴۱۲۶ ۔

کیا نبی ﷺ کے دل سے زیادہ پاک صاف بھی کسی کا دل ہوسکتا ہے؟ اسکے باوجود نبی ﷺ نے فرمایا ہے :

((اِنِّيْ لَا أُصَافِحُ النِّسَآءَ)) (۱)

''میں غیر محرم عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا''۔

اور فرمایا : ((اِنِّيْ لَا أَمُسُّ أَيْدِي النِّسَآءَ)) (۲)

''میں غیر محرم عورتوں کے ہاتھوں کو نہیں چھوتا''۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں :

((وَلَا وَاللّٰهِ مَامَسَّتْ يَدُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَدَ اِمْرَأَةٍ قَطُّ غَيْرَ أَنَّهُ يُبَايِعُهُنَّ بِالْكَلَامِ)) (۳)

''اللہ کی قسم! اللہ کے رسول ﷺ نے کبھی کسی عورت کے ہاتھ کو نہیں چھوا حتیٰ کہ آپ ﷺ عورتوں سے بیعت بھی صرف زبانی ہی لیا کرتے تھے''۔

کیا ان لوگوں کو اللہ کا تقویٰ اور خوف نہیں کھانا چاہیئے جو اپنی بیویوں کو اگر وہ شوہر کے بھائی سے مصافحہ نہ کریں تو طلاق تک کی دھمکی دے دیتے ہیں، یہ بھی جاننا چاہیئے کہ کپڑے کے پیچھے سے یا بلا حائل مصافحہ کرنا کوئی دوسری بات نہیں بلکہ یہ دونوں حالات میں ہی حرام ہے۔

(۱۷) عورت کا گھر سے نکلتے وقت خوشبو لگانا اور مردوں کے پاس سے گزرنا :

یہ جرم نبی ﷺ کے خبردار کرنے کے باوجود ہمارے زمانے میں بہت پھیل گیا ہے، نبی ﷺ کا ارشاد ہے :

((أَيُّمَا امْرَأَةٍ اِسْتَعْطَرَتْ ثُمَّ مَرَّتْ عَلَى الْقَوْمِ لِيَجِدُوْا رِيْحَهَا

(۱) امام أحمد ۶/۳۵۷، صحیح الجامع ۲۵۰۹۔

(۲) الطبراني في المعجم الكبير ۲۴/۳۴۲، صحيح الجامع ۷۰۵۴، نیز دیکھیئے الاصابة ۴/۳۵۴۔

(۳) صحیح مسلم ۳/۱۴۸۹۔

فَهِيَ زَانِيَةٌ)) [1]

''کسی بھی عورت نے اگر خوشبو یا عطر لگایا پھر وہ مردوں کی جماعت کے پاس سے گزری تا کہ وہ لوگ اسکی خوشبو سونگھیں تو وہ زانیہ و بدکار ہے''۔

بعض عورتیں غفلت کی بناء پر خوشبو لگا کر ڈرائیور کے ساتھ باہر جانے، یا بازار میں نکلنے یا سکول کے گیٹ کیپر کے ساتھ کھڑے ہونے کو معمولی سمجھتی ہیں، جبکہ شریعتِ اسلامیہ نے خوشبو لگانے والی عورت کیلئے اتنی سختی کی ہے اور کہا ہے کہ اگر وہ باہر جانا چاہے تو غسلِ جنابت جیسا غسل کرے، اگرچہ وہ مسجد میں ہی کیوں نہ جارہی ہو، نبی ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے :

((أَيُّمَا امْرَأَةٍ تَطَيَّبَتْ ثُمَّ خَرَجَتْ إِلَى الْمَسْجِدِ لِيُوْجَدَ رِيْحُهَا لَمْ يُقْبَلْ مِنْهَا صَلٰوةٌ حَتّٰى تَغْتَسِلُ اِغْتِسَالَهَا مِنَ الْجَنَابَةِ)) [2]

''کسی بھی عورت نے عطر یا خوشبو لگائی پھر وہ مسجد کی طرف گئی تا کہ اسکی خوشبو دوسروں تک جائے تو اسکی نماز قبول نہ ہوگی جب تک کہ وہ غسلِ جنابت جیسا مکمل غسل نہ کرے''۔

اللہ تعالیٰ سے ہی شکایت کی جاسکتی ہے کہ وہ اپنی پناہ میں رکھے کیونکہ آجکل شادیوں اور دعوتوں میں شرکت کیلئے بکثرت عورتیں گھر سے نکلنے سے پہلے بخور کرتی اور عُود کے عطر لگاتی ہیں، اوران عطریات کا استعمال جنکی خوشبو بہت تیز ہوتی ہے بازاروں میں، ذرائع مواصلات یعنی بسوں ویگنوں میں اور اجتماعی میل جول کے مقامات میں حتیٰ کہ رمضان کی راتوں کو مسجدوں میں آتے ہوئے بھی ان عطریات کا استعمال عام ہو چکا ہے، جبکہ شریعت نے یہ حکم دیا ہے کہ عورتوں کی خوشبو اسطرح کی ہو جسکا رنگ نظر آئے اور مہک چھپ جائے، اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ وہ ہمیں اپنی ناراضگی سے بچائے، اور نیک صالح مردوں اور عورتوں کا احمق مردوں اور

[1] مسند الامام أحمد ۴/۴۱۸، نیز دیکھیئے صحیح الجامع ۱۰۵۔

[2] مسند الامام أحمد ۲/۴۴۴، نیز دیکھیئے صحیح الجامع ۲۷۰۳۔

عورتوں کے افعال کی وجہ سے مؤاخذہ نہ کرے، اور ہم سب کو سیدھے راستے کی طرف ہدایت دے[آمین]۔

⑱ بغیر محرم کے عورتوں کا سفر کرنا :

صحیحین میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

((لَا تُسَافِرُ الْمَرْأَةُ اِلَّا مَعَ ذِيْ مَحْرَمٍ))

''کوئی عورت سفر نہ کرے جب تک کہ اسکے ساتھ محرم نہ ہو''۔

یہ حکم سب سفروں کو شامل ہے حتیٰ کہ حج کے سفر کو بھی، اور عورت کا بغیر محرم کے سفر کرنا فاسقوں کو بھڑکاتا ہے اور وہ اسکی عزت پر ہاتھ ڈالنے کیلئے اسکا راستہ روکتے ہیں اور وہ کمزور صنف ہے لہٰذا بہکاوے میں آسکتی ہے اور بعض حالات میں وہ اپنی عزت و آبرو یا عفت و شرافت کا نقصان کر بیٹھتی ہے، اسکا جہاز میں سفر کرنا بھی اسی طرح ہے چاہے اسے محرم ہی چھوڑنے آیا ہو اور آگے محرم لینے آیا ہو، کیونکہ نہیں معلوم اسکے ساتھ والی کرسی پر کون بیٹھے گا؟ اور اگر کوئی خرابی ہوجانے کی وجہ سے جہاز کو کسی دوسری ایئرپورٹ پر اترنا پڑ جائے، یا کوئی تاخیر ہوجائے اور ٹائم بدل جائے، تو اب پھر اکیلی عورت کا کیا حال ہوگا؟ اور بہت سے واقعات اور کہانیاں موجود ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ بلا محرم سفر کرنے میں کتنے نقصانات ہیں؟

محرم میں چار شرائط پائی جانی چاہئیں اور وہ یہ ہیں:

① وہ مسلمان ہو ② بالغ ہو ③ عقل مند ہو ④ مرد ہو، جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے :

((.....أَبُوْهَا أَوْ اِبْنُهَا أَوْ زَوْجُهَا أَوْ أَخُوْهَا أَوْ ذُوْ مَحْرَمٍ مِنْهَا)) [1]

''...عورت کا محرم اسکا باپ، یا بیٹا، یا شوہر، یا بھائی، یا کوئی بھی ایسا شخص بن سکتا ہے جس سے اسکا نکاح ہمیشہ کیلئے حرام ہو''۔

[1] صحیح مسلم ۲/۹۷۷۔

⑲ کسی غیر محرم عورت کی طرف جان بوجھ کر دیکھنا :

اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے :

﴿قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ أَزْكٰى لَهُمْ إِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا يَصْنَعُوْنَ﴾[النور:٣٠]

''(اے نبی!) مومن مردوں سے کہہ دو کہ اپنی نظریں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کیا کریں۔ یہ ان کے لئے بڑی پاکیزگی کی بات ہے اور جو کام یہ لوگ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان سے خبردار ہے''۔

اور نبی ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے :

((فَزِنَا الْعَيْنِ النَّظَرُ [أَيْ اِلٰى مَا حَرَّمَ اللّٰهُ])) [1]

''آنکھ کا زنا ہے دیکھنا [یعنی جس کو دیکھنا اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے]''۔

البتہ اس سے شرعی حاجت وضرورت سے دیکھنا مستثنیٰ ہے جیسا کہ منگیتر کو دیکھنا اور ڈاکٹر کا بیمار عورت کو بغرضِ علاج دیکھنا۔

اسی طرح عورت کا شہوت کی نگاہ سے کسی غیر محرم مرد کی طرف دیکھنا بھی حرام ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

﴿وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ﴾

[سورۃ النور:٣١]

''اور (اے نبی!) مومن عورتوں سے بھی کہہ دو کہ وہ بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کیا کریں''۔

اسی طرح بے داڑھی کے نوعمر ونوجوان اور حسین وخوبرو لڑکے کو شہوت کی نگاہ سے

---

[1] صحیح البخاري مع فتح الباري ١١/٢٦۔

دیکھنا بھی حرام ہے، ایسے ہی مرد کا دوسرے مرد کے ان اعضاء کو دیکھنا جنہیں شرم سے چھپایا جاتا ہے اور عورت کا دوسری عورت کی شرمگاہ کو دیکھنا بھی حرام ہے، اور کسی کی شرمگاہ کو دیکھنا یا اسے چھونا چاہے یہ کپڑے کے پیچھے سے ہو جائز نہیں، اور شیطان جن لوگوں کے ساتھ کھیلتا اور انکی آنکھوں میں دھول جھونکتا ہے وہ اُن عریاں ونیم عریاں تصویروں کو دیکھتے ہیں جو کہ اخباروں، رسالوں، میگزینوں، ڈائجسٹوں میں شائع ہوتی ہیں اور وہ بطورِ حجت کہتے ہیں کہ یہ تو محض تصویریں ہیں کونسے حقیقی مرد یا عورتیں ہیں۔ اسی طرح ہی ان کا فحش وعریاں فلمیں دیکھنا بھی ہے کہ یہ حقیقت نہیں محض تصویر ہوتی ہے جبکہ ان سے جو گندگی و بے حیائی پھیلتی اور شہوت بھڑک اٹھتی ہے وہ اچھی طرح واضح ہے کسی سے پوشیدہ نہیں۔

⑳ دیوثی و بے غیرتی [اپنی عورت کے پاس غیر مردوں کا آنا گوارا کرنا] :

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ایک مرفوع حدیث میں نبی ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

((ثَلاثَةٌ قَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الْجَنَّةَ : مُدْمِنُ خَمْرٍ، وَالْعَاقُّ وَالدَّيُّوثُ الَّذِي يُقِرُّ فِي أَهْلِهِ الْخَبَثَ)) [1]

”تین ایسے لوگ ہیں جن پر اللہ نے جنت حرام قرار دی ہے: شراب کا نشہ کرنے والا، ماں باپ کا نافرمان اور دیوث جو کہ اپنے گھر والوں میں خباثت وفحاشی کو برداشت وگوارا کرتا ہے“۔

ہمارے اس زمانے میں بے غیرتی کی ایک صورت اپنے گھر میں لڑکی یا عورت پر نظر نہ رکھنا بلکہ چشم پوشی کرنا ہے جبکہ وہ کسی اجنبی وغیر محرم مرد کے ساتھ بیٹھی ہو یا اس سے بات کر رہی ہو، اور اپنے گھر کی کسی بھی عورت کے کسی اجنبی آدمی کے ساتھ بیٹھنے پر راضی ہونا، اسی طرح گھر

---

[1] امام أحمد ۲/۶۹، صحیح الجامع ۳۰۴۷۔

کی کسی عورت کو کسی اجنبی ڈرائیور کے ساتھ اکیلے بیٹھنے اور سفر کرنے دینا وغیرہ، اور بغیر شرعی پردے کے انہیں باہر جانے کی اجازت دینا اور ہر آنے جانے والے کا انہیں دیکھنا، اسی طرح ایسی فلمیں یا فحش رسالے گھر پر لانا جو کہ فحاشی وفساد پھیلاتے ہیں۔ [۱]

(۲۱) تبدیلیٔ نسب [بیٹے کا اپنے باپ کے نسب کو جھٹلانا، اور باپ کا اپنے بیٹے کو جھٹلانا]:

کسی مسلمان کیلئے یہ شرعاً جائز نہیں کہ وہ اپنے باپ کے نسب کو جھٹلائے، یا وہ اپنے آپ کو اس قوم سے لاحق و منسوب کرے جن میں سے وہ نہیں ہے، بعض لوگ مادی اغراض اور دنیوی فوائد کے حصول کیلئے ایسا کرتے ہیں اور اپنا نقلی وجھوٹا نسب نامہ اصلی ورسمی اور سرکاری کاغذات میں ثابت کردیتے ہیں، اور بعض لوگ اپنے باپ سے ناراض ہوکر انتقام و بدلہ لینے کیلئے ایسا کرتے ہیں کیونکہ اس نے انہیں بچپن میں چھوڑ دیا تھا، جبکہ یہ سب شکلیں حرام ہیں، اور اس سے مختلف امور میں بہت بڑے بڑے نقصانات ہوجاتے ہیں، جیسا کہ محرم کا مسئلہ اور نکاح ووراثت وغیرہ کے امور ہیں جبکہ صحیح بخاري شریف میں حضرت سعد اور حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہما سے مرفوع حدیث مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

((مَنِ ادَّعٰی اِلٰی غَیْرِ أَبِیْهِ وَ هُوَ یَعْلَمُ فَالْجَنَّةُ عَلَیْهِ حَرَامٌ)) [۲]

''جس شخص نے اپنے آپ کو اپنے باپ کی بجائے کسی اور کی طرف منسوب

---

[۱] گھروں میں ٹی وی، وی سی آر، کیبل اور انٹرنیٹ کے کھلے استعمال نے لوگوں کی آنکھوں سے حیاء کا پانی خشک کردیا ہے اور فحاشی کو فروغ دیا ہے جو سربراہانِ خاندان کو دیوثیت کی طرف کھینچے لیئے جارہا ہے۔ شادی بیاہ کی تقریبات میں عورتیں خوب بن سنور کر شریک ہوتی ہیں اور [مووی میکرز] کا ٹولہ عورتوں میں جاکر دلہا دلہن اور انکی ہی نہیں بلکہ بہت ساری ماؤں بہنوں اور بہو بیٹیوں کی مووی بنانے کے بہانے انکے طرح طرح کے پوز بناتے ہیں اور اس کے عوض ہزاروں روپے بھی بطور [حق خدمت] اینٹھ کرلے جاتے ہیں۔ اگر غور کریں تو کیا یہ دیوثیت کے زمرے میں نہیں آتا؟

آپ ہی اپنی اداؤں پہ ذرا غور کریں ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی (ابوعدنان)

[۲] البخاري، نیز دیکھیئے فتح الباري ۸/۴۵۔

کیا یہ جانتے ہوئے کہ یہ جھوٹ ہے تو اس پر جنت حرام ہے"۔

شریعتِ اسلامیہ میں ہر وہ کام حرام ہے جس کا تبدیلیٔ نسب کے ساتھ تعلق ہو، یا نسب کو جھٹلانے کی بات ہو۔ بعض لوگوں کا اگر بیوی کے ساتھ جھگڑا زیادہ ہو جائے تو وہ اس پر فحاشی [بدکاری] کا الزام لگا دیتے ہیں اور بغیر کسی ثبوت کے اپنے بیٹے سے بریٔ و دست بردار ہو جاتے ہیں حالانکہ وہ اسکے بستر پر ہی اس دنیا میں آیا تھا، اور بعض بیویاں بھی امانت میں خیانت کرتی ہیں اور اگر کسی بدکاری سے حمل ہو جائے تو وہ اسے اپنے شوہر کے نسب میں ڈال دیتی ہیں جو کہ درحقیقت اس سے نہیں ہوتا، جبکہ اس پر بہت عظیم عذاب کی وعید آئی ہے جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب لعان کی آیت [1] اُتری تو انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سُنا:

((أَيُّمَا امْرَأَةٍ أَدْخَلَتْ عَلٰى قَوْمٍ مَنْ لَيْسَ مِنْهُمْ فَلَيْسَتْ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيءٍ وَلَنْ يُّدْخِلَهَا اللّٰهُ جَنَّتَهٗ ، وَ أَيُّمَا رَجُلٍ جَحَدَ وَلَدَهٗ وَهُوَ يَنْظُرُ اِلَيْهِ اِحْتَجَبَ اللّٰهُ مِنْهُ وَ فَضَحَهٗ عَلٰى رُؤُوْسِ الْأَوَّلِيْنَ وَ الْآخِرِيْنَ)) [2]

"کسی بھی عورت نے اگر کسی قوم میں کسی دوسرے کے بچے کو داخل کیا جو کہ دراصل ان میں سے نہیں ہے تو اللہ کی نگاہ میں اسکے لیٔے کوئی مقام نہیں اور اللہ تعالیٰ اسے اپنی جنت میں بھی داخل نہیں کریگا، اور اگر کسی آدمی نے اپنے بیٹے کو جھٹلایا اور وہ اسے دیکھ رہا ہو [کہ اُسی کا ہے] تو اللہ تعالیٰ اس سے پردہ کرلیں گے اور اُسے اولین سے لیکر آخرین تک تمام بنی آدم کے سامنے ذلیل ورسوا کر دینگے"۔

---

[1] لعان کی تفصیل سورۃ النور کی آیات ۶ تا ۱۰ میں دیکھی جا سکتی ہے۔ (ابو عدنان)

[2] ابوداؤد ۲/۶۹۵، نیز دیکھیٔے مشکوٰۃ المصابیح ۳۳۱۶ بتحقیق الالبانی۔

⑳ سود کھانا :

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب قرآنِ کریم میں سوائے سود خوروں کے کسی سے اعلانِ جنگ نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

﴿يَـٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ٥ فَإِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَأْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ﴾

[البقرہ:۲۷۸،۲۷۹]

''مومنو! اللہ سے ڈرو اور اگر ایمان رکھتے ہو تو جتنا سُود باقی رہ گیا ہے اُس کو چھوڑ دو۔ اگر ایسا نہ کرو گے تو خبردار ہو جاؤ (کہ تم) اللہ اور رسول سے جنگ کرنے کیلئے تیار ہو جاؤ''۔

اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس جرم کے بھیانک ہونے کا پتہ اسی بات سے چل رہا ہے کہ سود خوروں کے ساتھ اعلانِ جنگ کیا گیا ہے۔ افراد اور ملکوں کے سٹیٹس و مقام پر نظر رکھنے والا ہر شخص اس سود خوری کی بربادی اور خرابی کو دیکھتا ہے کہ سود خور اپنے قرض بھی ادا نہیں کر سکتے اور ملک کی اقتصادیات میں جمود آتا ہے، بے روزگاری و بیکاری اور کساد بازاری بہت زیادہ ہو جاتی ہے، بہت سی کمپنیاں اور انسٹیٹیوٹ نقصان اٹھاتے ہیں اور سارے دن کی محنت مزدوری کے پیسے سود کھانے والے کے کھاتے میں ڈالے جاتے ہیں جو کہ نہ ختم ہونے والا سلسلہ بنا ہوا ہے، معاشرے میں امیر اور غریب کی زندگی میں طبقاتی امتیاز پیدا ہو رہا ہے جس میں مال و دولت بعض بلکہ محض چند لوگوں کے ہاتھوں میں ہوتی ہے، اور شائد یہی جنگ یا لڑائی کی صورتیں ہیں جن کا وعدہ اللہ نے ان لوگوں کے ساتھ کیا ہے جو سود لیتے اور دیتے ہیں۔

اور ہر وہ شخص جو سود میں شرکت کرتا ہے چاہے وہ اصل جانب کا سود کھانے یا کھلانے والا ہو یا سفارش و ضمانت دینے والا یا انکی مدد کرنے والا، نبی کریم ﷺ کی زبان سے سب

ملعون ہیں، اوران پر لعنت بھیجی گئی ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے :

((لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم آكِلَ الرِّبَا وَ مُؤْكِلَهُ وَ كَاتِبَهُ وَ شَاهِدَيْهِ))

''نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کھانے والے، کھلانے والے، لکھنے والے اور اسکے دونوں گواہوں پر لعنت فرمائی ہے''۔

اور فرمایا :

((هُمْ سَوَآءٌ)) [1] ''یہ سب برابر کے شریکِ گناہ ہیں''۔

غرض سود لکھنے [کلرک] کا کام کرنا جائز نہیں، نہ ہی اسکی تصحیح و ترتیب یا اس کا منیجر ہونا، اور نہ ہی سود کا اندراج کرنا، اور نہ سودی پیسے کی وصولی و سپردگی کرنا اور سنبھال کر رکھنا، اور نہ نگرانی و چوکیداری کرنا، عام طور پر اس میں کسی بھی طرح شرکت کرنا اور اسمیں کوئی بھی مدد کرنا چاہے کسی بھی طرح سے ہو حرام ہے۔ [2]

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس سود جیسے کبیرہ گناہ کی قباحت کو بیان کرنے کے بہت حریص و فکر مند تھے، چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی مرفوع حدیث میں ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :

(اَلرِّبَا ثَلَاثَةٌ وَّ سَبْعُوْنَ بَاباً اَيْسَرُهَا مِثْلَ اَنْ يَّنْكِحَ الرَّجُلُ اُمَّهُ وَ اِنَّ اَرْبَى الرِّبَا عِرْضُ الرَّجُلِ الْمُسْلِمِ) [3]

''سود کے تہتر [۷۳] درجے ہیں جن میں سے سب سے کم تر درجہ ایسے ہے کہ کوئی آدمی اپنی ماں کے ساتھ نکاح کر لے اور سب سے بڑا سود کسی مسلمان کی عزت پر حملہ اور زبان درازی کرنا ہے''۔

---

[1] مسلم ۱۲۱۹/۳۔

[2] اگر کوئی مجبوری ہو تو محض حفاظت کی نیت سے لاکرز یا کرنٹ اکاؤنٹ میں پیسے رکھے جا سکتے ہیں اور اگر مجبوری نہ ہو، دوسرا اسلامی و غیر سودی بنک موجود ہو تو سودی بنک کے کرنٹ اکاؤنٹ میں پیسے جمع کروانا بھی ان سے تعاون و گناہ ہے۔ (ابوعدنان)

[3] الحاکم فی المستدرک ۳۷/۲، صحیح الجامع ۳۵۳۳۔

حضرت عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک مرفوع حدیث میں ارشادِ نبوی ﷺ ہے :

((دِرْهَمُ رِبًا يَأْكُلُهُ الرَّجُلُ وَهُوَ يَعْلَمُ اَشَدُّ مِنْ سِتَّةٍ وَّثَلَاثِيْنَ زَنْيَةً)) (۱)

''آدمی جان بوجھ کر اگر سود کا ایک درہم بھی کھاتا ہے تو وہ چھتیس [۳۶] مرتبہ زنا کاری کرنے سے زیادہ سخت گناہ ہے''۔

سود کی حرمت کسی امیر یا غریب کیلئے خاص نہیں جیسا کہ بعض لوگ سمجھتے ہیں بلکہ یہ سب کیلئے عام ہے، یہ ہر شخص کیلئے حرام اور ہر حال میں حرام ہے۔ (۲)

اور اسی سود کی وجہ سے کتنے مال دار لوگ اور بڑے بڑے تاجر مفلس ہو گئے اور حقائق اس بات کے گواہ ہیں۔ یہ سود کم از کم مال و دولت کی برکت ختم کر دیتا ہے چاہے کتنا بھی مال ہو، نبی ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے :

((اَلرِّبَا وَاِنْ كَثُرَ فَاِنَّ عَاقِبَتَهُ تَصِيْرُ اِلٰى قَلٍّ)) (۳)

''سود سے مال بظاہر چاہے کتنا ہی بڑھ جائے مگر اسکا انجام قلّت و کمی کی طرف ہی آتا ہے''۔

اسی طرح سود کی حرمت اس کی شرح فیصد کے ساتھ بھی خاص نہیں کہ اسکی نسبت بہت اونچی ہے یا نیچی، کم ہے یا زیادہ بلکہ یہ ہر صورت میں ہی حرام ہے:

''سود خور قیامت کے دن جب قبر سے نکالا جائیگا تو وہ اسطرح کھڑا ہوگا جیسا کہ اس پر شیطان کا سایہ ہو یا اسے جنون و خبطی پن کا دورہ پڑا ہو''۔

اس گناہ اور جرم کے فاحش و خطرناک ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ نے اس سے توبہ کرنے کا بتایا اور اس کا دروازہ کھلا رکھا ہے اور اسکی کیفیت بھی بیان کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سود

(۱) امام احمد ۵/ ۲۲۵، صحیح الجامع: ۳۳۷۵ (۲) بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ امیر و فقیر کے مابین سود کا لین دین ہو تو حرام اور اگر امیروں کا باہم لین دین ہو تو یہ حرام نہیں۔ یہاں اسی نظریہ کا رد کیا گیا ہے۔ (ابو عدنان)
(۳) الحاکم ۲/ ۳۷، صحیح الجامع ۳۵۴۲، اور قلٍّ کا معنیٰ ہے: مال میں کمی ہونا۔

خوروں سے مخاطب ہوکر فرمایا ہے :

﴿ وَإِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُؤُوسُ أَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ ﴾

[سورة البقره : ۲۷۹]

''اور اگر توبہ کرلو گے (اور سود چھوڑ دو گے) تو تم کو اپنی اصل رقم لینے کا حق ہے جس میں نہ اوروں کا نقصان اور نہ تمہارا نقصان''۔

اور یہ سراسر عدل وانصاف ہے۔ ہر مومن ومسلمان کو چاہیئے کہ وہ اس کبیرہ گناہ سے نفرت وپرہیز کرے اور اس سے دور رہے، اور اس کبیرہ گناہ کی قباحت کو محسوس کیا جائے حتیٰ کہ وہ لوگ جو مجبوراً گم ہوجانے یا چوری کے ڈر سے سود والے بنکوں میں اپنا مال رکھتے ہیں، انہیں بھی چاہیئے کہ وہ اس بات کا احساس کریں اور اسکا کوئی متبادل وحلال حل تلاش کریں اور وہ سودی بنکوں میں پیسہ رکھنے کو ایسے ہی سمجھیں جیسے کسی مجبوری کے تحت مردے کا گوشت کھایا جائے بلکہ اسکا گناہ وقباحت اس سے بھی زیادہ ہے۔ اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کریں اور اسکے بدلے دوسرا راستہ ڈھونڈیں۔ بنک سے سود کا مطالبہ کرنا بالکل جائز نہیں بلکہ سُود اگر انکے حساب [اکاونٹ] میں ڈال بھی دیا جائے تو وہ اسے صدقہ سمجھ کر نہیں بلکہ اس سے پیچھا چھڑانے کیلیئے کسی جائز راہ میں خرچ کریں، کیونکہ ''اللہ تعالیٰ پاکیزہ ہے اور صرف پاک چیزیں ہی قبول کرتا ہے''۔ اور اس سے کسی طرح کا بھی فائدہ اٹھانا جائز نہیں نہ کھانے پینے میں نہ لباس و پوشاک میں، نہ سواری یا گھر کیلیئے، نہ ہی بیوی بچوں یا ماں باپ پر واجب خرچے میں نہ زکوٰۃ ٹیکس ادا کرنے میں اور نہ ہی اپنے اوپر سے کسی مصیبت کو ہٹانے میں بلکہ اللہ تعالیٰ کے عذاب کے ڈر سے اس سے پیچھا چھڑانے کی کوشش کریں۔

(۲۳) سامانِ فروخت کے عیب کو چھپا کر اُسے بیچنا :

نبی ﷺ ایک غلہ کے ڈھیر کے پاس سے گزرے، اس میں اپنا ہاتھ ڈالا تو آپ ﷺ کی

انگلیاں گیلی ہوگئیں،اس پرآپ ﷺ نے فرمایا :

((مَاهٰذَا يَا صَاحِبَ الطَّعَامِ ؟ قَالَ أَصَابَتْهُ السَّمَآءُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، قَالَ:اَفَلَا جَعَلْتَهُ فَوْقَ الطَّعَامِ كَيْ يَرَاهُ النَّاسُ؟ مَنْ غَشَّ فَلَيْسَ مِنَّا)) [1]

’’اے غلّے والے! یہ کیا ہے؟ اُس نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! اسے بارش نے بھگودیا تھا،اس پر نبی ﷺ نے فرمایا:تم نے اسے اوپر کیوں نہیں کردیا تاکہ اسے لوگ دیکھ سکیں؟ جس نے دھوکا کیاوہ ہم میں سے نہیں ہے‘‘۔

آج کل بہت سے تاجروسوداگراوراپنا سامان بیچنے والے جواللہ سے نہیں ڈرتے ،وہ اپنے سامان کے عیب کو چھپا کر بیچتے ہیں،یاخراب مال سامان کی پیٹی کے سب سے نیچے رکھ دیتے ہیں ، یا اسے اچھی صورت میں لانے کیلئے اس پر کچھ کیمیکل استعمال کرتے ہیں ، یا الیکٹرانک مشین کی عیب بتانے والی آواز کو چھپا کردھوکہ دیتے ہیں پھر جب خریدارلوٹ کراپنے گھرآتا ہےتو وہ سامان جلدخراب ہوجاتا ہے،اور بعض لوگ سامان کے ختم ہونے کی تاریخ (EXPIRY DATE)کو بدل دیتے ہیں،یاخریدارکوسامان کا معاینہ نہیں کرنے دیتے،اور بہت سے لوگ جوگاڑیاں یاانکے پرزے بیچتے ہیں وہ اسکی خامیاں بیان نہیں کرتے جبکہ یہ حرام ہے، نبی ﷺ کاارشادِگرامی ہے :

((اَلْمُسْلِمَ أَخُو الْمُسْلِمِ وَ لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ بَاعَ مِنْ أَخِيْهِ بَيْعاً فِيْهِ عَيْبٌ اِلَّا بَيَّنَهُ لَهُ)) [2]

’’مسلمان مسلمان کا بھائی ہےاور کسی مسلمان بھائی کیلئے اپنا مال فروخت کرنا اسوقت تک حلال نہیں ہے جب تک کہ وہ اسے اس سامان کا عیب و

[1] صحیح مسلم ۹۹/۱۔

[2] ابن ماجہ ۷۵۴/۲، صحیح الجامع ۶۷۰۵۔

خامی بتانہ دے“۔

کاروں کے بعض تاجر لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ جب وہ نیلامی میں خریدار کو یہ کہیں کہ میں لوہے کا ڈھیر بیچتا ہوں...تو اُنکے سر سے عیب بتانے کی ذمہ داری کا بوجھ اتر جاتا ہے، حالانکہ یہ تجارت بغیر برکت کے ہوتی ہے، جیسا کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے :

((اَلْبَیِّعَانِ بَالْخَیَارِ مَالَمْ یَتفرَّقَا فَاِنْ صَدَقَا وَ بَیَّنَا بُورِکَ لَھُمَا فِیْ بَیْعِھِمَا وَ اِنْ کَذَبَا وَ کَتمَا مُحِقَتْ بَرَکَةُ بَیْعِھِمَا)) [1]

”بائع اور مشتری [خریدنے اور بیچنے والا] دونوں کو اسوقت تک اختیار رہے [چاہیں تو معاملہ رکھیں اور چاہیں تو توڑ ڈالیں گو ایجاب وقبول ہو چکا ہو] جب تک ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں، اور اگر ان دونوں نے سچ کہا اور عیب وغیرہ بیان کیا تو اُس بیع میں برکت ڈالی جائیگی، اور اگر انھوں نے جھوٹ سے کام لیا اور عیب کو چھپایا تو اُنکی بیع اور خرید وفروخت میں بے برکتی ہو جائیگی“۔

(۲۴) صرف بھاؤ بڑھانے کیلئے بولی دینا :

اگر کوئی شخص کسی چیز کو خریدنا تو نہ چاہتا ہو لیکن محض دوسروں کو دھوکا دینے کیلئے اور ان سے زیادہ پیسے نکلوانے کیلئے بولی میں اس چیز کی قیمت بڑھا دے، اس کے بارے میں نبی ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

((لَا تَنَاجَشُوا)) [1]

”ارادۂ خریداری کے بغیر کسی چیز کی محض قیمت بڑھانے کیلئے بولی میں حصہ نہ لو“۔

---

[1] صحیح البخاری مع الفتح ۳۲۸/۴۔

[2] صحیح البخاری مع فتح الباری ۱۰ / ۴۸۴ ۔

اور بیشک یہ دھوکے کی ایک قسم ہے اور نبیٔ اکرم ﷺ کا ارشاد ہے :

((اَلْمَکْرُ وَ الْخَدِیْعَةُ فِي النَّارِ)) [1]

’’مکّاری اور دھوکہ کرنے والے جہنم میں ہیں‘‘۔

بہت سے نیلام گھروں، منڈیوں اور گاڑیاں سیل کرنے والے شورومز میں بولیاں لگانے والوں [دلالوں] کی کمائی خبیث و ناپاک اور حرام ہے اور یہ انکے کئی حرام اعمال کے ارتکاب کی وجہ سے ہے مثلاً یہ کہ انکا اس کام میں قدم رکھنا خریدنے والے اور بیچنے والے کو دھوکے میں رکھنا اور مال کے مالک کو دھوکے میں رکھ کر اس چیز کی قیمت کم کرنا ہوتا ہے جبکہ وہی چیز اگر خود ان کی ہو تو اسکے برعکس کرنا کہ ایسے میں وہ خریداروں میں گھس جاتے اور نیلامی میں قیمتیں بڑھا دیتے ہیں۔ یوں وہ اللہ کے بندوں کو دھوکا دیتے اور انہیں نقصان پہنچاتے ہیں۔

۲۵ جمعہ کی دوسری آذان کے بعد خرید وفروخت کرنا :

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

﴿یَـٰۤأَیُّهَا الَّـذِیْنَ آمَنُوْۤا إِذَا نُودِیَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلٰی ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَیْعَ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾ [الجمعہ:۹]

’’مومنو! جب جمعہ کے دن نماز کے لیئے آذان دی جائے تو اللہ کی یاد (خطبہ ونماز) کے لیئے جلدی کرو اور (خرید و) فروخت ترک کردو اگر سمجھو تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے‘‘۔

بعض دکانوں والے دوسری آذان کے بعد بھی اپنی دکانوں میں یا مسجدوں کے سامنے چیزیں بیچنا جاری رکھتے ہیں اور انکے ساتھ وہ بھی گناہ میں شریک ہوجاتے ہیں جو ان سے خریدتے ہیں چاہے مسواک ہی کیوں نہ ہو اور یہ معاملہ واضح طور پر منع ہے اور بعض بیکری والے یا ہوٹلوں کے مالک اپنے عملے کو اس بات پر مجبور کرتے ہیں کہ وہ جمعہ کی نماز کے وقت کام

[1] دیکھیئے سلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ للالبانی ۱۰۵۷۔

جاری رکھیں ، اگر چہ اس طرح کے لوگوں کو بظاہر کچھ نفع نظر آتا ہو لیکن حقیقت میں انکا زیادہ نقصان ہی ہوتا ہے۔اور خود انکے عملہ کو بھی نبی ﷺ کے اس ارشاد پر عمل کرنا چاہیئے :

((لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوقٍ فِي مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ)) [1]

''اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت واجب نہیں ہے''۔

㉖ جوا کھیلنا :

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

﴿إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾ [سورۃ المائدہ:۹۰]

''شراب اور جوا اور بت اور پانسے (یہ سب) ناپاک کام اعمالِ شیطان سے ہیں سوان سے بچتے رہنا تاکہ نجات پاؤ''۔

عہدِ جاہلیت میں لوگ جوا بہت کھیلتے تھے جسکی ایک سب سے مشہور شکل یہ تھی کہ ایک ہی اونٹ کی خریداری میں دس اشخاص برابر میں حصہ دار ہوتے ،اور پھر تیروں کے ذریعے ایک قسم کی قرعہ اندازی وقسمت آزمائی ہوتی جسمیں سات افراد کو تو کچھ قیمت مل جاتا اور تین افراد کو کچھ نہیں ملتا تھا۔

آج ہمارے اِس زمانے میں جوئے کی بہت سی شکلیں ہیں مثلاً:

① لاٹری :

ان شکلوں میں سے پہلی تو آج کل یانصیب [لاٹری] کے نام سے معروف ہے جسکی بہت سی صورتیں موجود ہیں اور سب سے معمولی قسم یہ ہے کہ لوگ پیسے دے کر نمبر یا ٹکٹ خریدتے ہیں جس پر قرعہ اندازی ہوتی ہے اور پہلے دوسرے تیسرے نمبر پر جیتنے والے کو

[1] مسند امام أحمد ۱/۱۲۹،علاّمہ احمد شاکر نے اسکی سند کو صحیح کہا ہے دیکھیئے حدیث:۱۰۶۵،اس حدیث کی اصل صحیحین میں ہے[ز]۔

انعامات ملتے ہیں اوراسی طرح کے مختلف انعامات ہوتے ہیں اور یہ سب حرام ہے اگر چہ لوگ اسے فائدہ مند کہتے اور خدمتِ خلق قرار دیتے ہیں یا پھراس میں رفاہِ عامہ اور بھلائی کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن درحقیقت یہ حرام ہے۔

اسی طرح کوئی چیز ایسی خریدیں جسکے پیکٹ یالفافے میں ایک مجہول [نامعلوم] چیز ہو یا کوئی سامان خریدنے کے وقت اسکے ساتھ ایک نمبر دیا جائے جس پر قرعہ اندازی کی جائے تاکہ جیتنے والوں کی نشاندہی کی جائے تو یہ سب بھی لاٹری کی ہی اقسام ہیں۔

②انشورنس :

ہمارے زمانے میں جوے کی ایک شکل یہ بھی ہے کہ لوگ اپنی جان ومال، گھر، گاڑی اور دیگر اشیاء کا بیمہ کرواتے ہیں اور آتشزدگی سے بچنے کیلئے یا کسی کی ایذا رسانی سے بچاؤ کیلئے ہر چیز کی مکمل [فل] انشورنس کرواتے ہیں۔اس طرح کی مختلف صورتیں مروج ہیں حتیٰ کہ آجکل تو بعض گانے والے [سنگر] اپنی آوازوں کی بھی انشورنس کرواتے ہیں۔ [۱]

یہ سب صورتیں جوئے میں داخل ہیں بلکہ ایسی ہی کئی اور شکلیں ہیں جن سے قرآن نے منع کیا ہے اور ہمارے زمانے میں تو جوئے کیلئے خاص کلب پائے جاتے ہیں جن میں جوا کھیلنے کے بعض اڈے [سبز ٹیبل] کے نام سے پہچانے جاتے ہیں جو کہ خاص طور پر اس عظیم گناہ کا ارتکاب کرنے والوں کیلئے ہی مخصوص ہوتے ہیں، اسی طرح یہ جو فٹ بال میچ یا ٹورنامنٹ کے دوران بازیاں اور شرطیں لگتی ہیں۔اسی طرح یہ بھی جوئے کی ہی ایک قسم ہے کہ کھلونوں کی دکانوں، کلبوں اور مختلف اسٹیڈیمز اور شاپنگ سنٹرز میں بعض کھلونے پائے جاتے ہیں یا گیمیں ملتی ہیں جنہیں [فلپیرز] کا نام دیا جاتا ہے وغیرہ۔

[۱] انشورنس کے حکم اور اسلامی متبادل کی تفصیلات کیلئے دیکھیئے مجلة البحوث الاسلامية شمارہ ۱۷، ۱۹، ۲۰ یہ مجلّہ [البحوث الاسلامیہ] الرئاسه العامه لادارات البحوث العلمية و الافتاء و الدعوة و الارشاد الرياض کی طرف سے صادر ہوتا ہے۔

۱۱ محرمات (حرام اشیاء و امور) ۱۱

جہاں تک مقابلوں اور ایک دوسرے پر غلبہ پانے کا تعلق ہے، اسکی تین قسمیں ہیں :

اول : جسکا کوئی شرعی یا دینی مقصد ہو تو وہ انعام کے ساتھ بھی اور بلا انعام بھی جائز ہے کہ یہ انعامات میدانِ جہاد میں استعمال ہونے والے اونٹ یا گھوڑے کی ریس پر ہوں یا تیراندازی و نشانہ بازی کے مقابلے میں ہوں اور راجح قول کے مطابق اسمیں شرعی [دینی] علوم کی تحصیل مثلاً قرآن کے حفظ پر مشتمل مقابلے بھی شامل اور جائز ہیں۔

دوم : وہ مقابلے جو کہ کسی بھی شرعی ہدف سے تو خالی ہیں لیکن وہ بذاتہ جائز ہیں خصوصاً وہ بلا انعام جائز ہیں جیسا کہ فٹ بال میچ اور دوڑ کے مقابلے جو محرمات سے خالی ہوں جن میں نمازیں ضائع نہ ہوں اور نہ بے پردگی ہو کیونکہ بیشک یہ امور بلا انعام جائز ہیں۔

سوم : جو کہ خود محرّم [حرام] ہوں یا حرام کی طرف پہنچانے کا راستہ ہوں جیسا کہ گندے اور فساد والے مقابلے مثلاً مقابلۂ حسن، نتیجۃً کسی کو " ملکۂ حسن " کا نام دیا جاتا ہے یا مکہ بازی [Boxing] جو مُنہ پر مارنے پر مشتمل ہوتی ہے جبکہ کسی کے [چہرے پر مارنا] حرام ہے۔ یا سینگوں والے بیلوں مینڈھوں کی لڑائی اور مرغوں کی لڑائی وغیرہ کا میچ ہوتا ہے یہ سب انعام کے ساتھ یا بلا انعام بہر صورت حرام ہیں۔ [۱]

۲۷ چوری کرنا :

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

﴿وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْا أَيْدِيَهُمَا جَزَآءً بِمَا كَسَبَا نَكَالاً مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ﴾ [المائدہ:۳۸]

" اور جو چوری کرے مرد ہو یا عورت اُن کے ہاتھ کاٹ ڈالو یہ اُن کے

---

[۱] شیخ عبدالمحسن الزامل ۔ حفظہ اللہ ۔ کے ساتھ اس موضوع پر جو بات چیت کی گئی تھی یہ اسکا خلاصہ ہے، اور شاید وہ اس موضوع پر ایک منفرد و مفصل مقالہ بھی تیار کریں۔

فعلوں کی سزا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے عبرت ہے اور اللہ زبردست حکمت والا ہے“۔

جرمِ چوری کے سب سے عظیم جرائم میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے گھر میں حج و عمرہ کرنے والوں کی چوری کی جائے اور اس قسم کے بدترین چور دنیا کے سب سے بہترین حصے حرم شریف اور اللہ کے گھر کے اردگرد بھی اللہ تعالیٰ کی حدود کا لحاظ نہیں رکھتے۔ نبی ﷺ کے ایک نمازِ کسوف میں جہنم کا منظر دیکھنے کے قصّے میں ارشاد ہے :

((لَقَدْ جِيْءَ بِالنَّارِ وَذٰلِكُمْ حِيْنَ رَأَيْتُمُوْنِيْ تَأَخَّرْتُ مَخَافَةَ أَنْ يُّصِيْبَنِيْ مِنْ لَفْحِهَا وَحَتّٰى رَأَيْتُ فِيْهَا صَاحِبَ الْمِحْجَنِ يَجُرُّ قَصَبَهٗ [اَمْعَاءَهٗ] فِي النَّارِ كَانَ يَسْرِقُ الْحَاجَّ بِمِحْجَنِهٖ فَاِنْ فُطِنَ لَهٗ قَالَ اِنَّمَا تَعَلَّقَ بِمِحْجَنِيْ وَاِنْ غَفَلَ عَنْهُ ذَهَبَ بِهٖ)) [1]

”[دورانِ نمازِ کسوف] میرے سامنے جہنم کی آگ کو لایا گیا جبکہ آپ لوگوں نے دیکھا کہ میں تھوڑا پیچھے کی طرف ہٹا تھا اس ڈر سے کہ کہیں وہ آگ مجھے جھلسا نہ دے، حتیٰ کہ میں نے ٹیڑھے منہ والے ڈنڈے کے مالک کو دیکھا کہ وہ اپنی آنتیں آگ میں گھسیٹ رہا تھا کیونکہ وہ حاجیوں کو اپنے ٹیڑھے سر والے ڈنڈے سے لوٹتا تھا، اگر حاجی کو خبر ہو جاتی تو وہ اپنی صفائی میں کہتا تھا: کہ وہ خود ہی ٹیڑھے منہ والے ڈنڈے سے لٹک گیا تھا، اور اگر پتا نہ چلے تو وہ اُسے لے جاتا تھا“۔ [2]

اور سب سے بڑی چوریوں میں سے یہ بھی ہے کہ مسلمانوں کے مشترکہ وسرکاری و قومی املاک و مالِ عام سے کی جائے اور بعض لوگ جو یہ چوری کرتے ہیں وہ اپنی اس حرکت کو

---

[1] المحجن ٹیڑھے منہ والا ڈنڈا یا چھڑی۔ [2] صحیح مسلم نمبر۹۰۴۔

جائز کرنے کیلئے کہتے ہیں کہ جیسے دوسرے بہت لوگ چوری کرتے ہیں اسی طرح ہی ہم بھی کرتے ہیں کوئی ہم ہی اکیلے تو نہیں لیکن وہ یہ نہیں سوچتے کہ یہ چوری تمام مسلمانوں کی چوری شمار ہوتی ہے، کیونکہ عام سرکاری وقومی مال تمام مسلمانوں کی مشترکہ ملکیت ہوتا ہے، اور جو لوگ بغیر اللہ کے ڈر کے اس کام کا ارتکاب کرتے ہیں انکی اس بری عادت کو اپنے لیئے حجت نہیں بنایا جاسکتا۔ ﴿۱﴾

بعض لوگ کافروں کے مال سے چوری کو گناہ شمار نہیں کرتے ہیں اور یہ اس حجت سے کہ وہ تو کافر ہیں جبکہ یہ بھی سراسر غلط ہے، کیونکہ صرف ان کفار کا مال چھیننا لوٹنا جائز ہے جو کہ مسلمانوں سے جنگ کررہے ہوں، باقی کفار کے افراد یا انکی کمپنیاں اس میں داخل نہیں۔

بعض لوگ دوسروں کے گھروں میں انکی زیارت کیلئے مہمان بن کر جاتے ہیں اور میزبان کے گھر سے چوری کر لیتے ہیں، اور بعض لوگ اس کے برعکس اپنے مہمانوں کے بیگوں پر ہاتھ صاف کر لیتے اور ان سے چوری کر لیتے ہیں۔

بعض تجارتی مراکز یا دکانوں میں گھس کر اپنی جیبوں اور کپڑوں میں چیزیں چھپا لیتے ہیں اسی طرح بعض عورتیں دوکانوں سے اپنے کپڑوں کے نیچے کچھ چھپا لیتی ہیں، اور بعض لوگ سستی یا کم قیمت چیزوں کی چوری کو تو بالکل ہی معمولی سمجھتے ہیں جبکہ نبی ﷺ کا ارشاد گرامی ہے :

((لَعَنَ اللّٰہُ السَّارِقَ یَسْرِقُ الْبَیْضَۃَ فَتُقْطَعُ یَدُہٗ وَ یَسْرِقُ الْحَبْلَ فَتُقْطَعُ یَدُہٗ)) ﴿۲﴾

’’چور پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو وہ انڈا چوری کرتا ہے تو اسکا ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے اور اگر رسّی چوری کرتا ہے تو اسکا ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے‘‘۔

﴿۱﴾ اموالِ عام یا سرکاری املاک کی چوری کی ایک شکل یہ بھی ہے کہ اپنے گھروں کیلئے یا کارخانوں اور شادی بیاہ وغیرہ کے مواقع پر حکومتی بجلی کی چوری کی جائے۔ (ابوعدنان)

﴿۲﴾ صحیح البخاری مع فتح الباری ۸۱/۱۲۔

اور جو شخص کوئی چوری کر بیٹھے اُسے چاہیئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے سچی توبہ کرنے کے بعد وہ چیز اسکے مالک کو لوٹادے، چاہے وہ اسے سرعام لوٹائے یا چوری چھپے یا کسی دوسرے کے ذریعے، اور اگر اُس چیز کے مالک تک یا اسکے وارثوں تک زبردست کوشش کے بعد بھی پہنچانا مشکل ہو جائے تو وہ اس نیت کے ساتھ اسکا صدقہ کردے کہ اسکا ثواب اسکے مالک کو ہو۔

۲۸ رشوت لینا اور دینا :

لوگوں کے درمیان سچ کو جھوٹ میں بدلنے، کسی کا حق غصب کرنے یا باطل کو نافذ ورائج کرنے کیلئے قاضی یا حاکم کو رشوت دینا بہت بڑا جرم ہے، کیونکہ اسکا انجام فیصلے میں ظلم، حقدار پر زیادتی، دوستوں کو نقصان اور فساد و بگاڑ پھیلانے کی شکل میں سامنے آتا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

﴿وَلَا تَأْكُلُوْا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِهَا إِلَى الْحُكَّامِ لِتَأْكُلُوْا فَرِيْقاً مِّنْ أَمْوَالِ النَّاسِ بِالْإِثْمِ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴾

[سورۃ البقرہ:۱۸۸]

”اور ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ اور نہ اُس کو (رشوۃً) حاکموں کے پاس پہنچاؤ تاکہ لوگوں کے مال کا کچھ حصہ ناجائز طور پر کھا جاؤ اور (اسے) تم جانتے بھی ہو“۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک مرفوع حدیث میں ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :

((لَعَنَ اللّٰهُ الرَّاشِيْ وَ الْمُرْتَشِيْ فِي الْحُكْمِ)) [۱]

”اپنے حق میں فیصلہ کروانے کیلئے رشوت دینے اور رشوت لینے والے پر اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی ہے“۔

---

[۱] مسند احمد ۲/ ۳۸۷، صحیح الجامع: ۵۰۴۹۔

لیکن اگر یہ اپنے جائز حق تک پہنچنے کیلئے یا کوئی ظلم و پریشانی دور کرنے کیلئے ہو جس میں رشوت کے علاوہ کوئی راستہ وچارہ ہی نہ رہا ہو تو وہ مجبوری ہے اور ایسا شخص وعید و دھمکی میں شامل نہیں ہے۔

ہمارے دور میں رشوت کھلے عام پھیل گئی ہے حتیٰ کہ بعض ملازمین کی رشوت سے حاصل ہونے والی آمدنی انکی اصل تنخواہ سے بڑھ کر ہے، بلکہ رشوت بہت سی کمپنیوں میں مختلف ناموں سے انکے بجٹ کا ایک بند [مد، دفعہ یا ARTICLE] بن چکی ہے، اور بہت سے معاملے ایسے ہوگئے ہیں کہ اسکے بغیر نہ شروع ہوتے ہیں اور نہ ہی ختم۔ اور اس سے غریبوں کو بہت بڑا نقصان ہوتا ہے، اور اسکی وجہ سے بہت سی ذمہ داریاں اور عہد خراب ہو چکے ہیں، اور یہ ملازمین و کارکنوں کیلئے فساد و بگاڑ کا سبب بن گئی ہے۔ اچھی سروس [ملازمت] صرف اسے دی جاتی ہے جو رشوت دے، اور جو شخص رشوت نہ دے تو اسکے لئے کاروائی ہی بری یا خراب ہوتی ہے ورنہ لاپرواہی کر کے اسکا کام لیٹ کر دیا جاتا ہے، اور رشوت دینے والے جو اسکے بعد آئے تھے وہ اُس سے عرصہ قبل فارغ ہو چکے ہوتے ہیں، اور رشوت کی وجہ سے بہت سے پیسے جو منافع کی شکل میں مالکوں کے ہوتے ہیں مگر خرید و فروخت کے مسئولین [پرچیزروں] کی جیبوں میں جمع ہو جاتے ہیں، اس لئے اور اسکے علاوہ ایسے ہی دیگر اسباب کے پیشِ نظر اس بات پر تعجب نہیں کرنا چاہیئے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے اس جرم کا ارتکاب کرنے اور اس میں شریک ہونے والوں کیلئے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ہونے کی بددعاء فرمائی ہے کہ وہ لعنتِ الٰہی کے مستحق ٹھہریں، حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے :

((لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلٰى الرَّاشِيْ وَ الْمُرْتَشِيْ)) [1]

’’رشوت دینے والے اور رشوت لینے والے پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے‘‘۔

---

[1] سنن ابن ماجہ: ۲۳۱۳، صحیح الجامع: ۵۱۱۴۔

۲۹ کسی کی زمین زبردستی چھیننا [ناجائز قبضہ]:

اگر دلوں میں اللہ تعالیٰ کا خوف نہ رہے تو پھر طاقت وقوت انسان کیلئے وبالِ جان بن جاتی ہے وہ اسے ظلم کرنے میں استعمال کرتا ہے جیسا کہ دوسروں کے اموال پر قبضہ کرنا اور زبردستی ان کی زمین چھیننا وغیرہ۔ اور اسکے لئے شریعت میں زبردست سزا وارد ہوئی ہے، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ایک مرفوع حدیث میں ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :

((مَنْ أَخَذَ مِنَ الْأَرْضِ شَيْئاً بِغَيْرِ حَقِّهِ خَسَفَ اللّٰهُ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِلٰى سَبْعِ أَرْضِيْنَ)) [۱]

''جس شخص نے بغیر حق کے کسی کی زمین چھینی تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے ساتوں زمینوں کے نیچے تک دھنسا دے گا ''۔

حضرت یعلیٰ بن مرّہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک مرفوع حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:

((أَيُّمَا رَجُلٍ ظَلَمَ شِبْراً مِنَّ الْأَرْضِ كَلَّفَهُ اللّٰهُ أَنْ يَّحْفِرَهُ [وَفِي الطَّبَرَانِيِّ: يُّحْضِرَهُ] حَتّٰى آخِرَ سَبْعِ أَرْضِيْنَ ثُمَّ يُطَوَّقُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتّٰى يُقْضٰى بَيْنَ النَّاسِ)) [۲]

''کسی شخص نے اگر کسی کی زمین میں سے بالشت برابر بھی غصب کی تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اُسے سات زمینوں کے آخر تک کھودنے کا حکم دے گا [اور طبرانی میں ہے: ''کہ وہ اُسے لے کر آئے''] پھر اسے اس وقت تک اُسکے گلے کے اردگرد طوق بنا دیا جائے گا جب تک کہ تمام لوگوں میں اللہ کا فیصلہ نہ ہو جائے''۔

[۱] صحیح البخاري مع الفتح ۱۰۳/۵۔

[۲] الطبرانی فی الکبیر ۲۷۰/۲۲، صحیح الجامع میں ۲۷۱۹۔

اپنی زمین کی حدود کے نشانات بدلنا بھی کسی کی زمین پر ناجائز و غاصبانہ قبضہ کرنے میں شامل ہے جس میں اپنے پڑوسی کے رقبے سے کچھ لے کر اپنی زمین کو کھلی کرنا مقصود ہوتا ہے جسکا اشارہ نبی ﷺ کے اس ارشاد میں ہے :

((لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ غَيَّرَ مَنَارَ الْأَرْضِ)) [1]

''جس شخص نے زمین کے نشان و علامت کو بدلا، اس پر اللہ کی لعنت ہے''۔

(۳۰) سفارش کے عوض تحفہ قبول کرنا :

لوگوں کے مابین عزت، اثر و رسوخ، بلند مرتبہ، اعلیٰ منصب اور دولت کا حصول انسان پر اللہ کی نعمت ہے بشرطیکہ وہ اسکا شکر ادا کرے، اور جو شخص اس نعمت کا شکر ادا کرنا چاہے تو اس کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ وہ اسے دوسرے مسلمانوں کے فائدے کیلئے استعمال کرے، اور یہ نبی ﷺ کے اس قولِ شریف کے عموم میں داخل ہے :

((مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يَّنْفَعَ أَخَاهُ فَلْيَفْعَلْ)) [2]

''جو شخص اپنے کسی مسلمان بھائی کو فائدہ پہنچا سکتا ہو تو وہ ایسا ضرور کرے''۔

جس شخص نے اپنی دولت یا اثر و رسوخ سے اپنے کسی مسلمان بھائی سے ظلم دور کیا یا بغیر کسی حرام فعل کے ارتکاب کے کسی کو کسی کا حق چھیننے سے روکا تو وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اجر و ثواب کا مستحق ہے بشرطیکہ اسکی نیت خالص رضاءِ الٰہی کا حصول ہو جیسا کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے اس حدیث میں ارشاد فرمایا ہے :

((اِشْفَعُوْا تُؤْجَرُوْا)) [3]

''شفاعت و سفارش کرو تا کہ تم اجر و ثواب حاصل کرو''۔

---

[1] صحیح مسلم مع شرح نووي ۱۳/۱۴۱۔ [2] صحیح مسلم ۴/۱۷۲۶۔

[3] ابو داؤد ۵۱۳۲، اور صحیحین میں بھی یہ حدیث موجود ہے، فتح الباري ۱۰/۴۵۰، کتاب الأدب ، باب: مؤمنوں کا آپس میں تعاون۔

اس شفاعت یا سفارش کے عوض کچھ لینا جائز نہیں جسکی دلیل حضرت ابو اُمامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک مرفوع حدیث میں وارد ہونے والا یہ ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :

((مَنْ شَفَعَ لِأَحدٍ شَفَاعَةً ، فَأَهْدٰى لَهُ هَدِيَّةً عَلَيْهَا فَقَبِلَهَا مِنْهُ فَقَدْ أَتٰى بَاباً عَظِيماً مِنْ أَبْوَابِ الرِّبَا)) [۱]

''جس شخص نے کسی کیلئے سفارش کی، تو اُس شخص نے اس سفارش کے عوض اُسے تحفہ دیا اور اُس نے قبول کرلیا، تو وہ سود کے ایک بہت بڑے دروازے میں داخل ہوگیا''۔

بعض لوگ اپنی جاہ ومنزلت، اپروچ یا پہنچ، اثرونفوذیا سفارش کوکسی مالی قیمت کے عوض میں استعمال کرتے ہیں ایک رقم کی شرط پر کسی شخص کونوکری یا ملازمت دلانے یا کسی ادارے یا کسی علاقہ سے دوسرے علاقے یاادارے میں تبدیلی [ٹرانسفر] یا کسی مریض کا علاج وغیرہ کرانے کیلئے سفارش کرتے ہیں جبکہ راجح قول کی رو سے یہ معاوضہ حرام ہے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کی سابقہ حدیث سے یہی پتہ چل رہاہے، بلکہ حدیث کے ظاہر سے واضح ہورہاہے کہ یہ معاوضہ لینا حرام ہے چاہے بغیر سابق شرط کے بھی ہو۔ [۲]

کسی کے ساتھ نیکی و بھلائی کرنے والا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے ثواب پائے گا، اسے ہروقت اسی پرنظر رکھنی چاہیئے، ایک آدمی حضرت حسن بن سہل ؒ کے پاس کسی کام کی سفارش کیلئے آیا جوانہوں نے کردی، تو وہ آدمی شکریہ ادا کرنے کیلئے انکے پاس آیا، حضرت حسن بن سہل ؒ نے فرمایا: کس بات کا شکریہ ادا کررہے ہو؟ ہماری نظر میں عزت وشہرت کی بھی زکوٰۃ ہوتی ہے جیسا کہ مال ودولت کی زکوٰۃ ہےاور میں نے تمہاری سفارش کرکے اپنے جاہ ومنصب کی زکوٰۃ

---

[۱] مسند امام أحمد ۵/۲۶۱، صحیح الجامع ۶۲۹۲۔

[۲] اس مسئلہ میں شیخ عبدالعزیز ابن باز ؒ کی زبان سے بالمشافہ میں نے استفادہ کیا تھا۔(مؤلف)

ادا کی ہے۔ [1]

یہاں اس بات کی طرف اشارہ کر دینا بہتر معلوم ہوتا ہے کہ کسی کام کو سرانجام دینے، اسکی دیکھ بھال کروانے اور کاروائی مکمل کروانے کیلیئے کسی شخص کو اجرت پر رکھنا جائز ہے کیونکہ یہ اجارہ شرعی شرائط کے ساتھ جائز ہے، لیکن اپنی عزت، اثر ورسوخ اور سفارش کو پیسوں کے عوض استعمال کرنا منع ہے اوران دونوں میں بہت فرق ہے۔

(۳۱) مزدور سے مکمل کام لینا لیکن اُسکی مزدوری پوری ادا نہ کرنا :

نبی ﷺ نے مزدور کا حق جلد ادا کر دینے کی ترغیب دلائی ہے چنانچہ نبیٔ اکرم ﷺ کا ارشاد ہے :

((اَعْطُوا الْأَجِيْرَ أَجْرَهُ قَبْلَ أَنْ يَّجِفَّ عَرَقُهُ)) [2]

''مزدور کو اسکا پسینہ سوکھنے سے پہلے اسکا حق ادا کر دو''۔

مسلمانوں کے معاشرے میں جو ظلم عام ہو رہے ہیں ان میں سے ہی یہ بھی ہے کہ مزدوروں اور ملازموں کو انکے حقوق نہیں دیئے جاتے اوراسکی کئی صورتیں ہیں جن میں سے چند درجِ ذیل ہیں :

① مالک مزدور کو اسکا حق بالکل ہی ادا نہ کرے بلکہ مکمل انکار کر دے اور مزدور کے پاس اپنا حق ثابت کرنے کی کوئی دلیل بھی نہ ہو تو یوں یہ مزدور اگرچہ دنیا میں اپنا حق کھو دیتا ہے لیکن قیامت کے دن اللہ کے نزدیک نہیں کھوئے گا، قیامت کے دن جب ظالم کو لایا جائیگا تو اس نے مظلوم کا جتنا مال کھایا ہوگا اسکے بدلے میں اُسے وہ اپنی نیکیاں دے گا اور اگر نیکیاں ختم ہو جائیں گی تو مظلوم کی بُرائیاں ظالم کے کھاتے میں ڈال دی جائیں گی پھر اسے جہنم میں دھکیل دیا جائیگا۔

---

[1] الآداب الشرعية لابن المفلح ۱۷۶/۲۔

[2] ابن ماجۃ ۸۱۷/۲، صحیح الجامع الصغیر ۱۴۹۳، صحیح تو یہ ہے کہ اسے تمریض کے صیغہ سے ذکر کیا جائے کیونکہ اسمیں کچھ ضعف وکمزوری ہے [ز]۔

② مزدوروں کو انکا حق پورا نہ دینا بلکہ بغیر کسی وجہ کے اس میں کمی کرنا، حالانکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

﴿وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ﴾[سورۃ المطففین :۱]

''ناپ اورتول میں کمی کرنے والوں کیلئے خرابی ہے''۔

جسکی ایک واضح مثال یہ ہے کہ آج کل کام کرنے والوں کے بعض کفیل [مالکان] دوسرے ممالک میں ویزے بھیج کر وہاں سے مزدوروں کو منگواتے ہیں اور انکے ساتھ مزدوری کی مقدار کا معاہدہ کر کے لاتے ہیں، جب وہ کام پر آجاتے ہیں تو جان بوجھ کر اس معاہدے کو بدل کر تنخواہ یا مزدوری کم کر دیتے ہیں ، اب وہ مزدور مجبوراً وہاں کام کرتے ہیں [1] اور بعض اوقات یہ بھی ہوسکتا ہے کہ عربی نہ جاننے اور ثبوت نہ ہونے کی وجہ سے وہ اپنا حق بھی ثابت نہ کر سکیں ،تو پھر وہ اللہ سے اپنی شکایت کرتے ہیں ،اور اگر ظالم مالک مسلمان ہو جبکہ مزدور کافر ہو تو وہ اسکی تنخواہ میں کمی بیشی کر کے اسکے اسلام لانے کی راہ میں رکاوٹ بن جاتا ہے لہٰذا اسے اسکا گناہ بھی ہوگا۔

③ اُس ملازم پر طے شدہ اتفاق سے زیادہ کاموں کا بوجھ ڈالے یا اسکی ڈیوٹی کا ٹائم کچھ لمبا کر دے اور اسے فقط اصلی کام کی تنخواہ دے اور زیادہ کام [اوور ٹائم] کی تنخواہ نہ دے۔

④ اسے لمبے عرصے کیلئے روکے رکھے اور اپنے ملک نہ جانے دے، تنخواہ دینے میں ٹال مٹول کرے یا پھر بہت محنت و بھاگ دوڑ ، شکوہ وشکایت اور کوٹ کچہری کے چکروں کے بعد تنخواہ دے، اور کبھی مالک مزدور کی تنخواہ لیٹ اسلیئے کرتا ہے تا کہ وہ مزدور کو مایوس کر دے کہ وہ اکتا کر

---

[1] مجبوری یہ ہوتی ہے کہ وہ اپنے ملک سے لاکھوں روپے کا ویزہ خرید کر اور ٹکٹ وغیرہ پر کافی خرچہ کر کے آئے ہوتے ہیں ۔لہٰذا وہ خالی ہاتھ واپس لوٹ جانے کی بجائے کم تنخواہ پر کام کرنے لگ جاتے ہیں کیونکہ انہیں معلوم ہوتا ہے کہ اگر ہم کام کیئے بغیر واپس چلے گئے تو وہ قرضہ نہیں اتار پائیں گے جو ویزے وغیرہ کیلیئے اٹھایا تھا۔اور ظالم مالکان انکی اس مجبوری سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہیں۔

اپنا حق چھوڑ دے اور اسکا مطالبہ ہی نہ کرے، یا پھر مالک کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ مزدوروں کے پیسوں کو اپنے کسی کام میں لگا دے، اور بعض مالک تو بہت زیادہ ظلم کرتے ہیں اور مزدوروں کے پیسے دینے کی بجائے وہ رقم سود پر اٹھا دیتے اور فائدہ حاصل کرتے رہتے ہیں اور مزدور بیچارے کو دن کا کھانا بھی بافراغت نہیں ملتا ہے اور نہ ہی پیسے ملتے ہیں جو کہ وہ اپنے بیوی بچوں کیلئے خرچہ بھیج سکے جن کی خاطر وہ پردیس میں آیا تھا، ایسے ظالم مالکوں کیلئے قیامت کے دن ہلاکت اور دردناک عذاب ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت بیان کی ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

((قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی : ثَلَاثَةٌ أَنَا خَصْمُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، رَجُلٌ أَعْطٰى بِيْ ثُمَّ غَدَرَ ، وَرَجُلٌ بَاعَ حُرّاً وَ أَكَلَ ثَمَنَهُ ، وَ رَجُلٌ اِسْتَأْجَرَ أَجِيْراً فَاسْتَوْفٰى مِنْهُ وَلَمْ يُعْطِهِ أَجْرَهُ)) [1]

''اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: تین قسم کے لوگ وہ ہیں جنکا قیامت کے دن مجھ سے مقابلہ ہوگا [جنکا میں مقابل ہونگا]: ایک وہ آدمی جو میرے نام پر کسی کو پناہ دیتا ہے پھر غداری و عہد شکنی کرتا ہے، اور دوسرا وہ آدمی جو کسی آزاد کو بیچ کر اسکی قیمت کھا جائے، اور تیسرا وہ آدمی جو کسی مزدور کو اجرت پر رکھتا ہے اور اس سے پورا کام لیتا ہے مگر اسکی مزدوری نہیں دیتا''۔

(۳۲) اولاد کو عطیہ دینے میں ناانصافی کرنا :

بعض لوگ جان بوجھ کر اپنے بعض بچوں کو انعام و عطیہ وغیرہ دوسروں سے زیادہ

[1] البخاري، دیکھیئے فتح الباري ۴/۴۴۷۔☆

☆ یہ تو صحیح بخاری کے الفاظ ہیں جبکہ سنن ابن ماجہ: ۲۴۴۲ میں یہ الفاظ بھی ہیں :

((مَنْ كُنْتُ خَصْمُهُ خَصَمْتُهُ))

''جسکا مخالف میں ہو جاؤں اسے میں شکست دے دیتا ہوں''۔(ابو عدنان)

دیتے اور بعض کو کم جبکہ بعض کو بالکل ہی محروم رکھتے ہیں، جبکہ یہنا انصافی حرام ہے۔ ہاں اگر اسکی کوئی شرعی وجہ ہو، جیسا کہ کسی بچے کو ایسی ضرورت پڑ جائے جو دوسروں کو نہ ہو، کوئی بیمار ہو یا اُس پر کوئی قرض ہو تو اسے عطیہ دیا جا سکتا ہے، یا مثال کے طور پر اسے قرآن حفظ کرنے پر انعام دینا ہو، یا اسے کوئی ذریعۂ معاش کام کاج نہیں مل رہا مگر بہت بڑا خاندان اسکی زیرِ کفالت ہو، یا وہ طالب علم ہو جو تعلیم سے فارغ نہ ہو کہ کچھ کمائے وغیرہ۔ [۱]

اور باپ کو چاہیئے کہ وہ اگر کسی بچے کو کسی شرعی وجہ سے کچھ دیتا ہے تو یہ نیت کرے کہ اگر کسی دوسرے بچے کو حاجت ہو تو پہلے کی طرح اُسے بھی دے گا، اور اسکی عام دلیل اللہ کا یہ ارشاد ہے :

﴿ اِعْدِلُوْا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى وَاتَّقُوا اللّٰهَ ﴾[سورۃ المائدہ:۸]

''انصاف کیا کرو کہ یہی پرہیزگاری کی بات ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو''۔

اور اسکی خاص دلیل یہ حدیث ہے کہ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کے والد انہیں نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئے اور کہا :

((اِنِّي نَحَلْتُ اِبْنِيْ هٰذَا غُلاماً. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم :أَكُلَّ وَلَدِكَ نَحَلْتَهُ مِثْلَهُ؟ فَقَالَ : لا ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم : فَأَرْجِعْهُ)) [۲]

''میں نے اپنے اس بیٹے کو غلام وخادم دیا ہے، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: کیا تم نے اپنے سارے بچوں کو اسی طرح کا غلام دیا ہے؟ انہوں نے کہا: نہیں، تب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس غلام کو واپس لوٹا لو''۔

---

[۱] اور عام طور پر یہ اور اس سے ملتی جلتی ہر اس صورت میں کسی بیٹے پر خاص خرچہ کرنا مباح ہے جبکہ بیٹے کی عاجزی نمایاں اور باپ کی قدرت واضح ہو [ز]۔

[۲] صحیح البخاري، دیکھیئے الفتح ۲۱۱/۵۔

ایک روایت میں ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا :

((فَاتَّقُوا اللّٰهَ اِعْدِلُوْا بَيْنَ أَوْلَادِكُمْ)) ①

''اللہ سے ڈرواور اپنے بچوں میں انصاف کرو''۔

ایک روایت میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا :

((فَلَا تُشْهِدْنِيْ اِذاً فَاِنِّيْ لَا أَشْهَدُ عَلٰى جَوْرٍ)) ②

''تو پھر مجھے گواہ مت بناؤ کیونکہ میں ظلم پر گواہی نہیں دیتا''۔

چنانچہ حضرت بشیر رضی اللہ عنہ گھر واپس لوٹے اور اس بیٹے سے اپنا عطیہ واپس لے لیا۔

بعض خاندانوں کے حالات دیکھنے اور جائزہ لینے والا بعض ایسے آباء واجداد کو بھی پاتا ہے جو کہ اللہ سے نہیں ڈرتے اور اپنے بعض بچوں کو عطیہ وانعام دینے میں کمی بیشی کرتے ہیں، انکے دلوں میں ایک دوسرے کے خلاف نفرت ڈال کر انہیں باہم بھڑکا دیتے ہیں اور انکے درمیان نفرت ودشمنی کے بیج بو دیتے ہیں، ایسا شخص شاید اپنے کسی بچے کو اس لیئے زیادہ دیتا ہے کہ اسکی شکل کسی چچا سے ملتی ہے اور دوسرے کو محروم کر دیتا ہے کیونکہ اسکی شکل کسی ماموں سے ملتی ہے، یا کسی ایک بیوی کے بچوں کو دیتا ہے اور دوسری کے بچوں کو نہیں، یا کسی ایک بیوی کے بچوں کو پرائیویٹ سکولوں میں اعلیٰ تعلیم دلاتا ہے اور دوسری بیوی کے بچوں کو نہیں، اس طرح یہ بچے باغی ہو جائینگے، کیونکہ زیادہ تر شفقتِ پدری سے محرومی پانے والے بچے مستقبل میں اپنے باپ کے فرمانبردار نہیں ہوتے، اور وہ شخص جس نے اپنے بچوں میں ترجیح کا رویہ اختیار کیا تھا اسے نبی ﷺ نے فرمایا تھا :

((أَلَيْسَ يَسُرُّكَ أَنْ يَّكُوْنُوْا اِلَيْكَ فِي الْبِرِّ سَوَآءً)) ③

① الفتح ۲۱۱/۵۔
② صحیح مسلم ۱۲۴۳/۳۔
③ امام أحمد ۲۶۹/۴، صحیح مسلم نمبر ۱۶۲۳۔

''کیا تمہیں اس بات کی خوشی نہیں کہ تمہارے سب بچے تیری فرمانبرداری میں برابر ہوں''۔

۳۳ بلاضرورت لوگوں سے مانگنا [گداگری کرنا] :

حضرت سہل بن الحنظلیہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے :

((مَنْ سَأَلَ وَعِنْدَهُ مَا يُغْنِيهِ فَإِنَّمَا يَسْتَكْثِرُ مِنْ جَمْرِ جَهَنَّمَ، قَالُوا: وَمَا الْغِنٰى الَّذِي لَا تَنْبَغِي مَعَهُ الْمَسْأَلَةُ؟ قَالَ: قَدْرُ مَا يُغَدِّيهِ وَيُعَشِّيهِ)) [۱]

''جس نے لوگوں سے سوال کیا جبکہ اس کے پاس کفایت کیلئے موجود بھی ہو تو وہ شخص بیشک جہنم کے انگارے اکٹھے کرتا ہے، صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ! وہ کیا کفایت ہے جسکے ہوتے ہوئے سوال نہ کیا جائے؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : ''جو اسکے دوپہر اور رات کے کھانے کا انتظام کرنے کیلئے کافی ہو''۔

اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

((مَنْ سَأَلَ وَلَهُ مَا يُغْنِيهِ جَآءَتْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ خُدُوشاً أَوْ كُدُوشاً فِي وَجْهِهِ)) [۲]

''جس شخص نے لوگوں سے مال طلب کیا جبکہ اسکے پاس کفایت کیلئے کافی

---

[۱] ابوداؤد ۲/۲۸۱، صحیح الجامع : ۶۲۸۰۔

[۲] مسند امام أحمد ۱/۳۸۸، صحیح الجامع ۶۲۵۵، اور صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک مرفوع حدیث میں ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

((مَنْ يَّسْأَلُ النَّاسَ أَمْوَالَهُمْ تَكَثُّراً فَإِنَّمَا يَسْأَلُ الْجَمْرَ فَلْيَسْتَقِلَّ أَوْ لِيَسْتَكْثِرَ))

''جس شخص نے لوگوں سے مال طلب کیا تا کہ اپنا مال زیادہ کرے تو بیشک وہ جہنم کے انگارے طلب کرتا ہے اب اسکی مرضی ہے چاہے کم طلب کرے یا زیادہ''۔ (صحیح الجامع : ۶۱۵۴)

ہو تو قیامت کے دن یہ بھیک اسکے چہرے پر خراش و زخم بن کے آئے گی''۔

بعض گداگر مسجدوں میں اللہ کی مخلوق کے سامنے کھڑے ہو کر اپنی شکایات سنانے کی وجہ سے لوگوں کی تسبیح و ذکرِ الٰہی کا موقع خراب کرتے ہیں ، اور بعض جھوٹ بولتے اور نقلی کاغذات بنا کر من گھڑت کہانیاں پیش کرتے ہیں، اور بعض گداگر اپنے خاندان کے لوگوں کو مختلف مسجدوں میں بانٹ دیتے ہیں پھر وہاں سے چندہ اکٹھا کر کے کسی دوسری مسجدوں میں منتقل ہو جاتے ہیں، اور وہ اتنے مالدار ہوتے ہیں کہ جسے اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا، اور جب وہ مر جاتے ہیں تب جا کر انکی دولت ظاہر ہوتی ہے۔

انکے برعکس کچھ دوسرے لوگ جو حقیقی محتاج ہوتے ہیں مگر وہ شرم و عفت کے مارے ہاتھ نہیں پھیلاتے اور حقیقت سے ناواقف انکی عفت کی وجہ سے انہیں مالدار سمجھتا ہے کیونکہ وہ لوگوں سے چمٹ کر سوال نہیں کرتے اور نہ ہی انکی نشاندہی کی جا سکتی ہے کہ ان پر صدقہ کیا جائے۔ تبھی تو ان پر صدقہ و خیرات کرنے والوں کی نظر نہیں پڑتی۔

(۳۴) وہ قرض لینا جسے ادا کرنے کی نیت نہ ہو :

حقوق العباد اللہ کے نزدیک بہت اہم ہیں اور اللہ کے حقوق میں کمی بیشی سے تو انسان توبہ کر کے بچ سکتا ہے، مگر حقوق العباد کو ادا کرنے کے علاوہ اس وقت تک کوئی چارہ نہیں ہوتا جب تک کہ قیامت کا دن نہ آجائے جبکہ دینار اور درہم سے کسی کا حق ادا نہ ہو گا بلکہ نیکیوں یا برائیوں سے ہو گا، اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

﴿ إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلٰى أَهْلِهَا ﴾[النساء:۵۸]

'' اللہ تم کو حکم دیتا ہے کہ امانت والوں کی امانتیں اُن کے حوالے کر دیا کرو''۔

// محرمات (حرام اشیاء و امور) //

معاشرے میں جو باتیں عام پھیلی ہوئی ہیں ان میں سے ہی ایک یہ ہے کہ قرض لینے کو آسان و معمولی سمجھا جاتا ہے، اور بعض لوگ کسی سخت ضرورت کیلئے نہیں قرض لیتے بلکہ اس لئے لیتے ہیں تا کہ وہ اپنا کاروبار بڑھا سکیں یا نئی گاڑی اور گھر کا ساز و سامان نیا خریدیں اور لوگوں کی تقلید کرتے ہوئے ان کے ساتھ ساتھ چلیں وغیرہ، اور بہت سے لوگ قسطوں پر بکتی چیزوں کے چکر میں آجاتے ہیں جس کی زیادہ تر شکلیں شُبہ یا حرام سے خالی نہیں۔

بغیر شدید ضرورت کے قرض لینے میں جلد بازی کا نتیجہ ادائیگی قرض میں ٹال مٹول یا لوگوں کے مال کو برباد کرنیکی صورت میں ظاہر ہوتا ہے، اور نبی ﷺ نے اس کام کے برے انجام سے ڈراتے ہوئے فرمایا ہے :

((مَنْ أَخَذَ أَمْوَالَ النَّاسِ يُرِيْدُ أَدَاءَ هَا اَدَّى اللّٰهُ عَنْهُ ، وَ مَنْ أَخَذَ يُرِيْدُ اِتْلَافَهَا اَتْلَفَهُ اللّٰهُ)) [1]

”جس شخص نے لوگوں سے مال [قرضہ] لیا اور وہ اسے ادا کرنا چاہتا ہو تو اللہ تعالیٰ اسکی طرف سے ادا کر دیتا ہے، اور جس شخص نے ضائع و برباد کرنے کے لئے قرض لیا تو اللہ تعالیٰ اُسے ضائع کر دیتا ہے “۔

لوگ قرض کو بہت آسان و معمولی سمجھتے ہیں اور اسکے بارے میں تساہل برتنا عام ہو چکا ہے ورنہ یہ اللہ کے نزدیک بہت اہمیت کا حامل ہے جبکہ شہید جو اتنی عظیم خوبیوں، ثوابِ عظیم اور اونچے مرتبہ والا ہے وہ بھی قرض کے انجامِ بد سے نہیں بچ سکتا جسکی دلیل نبی ﷺ کا یہ ارشادِ گرامی ہے :

((سُبْحَانَ اللّٰهِ ! مَاذَا اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ التَّشْدِيْدِ فِي الدَّيْنِ وَ الَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوْ اَنَّ رَجُلًا قُتِلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰه ، ثُمَّ أُحْيِيَ ثُمَّ قُتِلَ ، ثُمَّ

---

[1] صحیح البخاری ، دیکھئے فتح الباری ۵۴/۵۔

أُحْيِيَ ثُمَّ قُتِلَ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ مَادَخَلَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يُقْضٰى عَنْهُ دَيْنُهُ)) [1]

''سبحان اللہ! قرض میں اللہ تعالیٰ نے کتنی تشدید وسختی نازل فرمائی ہے، قسم ہے مجھے اس ذات کی جسکے قبضے میں میری جان ہے، اگر کوئی آدمی اللہ کی راہ میں شہید ہوجائے، پھر زندہ کیا جائے، پھر شہید ہوجائے، پھر زندہ کیا جائے پھر شہید ہوجائے اور اس پر قرض ہوتو جب تک اسکا قرض ادا نہ کیا جائے [تین مرتبہ شہادت پانے کے باوجود بھی] وہ جنت میں داخل نہ ہوگا''۔

کیا اس حدیث کو سن لینے کے بعد بھی قرض لینے کو آسان سمجھنے والے اپنی اس جہالت سے باز آئیں گے یا نہیں؟۔

۳۵ حرام کھانا :

جو اللہ سے نہیں ڈرتا وہ اس بات کی پرواہ نہیں کرتا کہ وہ پیسے کہاں سے کماتا ہے اور کہاں پر خرچ کرتا ہے، بلکہ اسے تو صرف اپنے بنک کا بیلنس زیادہ کرنے کی فکر ہوتی ہے چاہے وہ حرام سے ہی کیوں نہ ہو، چوری یا رشوت سے ہو یا ڈاکے کے ذریعے چھین کر یا جھوٹ سے یا حرام کاروبار یا مال کو غلط طریقوں اور سودی لین دین سے بڑھا کر ہو یا کسی یتیم کا مال کھا کر یا کسی حرام کام کی مزدوری لے کر جیسے کہ کہانت ونجومی گری کرنا، فحاشی وعصمت فروشی، گانا گانے والا سنگر بن کر، مسلمانوں کے بیت المال اور عام املاک پر ڈاکہ ڈالنا، دھوکہ دہی کر کے یا پھر دوسروں کا مال زبردستی چھین لینا یا بغیر ضرورت کے لوگوں سے سوال [گداگری] کرنا وغیرہ، پھر وہ ان میں سے ہی کھاتا پیتا، لباس پہنتا، سواری کرتا اور نیا گھر بنواتا یا کرائے پر گھر لے کر اسکا ساز وسامان خریدتا اور اپنے پیٹ میں حرام غذا ڈالتا ہے جبکہ نبی ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے :

((كُلُّ لَحْمٍ نَبَتَ مِنْ سُحْتٍ فَالنَّارُ أَوْلٰى بِهٖ)) [2]

---

[1] النسائی ، دیکھئے المجتبی ۳۱۴/۷، صحیح الجامع :۳۵۹۴۔

[2] الطبرانی فی الکبیر ۱۳۶/۱۹،صحیح الجامع :۴۴۹۵۔

''ہر وہ گوشت یا جسم جو کہ حرام سے بنا ہے تو آگ اُسکی زیادہ حقدار ہے''۔

قیامت کے دن اسکے مال کے بارے میں سوال کیا جائیگا کہ اُسے کہاں سے کمایا ہے اور کہاں خرچ کیا ہے اور پھر وہاں ہلاکت اور خسارہ ونقصان ہوگا، جسکے پاس کسی کا حرام طریقے سے لیا ہوا مال بچا ہو تو وہ اُس سے جلد سے جلد پیچھا چھڑائے اور اگر کسی آدمی کا حق غصب کیا ہو تو وہ اُسے جلدی سے لوٹا دے اور اس سے معافی مانگ لے اس سے پہلے کہ قیامت کا وہ دن آجائے جب دینار و درھم سے قرض نہیں اُتارا جائیگا بلکہ نیکیاں دے کر اور بُرائیاں لے کر حساب کتاب بیباق ہوگا۔ [۱]

۳۶ شراب نوشی [چاہے ایک قطرہ ہی کیوں نہ ہو] :

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

﴿ يَـٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْٓا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴾ [المائدہ:۹۰]

''شراب اور جوا اور بُت اور قرعہ کے تیر یہ سب گندی باتیں اور شیطانی کام ہیں ان سے بالکل الگ رہو تا کہ تم فلاح یاب ہوسکو''۔

ان اشیاء سے بچنے اور پرہیز کرنے کا حکم دینا ان کے حرام ہونے کا سب سے بڑا ثبوت ہے اور شراب کو بتوں کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے جس سے اسکی قباحت مزید واضح ہوجاتی ہے لہٰذا جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ شراب سے صرف اجتناب و پرہیز کا حکم آیا ہے حرام ہونے کا نہیں، انکا یہ قول انکے لئے کوئی حجت نہیں ہے !!

نبی ﷺ کی احادیث میں بھی ان لوگوں کیلئے زبردست وعید آئی ہے جو کہ شراب پیتے ہیں۔ چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ایک مرفوع حدیث میں ارشادِ نبوی ﷺ ہے :

[۱] مزید تفصیل کیلئے دیکھیئے ہماری کتاب ''سود و رشوت اور دیگر ناجائز ذرائع آمدنی'' (ابوعدنان)

((... اِنَّ عَلَى اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ عَهْداً عَلٰى مَنْ يَّشْرَبُ الْمُسْكِرَ أَنْ يُّسْقِيَهُ مِنْ طِيْنَةِ الْخَبَالِ ، قَالُوْا : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! وَمَا طِيْنَةُ الْخَبَالِ ؟ قَالَ ﷺ : عِرْقُ أَهْلِ النَّارِ أَوْ عُصَارَةُ أَهْلِ النَّارِ)) [1]

''اللہ تعالیٰ کا ان لوگوں سے عہد ہے جو شراب پیتے ہیں کہ انہیں طینۃ الخبال پلائیگا۔صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا : اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ طینۃ الخبال کیا ہے؟ تو نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: کہ جہنم والوں کا پسینہ یا اہلِ جہنم کے جسم سے خارج ہونے والا فاسد مواد [خون و پیپ وغیرہ] ہے''۔

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک مرفوع حدیث میں مروی ارشادِ نبوی ﷺ ہے :

((مَنْ مَاتَ مُدْمِنُ خَمْرٍ لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ كَعَابِدِ وَثَنٍ)) [2]

''جو شراب کا نشہ کرتا مرجائے تو وہ اللہ سے اس طرح ملے گا جیسے کوئی بتوں کا پجاری ہو''۔

ہمارے موجودہ زمانے میں شراب اور نشہ آور چیزوں کی مختلف قسمیں ایجاد ہوگئی ہیں اور اُنکے متعدد عربی اور عجمی نام معروف ہوچکے ہیں، مثلاً بیرہ [BEER] اور جعہ [HEER] اور الکحل [ALCOHOL] اور عرق [ARRACK]، ووڈکا [VODKA] اور شیمپین [CHAMPAGNE] وغیرہ جیسے نام رکھ دیئے گئے ہیں، اور اس امّت میں اس قسم کے لوگ ظاہر ہوچکے ہیں جنکے بارے میں نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا :

((لَيَشْرَبَنَّ نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي الْخَمْرَ يُسَمُّوْنَهَا بِغَيْرِ اِسْمِهَا)) [3]

''میری امّت کے لوگ شراب پیئیں گے مگر اُسے کسی دوسرے نام سے پکارینگے''۔

[1] صحیح مسلم ۱۵۸۷/۳۔ [2] الطبرانی ۴۵/۱۲، صحیح الجامع: ۶۵۲۵۔

[3] امام احمد ۳۴۲/۵، صحیح الجامع ۵۴۵۳۔

وہ اسے شراب کے بدلے روحانی مشروب یا روح افزا [روح کی غذا] کا نام دیتے ہیں جو اصل حقائق پر پردہ ڈال کر اسے بیچنے یا محض دھوکا دینے کیلئے ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

﴿يُخَادِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا وَمَا يَخْدَعُوْنَ إِلَّا أَنْفُسَهُم وَمَا يَشْعُرُوْنَ﴾ [سورۃ البقرہ:۹]

"یہ (اپنے طور پر) اللہ تعالیٰ کو اور مومنوں کو چکما و دھوکہ دیتے ہیں مگر (درحقیقت) اپنے سوا کسی کو چکما نہیں دیتے مگر وہ اس کا شعور نہیں رکھتے"۔

شریعتِ اسلامیہ ایک زبردست ضابطہ و قاعدہ لائی ہے جو کہ بات کو قطعی و فیصلہ کن کردے اور اس نے دین کے ساتھ کھیل تماشہ کرنے والوں کے فتنے کا راستہ کاٹ دیا ہے اور وہ قاعدہ نبی ﷺ کے اس ارشادِ گرامی میں آیا ہے :

((كُلُّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ ، وَكُلُّ خَمْرٍ حَرَامٌ)) [۱]

"ہر نشہ آور چیز شراب [کے حکم میں] ہے، اور ہر شراب حرام ہے"۔

چنانچہ ہر چیز جو عقل کو زائل کردے وہ چاہے کم ہو یا زیادہ، ہر صورت میں ہی حرام ہے۔ [۲]

شراب کے چاہے جتنے بھی نام پڑ جائیں اور وہ کتنے بھی مختلف ہوں لیکن انکی اصل و حقیقت تو ایک ہی ہے اور اسکا حکم بھی معلوم و معروف ہے کہ ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔ اور آخر میں شراب پینے والوں کیلئے نبی ﷺ کی یہ وعید ذکر کی جاتی ہے کہ نبی ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے :

((مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ وَ سَكِرَ لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلٰوةٌ أَرْبَعِيْنَ صَبَاحاً ، وَ

---

[۱] صحیح مسلم ۳/۱۵۸۷۔

[۲] اسی معنیٰ میں وہ حدیث بھی ہے جس میں ارشادِ نبوی ﷺ ہے :

((مَا أَسْكَرَ كَثِيْرُهُ فَقَلِيْلُهُ حَرَامٌ)) (ابو داؤد : ۳۶۸۱، صحیح أبي داؤد : ۳۱۲۸)

"جس چیز کی زیادہ مقدار نشہ کا سبب بنے اسکی تھوڑی مقدار بھی حرام ہے"۔

اِنْ مَاتَ دَخَلَ النَّارَ ، فَاِنْ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَیْهِ ، وَاِنْ عَادَ فَشَرِبَ فَسَکَرَ لَمْ تُقْبَلْ لَهٗ صَلٰوۃٌ اَرْبَعِیْنَ صَبَاحاً ، فَاِنْ مَاتَ دَخَلَ النَّارَ ، فَاِنْ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَیْهِ ، وَاِنْ عَادَ فَشَرِبَ فَسَکَرَ لَمْ تُقْبَلْ لَهٗ صَلٰوۃٌ اَرْبَعِیْنَ صَبَاحاً، فَاِنْ مَاتَ دَخَلَ النَّارَ ، فَاِنْ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاِنْ عَادَ کَانَ حَقاً عَلَی اللّٰهِ اَنْ یُّسْقِیَهٗ مِنْ رَدْغَةِ الْخَبَالِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ ، قَالُوْا : یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! وَمَا رَدْغَةُ الْخَبَالِ ؟ قَالَ : عُصَارَةُ أَهْلِ النَّارِ)) [1]

’’جس شخص نے شراب پی اور نشہ کیا تو چالیس دن اُسکی نماز قبول نہیں ہوگی، اوراگراسی حالت میں مرجائے تو جہنم میں داخل ہوگا، اگرتوبہ کرلے تو اللہ اُسکی توبہ قبول کرلے گا، اوراگراس نے دوبارہ شراب پی اورنشہ کیا تو چالیس دن اُسکی نماز قبول نہیں ہوگی ، اگرمرجائے تو جہنم میں داخل ہوگا ، اوراگرتوبہ کرلے تو اللہ اُسکی توبہ قبول کرلے گا ، اوراگراس نے تیسری مرتبہ شراب پی اورنشہ کیا تو چالیس دن اُسکی نماز قبول نہیں ہوگی ، اگر مرجائے تو جہنم میں داخل ہوگا ، اوراگرتوبہ کرلے تو اللہ اُسکی توبہ قبول کرلے گا، اوراگروہ پھر پینے کی طرف لوٹ آئے تو اللہ کا حق ہے کہ اُسے قیامت کے دن ردغۂ خبال پلائے ،صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا : اے اللہ کے رسول ﷺ ! یہ ردغۂ خبال کیا ہے؟ نبی ﷺ نے فرمایا : کہ وہ جہنم والوں کا فاسد مادہ [ان کے جسموں سے بہنے والا خون وپیپ وغیرہ] ہے‘‘۔

اگرکبھی کبھی شراب پینے والوں کا یہ حال ہے تو اُن لوگوں کا کیا بدترین انجام ہوگا جو اس

[1] ابن ماجہ ۳۳۷۷،صحیح الجامع:۶۳۱۳۔

سے بھی زیادہ خطرناک اشیاء [چرس ، بھنگ ، افیون ، ہیروئن ، کوکین ، نشہ آور انجکشن ، نشہ آور ادویات] اور دوسری منشیات کا نشہ کرتے ہیں؟ انہیں اللہ تعالیٰ کیسی سخت ترین سزائیں دے گا یہ بات ہر عقلمند بآسانی سمجھ سکتا ہے۔ [1]

۳۷ کھانے پینے کیلئے سونے چاندی کے برتنوں کا استعمال کرنا :

آج کل گھریلو سامان والی دوکانیں سونے چاندی سے بنے یا سونے چاندی سے پالش کیئے ہوئے برتنوں سے خالی نہیں ، اسی طرح امیروں یا مالداروں کے گھروں اور بعض ہوٹلوں میں بھی ایسے برتن ہوتے ہیں ، بلکہ اس قسم کے برتن تو لوگ مختلف محفلوں میں ایک دوسرے کو قیمتی تحفہ کے طور پر بھی دیتے ہیں ، اور بعض لوگ اپنے گھروں میں تو ایسے برتن نہیں رکھتے لیکن دوسروں کے ہاں جا کر یا شادی بیاہ کی تقریبات میں ان برتنوں کا آزادانہ استعمال کرتے ہیں جبکہ اسلامی شریعت میں یہ حرام امور میں سے ہے ، اور نبی ﷺ سے ان برتنوں کو استعمال کرنے پر سخت وعید وسزا آئی ہے ، چنانچہ ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے ایک مرفوع حدیث میں مروی ارشادِ نبوی ﷺ ہے :

((اِنَّ الَّذِيْ يَأْكُلُ أَوْ يَشْرَبُ فِيْ آنِيَةٍ مِنَ الْفِضَّةِ أَوِ الذَّهَبِ اِنَّمَا يُجَرْجِرُ فِي بَطْنِهِ نَارَ جَهَنَّمَ)) [2]

”جو شخص سونے یا چاندی کے برتن میں کھاتا پیتا ہے بیشک وہ اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ بھرتا ہے“۔

اور یہ حکم برتنوں اور کھانا بنانے اور کھانے والی تمام چیزوں کو شامل ہے جیسا کہ ڈشیں ، پلیٹیں ، چمچے ، کانٹے ، چھریاں اور مہمانوں کیلئے کھانا پیش کرنے والے برتن اور شادیوں پر

[1] اس سلسلہ میں ہماری چار کتابیں شائع ہو چکی ہیں :
۱) شراب نوشی۔ ۲) تمباکو نوشی۔ ۳) شراب سے علاج ؟ ۴) اور سگریٹ چھوٹ گئی..... تَقَبَّلَهَا اللّٰهُ

[2] صحیح مسلم ۱۶۳۴/۳۔

مٹھائیاں پیش کرنے والے ڈبے وغیرہ ، اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم سونے کے یہ برتن استعمال تو نہیں کرتے شیشے کی الماریوں یا شوکیس میں سجانے کیلئے ڈیکوریشن پیس کے طور پر رکھتے ہیں، جبکہ حرام کا سد باب کرنے کیلئے یہ بھی جائز نہیں کیونکہ یہ کبھی استعمال کرنے کا ذریعہ بھی بن سکتا ہے۔ [۱]

(۳۸) جھوٹی گواہی دینا :

اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے :

﴿ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّوْرِ ٥ حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ ﴾ [سورة الحج: ۳۰،۳۱]

”بتوں کی پلیدی سے بچو اور جھوٹی بات سے اجتناب کرو۔۳۰۔ صرف ایک اللہ کے ہو کر اور اُس کیساتھ شریک نہ ٹھہرا کر“۔

حضرت عبدالرحمٰن ابن ابی بکرہ رضی اللہ عنہما اپنے والد سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم سب نبی ﷺ کے پاس بیٹھے تھے کہ آپ ﷺ نے تین مرتبہ ارشاد فرمایا :

((أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكَبَائِرِ [ثَلَاثاً]: اَلْإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَ عُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ وَجَلَسَ وَكَانَ مُتَّكِئاً فَقَالَ : أَلَا وَقَوْلَ الزُّوْرِ ، فَمَازَالَ يُكَرِّرُهَا حَتّٰى قُلْنَا : لَيْتَهُ سَكَتَ)) [۲]

”کیا میں آپ کو سب سے بڑے کبیرہ گناہ کے بارے میں نہ بتاؤں؟ [یہ بات آپ ﷺ نے تین مرتبہ دہرائی] : اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا اور ماں باپ کی نافرمانی کرنا، آنحضرت ﷺ ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے تھے، آپ ﷺ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور پھر فرمایا: خبردار! جھوٹی بات کہنا۔

[۱] اس مسئلہ میں شیخ عبدالعزیز ابن بازؒ سے میں نے بالمشافہ استفادہ کیا ہے۔
[۲] صحیح البخاري دیکھیئے الفتح ۲۶۱/۵۔

آپ ﷺ اس بات کو اتنی مرتبہ دہراتے رہے حتیٰ کہ ہم نے کہا: کاش آپ ﷺ خاموش ہوجائیں''۔

جھوٹی گواہی پر بار بار تنبیہ اس لئے کی گئی ہے کیونکہ لوگوں نے اسے معمولی سمجھا ہوا ہے اور اسے اس لیئے اتنا دہرایا گیا ہے کیونکہ اس سے دشمنی اور حسد بڑھتا ہے اور بہت بُرے نقصان ہوتے اور بڑی خرابیاں وجود میں آتی ہیں اور اسی جھوٹی گواہی کی وجہ سے لوگوں کے بہت سے حقوق ضائع ہوتے ہیں، اور اسی کی وجہ سے بے گناہوں پر ظلم ہوتے ہیں، جو لوگ جس چیز کے مستحق نہیں وہ اُن کو مل جاتی ہے، یا جھوٹی گواہی سے انہیں کوئی دوسرا نسب نامہ دے دیا جاتا ہے جو اصلاً انکا نہیں ہوتا، اسی لیئے نبی ﷺ نے اس جملے کو بار بار دہرایا تھا۔

اس سلسلہ میں تساہل برتنے کی ایک صورت یہ ہے کہ آج کل لوگ کچہریوں میں یوں کرتے ہیں کہ کسی آدمی سے مل کر کہتے ہیں کہ تم میرے لیئے گواہی دو اور میں تمہارے لیئے گواہی دونگا، تو اُسے جس بات کیلیئے گواہی چاہیئے وہ کسی حقیقت یا حالات کے بارے میں کچھ نہ جانتے ہوئے بھی گواہی دے دیتا ہے، جیسا کہ کسی زمین کی ملکیت کی گواہی ہو، یا گھر کی، یا کسی تنازعہ میں تزکیہ وبے گناہی کی ہو، جبکہ وہ اُس سے کچہری کے دروازے یا دہلیز پر ہی ملا تھا اس سے قبل وہ ایک دوسرے کو جانتے بھی نہ تھے، یہ گواہی سراسر جھوٹ ہے گواہی تو اسطرح ہونی چاہیئے جیسے قرآن میں آیا ہے :

﴿وَمَا شَهِدْنَا إِلَّا بِمَا عَلِمْنَا﴾ [سورۃ یوسف:۸۱]

''اور ہم نے وہی گواہی دی تھی جو ہم جانتے تھے''۔

۳۹ گانے بجانے کے آلات اور میوزک سُننا :

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِىْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾ (سورہ لقمان:٦)

''اور لوگوں میں کوئی ایسا ہے جو لغو باتیں خرید تا ہے تا کہ (لوگوں کو) بے سمجھے اللہ کے راستے سے گمراہ کرے''۔ [1]

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اس بات کی قسم کھایا کرتے تھے کہ اللہ کے اس قول سے مراد گانے گانا اور سننا ہے۔ [2]

حضرت ابی عامر اور ابی مالک الاشعری رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

((لَيَكُونَنَّ مِنْ أُمَّتِي أَقْوَامٌ يَسْتَحِلُّونَ الْحِرَ وَ الْحَرِيْرَ وَ الْخَمْرَ وَ الْمَعَازِفَ)) [3]

''میری امّت میں سے کچھ لوگ ایسے ہونگے جو کہ زنا، ریشم، شراب اور گانے بجانے کے آلات کو جائز کرلیں گے''۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ایک مرفوع حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے :

((لَيَكُونَنَّ فِي هَذِهِ الْأُمَّةِ خَسْفٌ وَ قَذْفٌ وَ مَسْخٌ وَ ذٰلِكَ اِذَا شَرِبُوا الْخُمُوْرَ وَ اتَّخَذُوا الْقِيْنَاتِ وَ ضَرَبُوْا بِالْمَعَازِفِ))۔ [4]

[1] بیہودہ ولغو باتیں اور حکایتیں خریدنے سے مراد یہ ہے کہ وہ آلاتِ طرب وموسیقی خرید کر اپنے گھر لاتے اور پھر ان سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ ''لہوالحدیث'' سے مراد نہ صرف گانا بجانا اور آلاتِ موسیقی ہیں بلکہ ہر وہ چیز جو انسان کو کارِ خیر سے غافل کردے مثلاً قصے کہانیاں، ناول، ڈرامے، سنسنی خیز افسانے، جنسی ہیجان پیدا کرنے والے اخبارات ووسائل، فحاشی وبے حیائی کا پرچار کرنے والا لٹریچر، ریڈیو، ٹی وی، وی سی آر اور ویڈیو فلمیں وغیرہ سب ''لہوالحدیث'' میں داخل ہیں اور عہدِ جاہلیت میں کنیزوں کو گانے بجانے کیلئے استعمال کیا جاتا تھا لہٰذا آج کے دور کے فلمی ستارے [STARS] فن کار [ARTiSTS] اور ثقافت [CULTURE] کے سفیر جیسے خوشنما ناموں والے سنگرز اور بھانڈ مراثی بھی اسی ٹولے میں شمار ہوتے ہیں۔ (للتفصیل أحسن البیان وغیرہ کتبِ تفسیر)

[2] تفسیر ابن کثیر ۶/۳۳۳۔ [3] البخاري مع الفتح ۱۰/۵۱ حدیث: ۵۵۹۰۔

[4] دیکھیئے السلسلة الصحیحة ۲۲۰۳، اسکے علاوہ علامہ البانی نے اسے ابن ابی الدنیا کی کتاب ذم الملاہی کی طرف بھی منسوب کیا ہے، یہ حدیث سنن الترمذي : ۲۲۱۲ میں بھی ہے۔

"میری اُمت پر زمین میں دھنسانا، شکل وصورت [مسخ کرنا] بدلنا اور آسمان سے پتھر برسنا جیسے عذاب آئیں گے اور یہ تب ہوگا جب وہ لوگ شراب پئیں گے اور گانے والی کنیزیں رکھیں گے اور گانے بجانے کے آلات [موسیقی] بجائیں گے"۔

نبی ﷺ نے کوبہ سے منع کیا ہے اور وہ ڈھول ہے اور بین و بانسری کی آواز کو احمق [فاجر] کی آواز کہا ہے، اور سابقہ علماء سلف جیسا کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ وغیرہ ہیں اُنہوں نے گانے بجانے اور موسیقی کے آلات سارنگی، طنبور [LUTEMANDOLIN]، بانسری، باجہ اور جھانجھ وغیرہ کو بجانا حرام قرار دیا ہے جبکہ بیشک گانے بجانے کے نئے آلات بھی نبی ﷺ کی اس حدیث میں شامل ہیں جس میں انہیں بجانا منع آیا ہے، جیسا کہ سارنگی، تاروں والا باجہ [ZITHER] اورگ، پیانو [PIANO]، اور گیٹار [GUITAR] وغیرہ، بلکہ یہ نئے آلات مدہوش و مست کرنے میں پرانے اُن آلات سے بھی زیادہ اثر رکھتے ہیں کہ جنکی حرمت کا ذکر بعض احادیث میں وارد ہوا ہے، اور میوزک کا نشہ شراب کے نشے سے بہت بڑھ کر ہے، جیسا کہ اہلِ علم میں سے علامہ ابن قیمؒ وغیرہ نے یہ بات ذکر کی ہے، اور یہ گناہ اس وقت مزید بڑھ جاتا ہے جب گانے کے بول عشق و پیار اور محبت والفت پر مشتمل ہوں اور جب حُسن کی تعریف میں ہوں۔ اور گانے والی فنکارہ عورتوں کی آوازیں انسانوں کو مدہوش کر رہی ہوں تو مصیبت وحرمت اور بڑھ جاتی ہے، اسی لئے علماء نے کہا ہے کہ گانا زنا کی طرف پہنچانے والا ایلچی ہے، اور یہ دل میں نفاق پیدا کرتا ہے، اور آج گانا اور میوزک ہمارے زمانے کا علی الاطلاق سب سے بڑا فتنہ ہے، اور ہمارے زمانے میں یہ بلا بہت زیادہ بڑھ گئی ہے کہ میوزک کا استعمال بہت سی چیزوں میں ہونے لگا ہے جیسا کہ گھڑیاں، گھنٹیاں، بچوں کے کھلونے، کمپیوٹر اور بعض ٹیلیفون سیٹ ہیں، لہٰذا اس میوزک سے بچنے کیلئے بڑا حوصلہ وہمت چاہیئے اور اللہ ہی مددگار ہے۔ [1]

[1] "سماع وقوالی اور گانا وموسیقی" کے عنوان سے ہماری مفصل کتاب شائع ہو چکی ہے۔ وَ الْحَمْدُ لِلّٰہ (قمر)

۴۰ کسی کی غیر موجودگی میں اُسکی بُرائی [غیبت] کرنا :

مسلمانوں کی بُرائی وغیبت کرنا اور انکی عزت پر زبان درازی کرنا بہت سی مجلسوں کی زینت اور خوش طبعی کا ذریعہ بن چکی ہے، حالانکہ اس بات سے اللہ تعالیٰ نے منع اور اپنے بندوں کو اس سے دور کیا ہے اور اسے بہت بھیانک و ناپسندیدہ صورت سے تشبیہہ دی ہے جس سے کہ لوگ نفرت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے :

﴿ وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضاً أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَّأْكُلَ لَحْمَ أَخِيْهِ مَيْتاً فَكَرِهْتُمُوْهُ ﴾ [سورة الحجرات:۱۲]

''اور کوئی کسی کی غیبت نہ کرے۔ کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرے گا کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے اس سے تو تم ضرور نفرت کرو گے (تو غیبت بھی نہ کرو)''۔

اور نبی ﷺ نے غیبت کا معنیٰ اپنے اس ارشاد میں بیان کیا ہے :

((أَتَدْرُوْنَ مَا الْغِيْبَةُ ؟ قَالُوْا : اَللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ أَعْلَمُ . قَالَ ذِكْرُكَ أَخَاكَ بِمَا يَكْرَهُ . قِيْلَ : أَفَرَأَيْتَ اِنْ كَانَ فِيْ أَخِيْ مَا أَقُوْلُ ؟ قَالَ: اِنْ كَانَ فِيْهِ مَاتَقُوْلُ فَقَدِ اغْتَبْتَهُ وَ اِنْ لَّمْ يَكُنْ فِيْهِ فَقَدْ بَهَتَّهُ)) [۱]

''کیا آپ جانتے ہیں کہ غیبت کیا ہے؟ کہا گیا: اللہ اور اس کے رسول ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: تمہارا بھائی جس بات سے نفرت کرے اسکا اسکی عدم موجودگی میں ذکر کرنا غیبت ہے، صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کسی نے کہا: میں نے اپنے بھائی کے بارے میں جو کہا ہے اگر اس میں وہ بات موجود ہو؟ فرمایا: اگر وہ بات اس میں پائی گئی ہے تو تم نے اسکی غیبت کی ہے اور اگر اس میں نہ پائی جائے تو تم نے اس پر

[۱] صحیح مسلم ۲۰۰۱/۴۔

بہتان لگایا ہے ’’۔

غیبت کسی مسلمان کی عدم موجودگی میں یا پیٹھ پیچھے اسکی بدگوئی کرنا ہے، چاہے وہ عیب و نقص کسی کے جسم میں ہو یا دین یا دنیا میں یا چاہے اسکی شخصیت، اخلاق یا خِلقت میں ہو، اور اسکی بہت سی صورتیں ہیں، جن میں سے ہی کسی کے عیب لوگوں کے سامنے ذکر کرنا یا کسی کی کسی حرکت پر تنقید کرنا اور اس پر اس کا مذاق اڑانے کے ارادے سے اسکی نقلیں اتارنا وغیرہ بھی ہے۔

لوگوں نے غیبت کو آسان بات سمجھا ہوا ہے حالانکہ یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت ہی قبیح و بری ہے چنانچہ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے :

((اَلرِّبَا اِثْنَانِ وَ سَبْعُوْنَ بَاباً اَدْنَاهَا مِثْلَ اِتْيَانِ الرَّجُلِ اُمَّهٗ ، وَ اِنَّ أَرْبٰى الرِّبَا اِسْتَطَالَةُ الرَّجُلِ فِيْ عِرْضِ أَخِيْهِ)) [1]

’’ سود کے بہتر [۷۲] دروازے [درجے] ہیں جن میں سے سب سے کم درجے کا سود اپنی ماں کے ساتھ زنا کرنے کے برابر ہے اور سب سے بڑا سود اپنے کسی مسلمان بھائی کی عزت پر ہاتھ ڈالنا ہے ’’۔ [2]

اگر کوئی شخص کسی ایسی مجلس میں موجود ہو جہاں کسی کی غیبت کی جا رہی ہو تو اسے چاہیئے کہ اس منکر کو روکے اور غیبت کیئے جانے والے بھائی کا دفاع کرے، اور یہ اس پر واجب ہے۔ نبی ﷺ نے اپنے اس ارشاد میں اسی بات کی ترغیب دلائی ہے :

((مَنْ رَدَّ عَنْ عِرْضِ أَخِيْهِ رَدَّ اللّٰهُ عَنْ وَجْهِهِ النَّارَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) [3]

---

[1] السلسلة الصحيحة ۱۸۷۱۔

[2] سود کا تعلق مال و دولت سے اور عزت کا تعلق نفسِ انسانی سے ہے اور انسان کو اپنی عزت اپنے مال و دولت سے بھی زیادہ پیاری ہوتی ہے، آدمی مالی نقصان کو برداشت کر سکتا ہے مگر کوئی اسکی پگڑی اچھالتا پھرے یہ اسے گوارا نہیں ہوتا، اس لیئے کسی مسلمان کی عزت و آبرو پر دست درازی کرنے کو سود کی سب سے بڑی قسم قرار دیا ہے۔

[3] احمد ۶/۴۵۰، صحیح الجامع ۶۲۳۸۔

''جس شخص نے اپنے کسی بھائی کی عزت کا دفاع کیا تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسکے چہرے سے جہنم کی آگ دور ہٹائے گا''۔

۴۱ کسی کی موجودگی میں اُسکی برائی [چغلی] کرنا :

لوگ ایک دوسرے کی باتیں ادھر سے ادھر نقل کرتے ہیں تا کہ ان میں فساد پھیلائیں اور یہ چغل خوری لوگوں میں رشتے ناطے توڑنے اوران میں بغض و دشمنی اور حقد و عداوت کی آگ بھڑکانے کا سب سے بڑا سبب ہے، اور اللہ تعالیٰ نے اس کام کے مرتکب کو بہت برا قرار دیا اور فرمایا ہے :

﴿وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِينٍo هَمَّازٍ مَّشَّآءٍ بِنَمِيمٍ﴾[القلم:۱۰،۱۱]

''اور کسی ایسے شخص کے کہے میں نہ آجانا جو بہت قسمیں کھانے والا ذلیل اوقات ہے۔ طعن آمیز اشارتیں کرنے والا چغلیاں لیئے پھرنے والا ہے''۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک مرفوع حدیث میں ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :

((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ)) [۱]

''چغل خور جنت میں داخل نہیں ہوگا''۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ نبیؐ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ کے کسی باغ میں سے گزرے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو آدمیوں کی آوازیں سنیں جنہیں قبر میں عذاب ہورہا تھا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

((يُعَذَّبَانِ ، وَ مَا يُعَذَّبَانِ فِيْ كَبِيْرٍ ، ثُمَّ قَالَ : بَلٰى [وَفِيْ رِوَايَةٍ : وَإِنَّهُ لَكَبِيْرٌ] كَانَ أَحَدُهُمَا لَا يَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِهِ وَكَانَ الْآخَرُ يَمْشِيْ

[۱] صحیح البخاري دیکھیئے فتح الباري ۱۰/۴۷۲۔ النهاية في غريب الحديث ابن الأثير ۴/۱۱ میں لکھا ہے: ''کہا گیا ہے کہ قتات اسے کہتے ہیں جو دوسرے لوگوں کی باتیں چوری چھپے سنے پھر انکی غیر موجودگی میں دوسروں کے سامنے برائی بیان کرے''۔

بِالنَّمِيْمَةِ...)) [1]

"انہیں عذاب دیا جارہا ہے ، اور انہیں کسی کبیرہ گناہ کی سزا نہیں دی جارہی، پھر فرمایا : بلکہ کسی کبیرہ گناہ کی ہی سزا ہے [اور ایک روایت میں ہے: بلکہ یہ کبیرہ گناہ کی ہی سزا ہے [2] ان میں سے ایک تو پیشاب کرتے وقت چھینٹوں سے پرہیز نہیں کیا کرتا تھا اور دوسرا چلتا پھرتا لوگوں کی برائی [چغلی] کیا کرتا تھا"۔

یعنی لوگوں کو باہم لڑانے کیلئے اِدھر کی باتیں اُدھر اور اُدھر کی باتیں اِدھر پہنچایا کرتا تھا۔

اوراس چغلی کی بری صورتوں میں سے ہی ایک یہ ہے کہ شوہر کو بیوی کے خلاف اور بیوی کو شوہر کے خلاف اکسائے بھڑکائے، اور یہ اس لیئے تاکہ ان دونوں کے باہمی رشتے کو خراب کرے، اسی طرح بعض ملازمین ایک دوسرے کی باتیں مدیر یا مینجر تک پہنچاتے ہیں تاکہ انکی دشمنی کریں اور انہیں نقصان پہنچائیں، یہ سب کام حرام ہیں۔

۴۲ بلا اجازت لوگوں کے گھروں میں جھانکنا :

اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:

﴿ يَـٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتاً غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَأْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰى أَهْلِهَا ﴾ [سورۃ النور:۲۷]

[1] صحيح البخاري دیکھیئے فتح الباري ۱/۳۱۷۔

[2] اس عبارت کے بظاہر تعارض کو رفع کرتے ہوئے حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباري [۱/۴۲۲] میں لکھا ہے :

① نبی ﷺ نے پہلے یہ سمجھا کہ یہ کبیرہ گناہ نہیں ہیں لیکن پھر فوراً وحی آجانے سے انہیں کبیرہ گناہ قرار دے دیا۔

② یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہاں کبیرہ یا بڑا اس عذاب کو کہا جارہا ہے جو اس گناہ پر انہیں دیا جارہا تھا۔

③ یہ گناہ شرک وقتل وغیرہ کی طرح اکبر الکبائر تو نہیں تاہم یہ گناہ بھی کبیرہ ہی ہیں۔

④ بظاہر تو یہ کوئی کبیرہ گناہ نہیں لگتے لیکن درحقیقت یہ کبیرہ ہی ہیں۔

⑤ ان قبروں والوں کے نزدیک تو یہ گناہ کبیرہ نہیں تھے لیکن اللہ کے یہاں یہ کبیرہ ہیں۔ =

// محرمات (حرام اشیاء وامور) //

"مومنو! اپنے گھروں کے سوا دوسرے (لوگوں کے) گھروں میں گھر والوں سے اجازت لیئے اور ان کو سلام کیئے بغیر داخل نہ ہوا کرو"۔

اور گھر والوں سے اجازت لینے کی وجہ بتاتے ہوئے نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا کہ بلا اجازت گھر میں جانے سے کہیں گھر والوں کی قابلِ ستر چیزوں پر تمہاری نگاہ نہ پڑ جائے چنانچہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

((اِنَّمَا جُعِلَ الْاِسْتِئْذَانُ مِنْ أَجْلِ الْبَصَرِ)) [1]

"طلبِ اجازت اس لیئے بنائی گئی ہے تاکہ لوگوں کی نظروں سے بچ کے رہو"۔

اور آج کل گھروں کے باہم قریب ہونے کی وجہ سے بلکہ عمارتیں باہم جڑی ہوئی ہوتی ہیں اور کھڑکیاں دروازے بھی قریب قریب ہونے کی وجہ سے پڑوسیوں کا ایک دوسرے کے گھروں میں جھانکنے کا احتمال وامکان زیادہ ہوگیا ہے، اور بہت سے لوگ پردہ ہٹنے پر نظریں نیچی نہیں کرتے، بلکہ بعض لوگ جو اوپر رہتے ہیں وہ جان بوجھ کر اپنی چھتوں اور کھڑکیوں سے نیچے والے گھروں میں جھانکتے ہیں، یہ خیانت اور پڑوسیوں کی حرمت کی حد کو پار کرنا اور حرام کاری وزنا کی طرف لے جانے والا راستہ وذریعہ ہے، اور اسی کی وجہ سے بہت سی بلائیں اور فتنہ وفسادات رونما ہوئے، اور اس بات کے خطرناک ہونے کیلیئے یہ ثبوت ہی کافی ہے کہ شریعت نے ایسے شخص کی آنکھ ضائع کرنے کو کہا ہے کہ اگر گھر والے نے اسکی آنکھ پھوڑ دی تو گھر والے پر اسکی کوئی دیت وقصاص نہیں بلکہ وہ رائیگاں جائے گی چنانچہ نبی ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

=⑥ یہ گناہ تو کبیرہ ہی ہیں لیکن ان سے بچنا کوئی بڑا دشوار کام نہ تھا۔

⑦ یہ گناہ تو اتنے بڑے نہ تھے مگر ان پر مسلسل اصرار وتکرار نے انہیں بڑا بنا دیا جیسا کہ کہا جاتا ہے:

(لَا صَغِيْرَةَ مَعَ الْاِصْرَارِ وَ لَا كَبِيْرَةَ مَعَ الْاِسْتِغْفَارِ) (للتفصیل: فتح الباری ۱/۴۲۲)

"مسلسل اصرار وتکرار سے صغیرہ گناہ بھی کبیرہ بن جاتا ہے اور توبہ واستغفار سے کبیرہ گناہ بھی مٹ جاتا ہے"۔

[1] صحیح البخاری دیکھیئے فتح الباری ۱۱/۲۴۔

((مَنْ اِطَّلَعَ فِیْ بَیْتِ قَوْمٍ بِغَیْرِ اِذْنِهِمْ فَقَدْ حَلَّ لَهُمْ أَنْ یَّفْقَؤُوْا عَیْنَهٗ)) [۱]

''جس شخص نے بغیر اجازت کے دوسرے لوگوں کے گھروں میں جھانکا تو انکے لئے حلال ہے کہ وہ اُسکی آنکھ پھوڑ دیں''۔

اور ایک روایت میں ہے :

((فَفَقَؤُوْا عَیْنَهٗ فَلَا دِیَّةَ لَهٗ وَلَا قِصَاصَ)) [۲]

''اگر گھر والوں نے اُسکی آنکھ ضائع کردی تو نہ اُسکی دیت وخون بہا، [Blood money] ہوگی اور نہ ہی قصاص [آنکھ کا بدلہ آنکھ] ہے''۔

(۴۳) کسی مجلس میں بیٹھ کر دو آدمیوں کا آپس میں سرگوشی کرنا :

یہ ایسی آفت ہے جو کہ مجلسوں میں عام پھیلی ہوئی ہے اور یہ شیطان کی چال ہے تاکہ مسلمانوں میں تفرقہ ڈال سکے اور انکے دلوں میں ایک دوسرے کیلئے نفرت پیدا کرے، نبی ﷺ نے سرگوشی کا حکم اور اس بیماری کا سبب بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے :

((اِذَا کُنْتُمْ ثَلَاثَةٌ فَلَا یَتَنَاجٰی رَجُلَانِ دُوْنَ الْآخَرِ حَتّٰی تَخْتَلِطُوْا بِالنَّاسِ أَجْلِ [۳] اَنَّ ذٰلِکَ یُحْزِنُهٗ)) [۴]

''اگر مجلس میں آپ تین شخص بیٹھے ہوں تو دو آدمی آپس میں تیسرے کے علاوہ باتیں نہ کریں جب تک کہ دوسرے لوگوں سے مل نہ جائیں کیونکہ اس سرگوشی سے اُسے دکھ پہنچتا اور پریشانی ہوتی ہے''۔

تین آدمی اگر چوتھے کو چھوڑ کر چار آدمی اگر پانچویں کو چھوڑ کر بات کریں تو یہ بھی اسی میں داخل ہے، اسی طرح دو آدمی آپس میں اُس زبان میں بات کریں جو تیسرا نہ سمجھ سکے تو یہ بھی

---

[۱] صحیح مسلم ۱۶۹۹/۳۔ [۲] امام احمد ۳۸۵/۲، صحیح الجامع: ۶۰۲۲۔

[۳] بعض روایات میں [مِنْ أَجْلِ] کے الفاظ بھی وارد ہوئے ہیں۔

[۴] صحیح البخاري حدیث: ۶۲۹۰ دیکھیئے فتح الباري ۸۳/۱۱۔

حرام سرگوشی میں شامل ہے، اور بیشک اس طرح کی بات چیت میں تیسرے کیلئے حقارت ظاہر ہوتی ہے یا اُسے اس بات کا وہم ڈالا جاتا ہے کہ وہ اُسکا بُرا سوچ رہے ہیں تبھی تو انہوں نے اسے شریکِ گفتگو نہیں کیا۔ ﴿۱﴾

﴿۴۴﴾ کپڑا ٹخنوں سے نیچے تک لٹکانا :

اسے لوگ آسان سمجھتے ہیں حالانکہ اللہ کے نزدیک یہ بہت بڑا گناہ ہے کہ کپڑے کو ٹخنوں سے نیچے تک لٹکایا جائے، اور وہ اس طرح ہے کہ اسے ایڑیوں کے نیچے تک لمبا کر دیا جائے اور بعض لوگوں کا لباس تو زمین کو چھو رہا ہوتا ہے، اور بعض لوگ اپنے کپڑوں کو اپنے پیچھے زمین پر گھسیٹتے چلے آتے ہیں۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے ایک مرفوع حدیث میں ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :

((ثَلاثَةٌ لا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ : اَلْمُسْبِلُ [وَفِيْ رِوَايَةٍ : اِزَارَهُ] وَ الْمَنَّانُ [وَفِيْ رِوَايَةٍ : اَلَّذِيْ لا يُعْطِيْ شَيْئاً اِلَّا مَنَّهُ] وَ الْمُنْفِقُ سِلْعَتَهُ بِالْحَلَفِ الْكَاذِبِ)) ﴿۲﴾

”تین ایسے اشخاص ہیں جن سے اللہ قیامت کے دن بات نہیں کریگا اور نہ اُنکی طرف نظرِ رحمت سے دیکھے گا اور نہ ہی انہیں گناہوں سے پاک کرے گا اور اُنکے لیئے دردناک عذاب ہے :

① کپڑے [پتلون و پاجامہ وغیرہ کو] گھٹنوں سے نیچے تک لمبا کرنے والا [اور ایک روات میں ہے: تہہ بند دھوتی کا کپڑا لمبا کرنے والا]

② منّان [احسان جتانے والا] [اور ایک روایت میں ہے: وہ شخص جو

﴿۱﴾ اکیلے چھوڑ دیئے جانے والے شخص کے دل میں یہ بدگمانی آسکتی ہے کہ یہ سرگوشی میرے خلاف ہو رہی ہے یا پھر یہ کہ انہوں نے مجھے حقیر سمجھتے ہوئے شریکِ گفتگو نہیں کیا، اسی لیئے پیشگی احتیاط کے طور پر اسلام نے تیسرے کی موجودگی میں دو کی سرگوشی کو حرام قرار دیا ہے۔ (ابوعدنان)

﴿۲﴾ صحیح مسلم ۱/۱۰۲۔

دوسروں کو احسان جتائے بغیر کوئی چیز نہ دے]

③وہ شخص جو اپنے مال وسامان کو جھوٹی قسموں سے بیچنے والا ہے''۔

جو شخص یہ کہتا ہے کہ میرا کپڑے کو لٹکانا تکبر سے نہیں ہوتا، وہ اپنے آپ کی پاکدامنی پیش کرتا ہے جو کہ غیر مقبول ہے، اور کپڑا لٹکانا چاہے تکبر کی نیت سے ہو یا اس نیت نہ ہوا سکے لئے نبی ﷺ کی طرف سے عذاب کی خبر آئی ہے، جسکا ثبوت نبی ﷺ کا یہ ارشاد ہے :

((مَا تَحْتَ الْكَعْبَيْنِ مِنَ الْإِزَارِ فَفِي النَّارِ)) [۱]

''تہبند کا وہ حصہ جو ایڑی کے نیچے ہے وہ جہنم کی آگ میں ہوگا ''۔

(یعنی ٹخنوں سے نیچے تک کپڑا لٹکانے والے کے پاؤں جہنم کی آگ میں جلائے جائیں گے)۔اور اگر وہ شخص غرور سے دھوتی لمبی کرے تو اسکی سزا بہت ہی سخت وشدید ہوگی اور اسکا ذکر نبی ﷺ کے اس ارشاد میں ہے :

((مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ خُيَلَاءَ لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ اِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) [۲]

''جس شخص نے غرور سے دھوتی کا کپڑا پیچھے گھسیٹا تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسکی طرف نہیں دیکھے گا ''۔

یہ اسلیئے کہ اُس نے دو حرام کاموں کو جمع کیا، ایک تکبر اور دوسرا کپڑے کو ٹخنوں سے نیچے تک لٹکانا اور یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ ہر قسم کا لباس لمبا کرنا حرام ہے جسکی دلیل حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی نبی ﷺ کی وہ مرفوع حدیث ہے جس میں ارشادِ نبوی ﷺ ہے :

((اَلْإِسْبَالُ فِي الْإِزَارِ وَ الْقَمِيْصِ وَ الْعَمَامَةِ ، مَنْ جَرَّ مِنْهَا شَيْئاً خُيَلَاءَ لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ اِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) [۳]

---

[۱] مسند امام أحمد ۲۵۴/۶، صحیح الجامع :۵۵۷۱۔

[۲] صحیح البخاری نمبر ۳۴۶۵ بتحقیق ڈاکٹر البغا ۔

[۳] سنن ابو داود ۳۵۳/۴،صحیح الجامع:۲۷۷۰۔

”تہبند یا دھوتی اور قمیص یا پگڑی کو زائد لٹکانا ناجائز ہے، جو شخص ان میں سے کسی کو بھی غرور سے گھسیٹے گا تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسکی طرف دیکھے گا بھی نہیں“۔

البتہ عورت کو یہ اجازت ضرور دی گئی ہے کہ وہ احتیاطاً زیادہ سے زیادہ ایک بالشت یا ایک ذراع [ہاتھ] لباس لمبا کرسکتی ہے تاکہ وہ اپنے پاؤں کو ڈھانپے رکھے تاکہ ہوا سے اسکے جسم کا کوئی حصہ ننگا نہ ہو، مگر اس حد کو پار کرنا اسکے لیئے بھی جائز نہیں جیسا کہ آجکل [عرب] دلہنوں کے کپڑوں میں ہوتا ہے جو کہ کئی بالشتیں بلکہ کئی میٹر تک زمین پر گھسٹ رہے ہوتے ہیں اور کئی لوگوں کی مدد لے کر انہیں پیچھے سے اٹھایا جاتا ہے تاکہ دلہن آسانی سے چل سکے۔

۴۵ مردوں کا کسی بھی صورت میں سونا پہننا :

حضرت ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ایک مرفوع حدیث میں ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

((أُحِلَّ لِإِنَاثِ أُمَّتِي اَلْحَرِيْرَ وَ الذَّهَبَ وَحُرِّمَ عَلٰى ذُكُوْرِهَا)) [1]

”میری امت کی عورتوں پر ریشم اور سونا حلال ہے اور مردوں پر حرام ہے“۔

آجکل بازاروں مارکیٹوں میں مختلف کیرٹ کے سونے کی تیار کردہ چیزیں موجود ہیں جو کہ مردوں کیلیئے بنائی گئی ہیں جیسا کہ گھڑیاں، چشمے، بٹن، پین، چابی کی رِنگ یا کی۔چین جسے میڈل بھی کہتے ہیں، یا وہ چیزیں جو مکمل طور پر سونے کے پانی سے پالش کی گئی ہوں، اور یہ بھی منکرات میں سے ہی ہے جو بعض مقابلوں میں جیتنے والوں کیلیئے انعامات کا اعلان کرتے ہیں اور سونے کی مردانہ گھڑی دیتے ہیں۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی آدمی کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی تو اسے اتار پھینکا اور فرمایا :

((يَعْمِدُ أَحَدُكُمْ اِلٰى جَمْرَةٍ مِّنْ نَّارٍ فَيَجْعَلُهَا فِيْ يَدِهِ ؟!))

”تم میں سے کوئی جان بوجھ کر آگ کا انگارہ اپنے ہاتھ میں پہنتا ہے؟!“۔

[1] مسند أحمد ۴/۳۹۳۔صحیح الجامع:۲۰۷۔

جب نبی ﷺ چلے گئے تو اس آدمی سے کہا گیا: تم اپنی انگوٹھی لے لو اور اس سے فائدہ اٹھاؤ، تو اُس نے کہا :

((لَا وَاللّٰهِ لَا آخُذُهُ أَبَداً وَقَدْ طَرَحَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ)) [۱]

''اللہ کی قسم! میں اسے ہرگز نہیں لونگا جسے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے پھینکا ہو''۔

۴۶ عورتوں کا چھوٹے، باریک اور تنگ کپڑے پہننا :

موجودہ زمانے میں ہمارے دشمنوں نے ہم پر ایک یلغار یہ بھی کی ہے کہ انہوں نے نئے نئے ڈیزائنوں اور فیشنوں کے لباس بنائے ہیں جو مسلمانوں میں رائج ہو گئے ہیں، اور وہ چھوٹے یا باریک وتنگ ہونے کی وجہ سے واجب ستر کو بھی نہیں چھپاتے، اور ان میں بہت سے لباس ایسے ہیں کہ جنہیں عورتوں یا محرموں میں بھی پہننا جائز نہیں۔ نبی ﷺ نے اس قسم کے کپڑے آخری زمانے کی عورتوں میں مروج ہونے کی پیشگوئی کی تھی، جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث میں وارد ارشادِ نبوی ﷺ ہے :

((صِنْفَانِ مِنْ أَهْلِ النَّارِ لَمْ أَرَهُمَا : قَوْمٌ مَعَهُمْ سِيَاطٌ كَأَذْنَابِ الْبَقَرِ يَضْرِبُوْنَ بِهَا النَّاسَ ، وَ نِسَآءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ مُمِيْلَاتٌ مَائِلَاتٌ رُؤُوْسُهُنَّ كَأَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْمَائِلَةِ ، لَا يَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يَجِدْنَ رِيْحَهَا وَإِنَّ رِيْحَهَا لَيُوْجَدُ مِنْ مَسِيْرَةِ كَذَا وَ كَذَا)) [۲]

''اہلِ جہنم کی دو قسمیں ایسی ہیں جو میں نے نہیں دیکھیں: ایک وہ قوم جنکے پاس کوڑے ہونگے جو گائے کی دموں جیسے ہونگے جن سے وہ لوگوں کو مارینگے [۳] اور دوسری قسم بظاہر کپڑوں میں ملبوس مگر حقیقتاً ننگی عورتیں جو

[۱] صحیح مسلم ۱۶۵۵/۳۔

[۲] صحیح مسلم ۱۶۸۰/۳، بُخت: یہ لمبی گردنوں اونچی کوہانوں اور بھاری جسموں والے اونٹ ہیں۔

[۳] ان سے جابر حکمرانوں کے چیلے چانٹے مراد ہیں جو کہ چلتے پھرتے غریب لوگوں کو بلا وجہ ماریں گے۔ نبی ﷺ کی یہ پیش گوئی پوری ہو چکی ہے اور ایسے لوگ آجکل ہر جگہ پائے جاتے ہیں۔

سیدھی راہ سے بھکنے والی اور دوسروں کو بہکانے والی ہونگی، جنکے سر بختی اونٹوں کی کوہانوں کی طرح ہونگے ﴿۱﴾ وہ جنت میں داخل نہ ہونگی اور نہ ہی اسکی خوشبو پائینگی حالانکہ اسکی خوشبو تو بہت دور تک پائی جاتی ہے"۔

اس ممانعت میں وہ لباس بھی شامل ہیں جو عورتیں پہنتی ہیں جنکے نیچے سے دائیں بائیں لمبا چاک بنا ہو یا مختلف جگہوں پر کٹ ہوں، جب وہ بیٹھتی ہے تو اسکا ستر نظر آتا ہے اسمیں ایک تو کافروں کی مشابہت ہے دوسرے انکے بنائے ہوئے کپڑوں کے ڈیزائن اور بے پردگی میں انکی پیروی وتابعداری ہے، اللہ تعالیٰ سے سلامتی کی دعاء ہے، اسی طرح کی خطرناک باتوں میں سے ہی یہ بھی ہے جو کپڑوں پر فحش تصویریں بنی ہوتی ہیں، جیسا کہ سِنگروں کی تصویریں، میوزک ٹیم، شراب کی بوتلیں، صلیب اور شرعی طور پر حرام یعنی جان داروں کی تصویریں، یا کلبوں اور خبیث انجمنوں کے بیجز، یا ایسے جملے کپڑوں پر پرنٹ ہوتے ہیں جن سے عزت وعفت پر آنچ آئے، جو کہ زیادہ تر اجنبی زبانوں میں لکھے ہوتے ہیں۔ ﴿۲﴾

۴۷ مردوں یا عورتوں کا کسی انسان وغیرہ کے مصنوعی بال جوڑنا [وِگ لگانا] :

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما فرماتی ہیں کہ ایک عورت نبی ﷺ کے پاس آئی اور اس نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! میری ایک بیٹی ہے جسکی شادی ہونے والی ہے ایک

﴿۱﴾ اس حدیث کے کئی معانی ومفاہیم بیان کئے گئے ہیں مثلاً: ① بظاہر لباس تو ہوگا مگر اتنا باریک کہ اس سے جسم کا رنگ نظر آئے گا یا وہ اس میں ننگی نظر آئے گی۔ ② اسی طرح وہ لباس اتنا تنگ وچست ہوگا کہ جسم پر فِٹ ہونے کی وجہ سے جسم کے پتلے یا موٹے ہونے اور نشیب وفراز کی چغلی کھائے گا۔ ③ جسم کے کچھ حصے پر لباس ہوگا اور کچھ حصہ ننگا رکھیں گی۔ موجودہ فیشن ایبل ڈیزائین اسکا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ ④ وہ ظاہری لباس [کپڑے] تو پہنے ہونگی مگر باطنی لباس [تقویٰ] سے عاری ہونگی۔ ⑤ وہ اللہ کی نعمتوں سے تو مالا مال ہونگی مگر شکرِ نعمت سے محروم رہیں گی۔

﴿۲﴾ مثلاً : ①I LOVE YOU ②KISS ME ③DON'T TOUCH④TOUCH ME NOT ⑥FREE CHOICE⑤ME THE GREAT

بیماری [خسرہ] کی وجہ سے اسکے بال گر گئے ہیں تو، کیا میں اُسے مصنوعی بال جوڑ دوں؟ تو نبی ﷺ نے فرمایا :

((لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاصِلَةَ وَ الْمُسْتَوْصِلَةَ)) [1]

"اللہ تعالیٰ نے مصنوعی بال جوڑنے والی اور جُڑوانے والی پر لعنت فرمائی ہے"۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :

((زَجَرَ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ تَصِلَ الْمَرْأَةُ بِرَأْسِهَا شَيْئاً)) [2]

"نبی ﷺ نے عورت کو اپنے سر پر کچھ بھی مصنوعی جوڑنے سے منع فرمایا ہے"۔

ہمارے زمانے میں اسکی مثال [وِگ] ہے اور اس وقت بال جوڑنے والے [بیوٹی پارلر والے] ہیں کہ انکی دوکانیں طرح طرح کے منکرات سے بھری ہوئی ہیں۔

اس حرام فعل کی مثالیں یہ وِگیں ہیں جو کہ بدکردار اداکار اور اداکارائیں ڈراموں وغیرہ میں لگاتے ہیں، وہ جو مصنوعی بال جوڑتے اور طرح طرح کی وِگیں لگاتے ہیں یہ بھی بالوں میں اضافہ وپیوندکاری کی ہی ایک حرام شکل ہے۔ [3]

۴۸ مردوں کا عورتوں سے اور عورتوں کا مردوں سے لباس یا گفتگو یا ظاہری حالت میں مشابہت کرنا :

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کیلئے جو فطرت بنائی ہے اسکی بناء پر مرد کو چاہیئے کہ وہ اپنی اس مردانگی پر برقرار رہے جس پر اللہ تعالیٰ نے اسے پیدا کیا ہے، اور عورت کو چاہیئے کہ وہ اس نزاکت ونرمی پر قائم رہے جس پر اللہ تعالیٰ نے اسے بنایا ہے، اور یہ ان اسباب میں سے ہے جنکے بغیر لوگوں کی زندگی درست وسیدھی نہیں رہ سکتی، اور مردوں کا عورتوں سے اور عورتوں کا

[1] صحیح مسلم ۳/۱۶۷۶۔ [2] صحیح مسلم ۳/۱۶۷۹۔

[3] وگ لگانے کے حرام ہونے کی تفصیل کے لئے دیکھیئے ہماری کتاب "مصنوعی اعضاء اور خارجی اشیاء کی صورت میں غسل ووضو"۔ (ابوعدنان)

مردوں سے مشابہت کرنا فطرت کے خلاف ہے، یہ فساد کے دروازے کھولنا اور معاشرے میں اباحیت و بے شرمی کو کھلے عام پھیلانا ہے، اور شرعاً اس کام کا حکم یہ ہے کہ اسے حرام قرار دیا جاتا ہے کیونکہ اگر کسی شرعی نص میں کسی کام کے مرتکب پر لعنت کی گئی ہو تو وہ اسکے حرام ہونے کی دلیل ہوتی ہے اور یہ کہ وہ کبیرہ گناہوں میں سے ہے، چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ایک مرفوع حدیث میں ہے :

((لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْمُتَشَبِّهِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَآءِ وَ الْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَآءِ بِالرِّجَالِ)) [1]

''اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے عورتوں سے مشابہت کرنے والے مردوں اور مردوں سے مشابہت کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے''۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہی مروی ایک اور مرفوع حدیث میں ہے :

((لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْمُخَنَّثِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَ الْمُتَرَجِّلَاتِ مِنَ النِّسَآءِ)) [2]

''اللہ کے رسول ﷺ نے زنخے بننے والے مردوں اور مردانہ چال ڈھال دکھانے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے''۔

مشابہت کبھی تو حرکات وسکنات اور چال چلن میں ہوتی ہے جیسے مرد کا اپنے جسم کی شکل وصورت، اندازِ گفتگو اور چلتے وقت زنانہ پن ظاہر کرنا، اور کبھی لباس میں ہوتی ہے لہٰذا مرد کے لئے ہار، کنگن، پازیب اور بالیاں وغیرہ پہننا جائز نہیں جس طرح کہ بعض گھٹیا قسم کے بچگانہ عقل والے لوگوں کے ہاں یہ چیزیں عام ہیں جو لمبے لمبے بال رکھ کر [اور کانوں میں بالیاں پہن کر] عورتوں سے مشابہت کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔

---

[1] صحیح البخاري، دیکھیئے الفتح ۱۰/۳۳۲۔ [2] البخاري، الفتح ۱۰/۳۳۳۔

اسی طرح عورت کے لئے مردوں کا مخصوص لباس ثوب یا قمیص [پینٹ شرٹ] وغیرہ پہننا جائز نہیں بلکہ عورت پر یہ لازم ہے کہ وہ ایسا لباس پہنے جو ڈیزائن، سلائی اور ظاہری شکل و صورت میں مرد کے لباس سے مختلف ہو۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَعَنَ اللّٰهُ الرَّجُلَ يَلْبَسُ لِبْسَةَ الْمَرْأَةِ وَ الْمَرْأَةَ تَلْبَسُ لِبْسَةَ الرَّجُلِ)) [۱]

" زنانہ طرز کا لباس پہننے والے مرد پر اللہ کی لعنت ہو، اور مردانہ طرز کا لباس پہننے والی عورت پر اللہ لعنت کرے "۔

۴۹ بالوں کو کالا رنگ [سیاہ خضاب] لگانا :

صحیح تر بات تو یہ ہے کہ یہ حرام ہے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد میں اسکا زبردست عذاب مذکور ہوا ہے چنانچہ ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :

((يَكُوْنُ قَوْمٌ يَخْضِبُوْنَ فِيْ آخِرِ زَمَانٍ بِالسَّوَادِ كَحَوَاصِلِ الْحَمَامِ لَا يَرِيْحُوْنَ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ)) [۲]

" آخر زمانے میں ایسے لوگ ہونگے جو کبوتروں کی پوٹ جیسا کالا رنگ کرینگے وہ جنت کی خوشبو تک نہ سونگھ پائیں گے "۔

یہ فعل آجکل ان لوگوں میں عام پھیلا ہوا ہے جن میں بڑھاپا ظاہر ہو گیا ہے وہ کالا رنگ لگا کر اسے بدل دیتے ہیں جس سے کئی خرابیاں اور بہت فساد پھیلتا ہے، جن میں سے ہی اللہ تعالیٰ کے بندوں کو دھوکا و فریب دینا، اپنی اصلی حالت کو چھپانا اور جھوٹی صورت سے اپنے دل کو بہلانا وغیرہ بھی ہے۔ بیشک اسکا انسانی سلوک و کردار پر برا اثر پڑتا ہے، اور اسمیں خود فریبی

---

[۱] سنن ابی داؤد ۴/۳۵۵، صحیح الجامع الصغیر البانی، حدیث: ۵۰۷۱۔

[۲] ابو داود ۴/۴۱۹، صحیح الجامع: ۸۱۵۳۔ [نسائی میں بھی صحیح اسناد سے مروی ہے (ز)]۔

اور دھوکہ میں مبتلا ہونا بھی ہوسکتا ہے، اور نبی ﷺ سے صحیح حدیث میں ثابت ہے کہ آپ ﷺ سفید بالوں کو ایسے خضاب ومہندی وغیرہ سے بدلتے تھے جس میں پیلے یا سرخ یا براؤن رنگ کی طرف مائل ہونے والے رنگ ہوں، اور فتح مکہ کے دن جب [حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے والد] حضرت ابوقحافہ رضی اللہ عنہ کو نبی ﷺ کی خدمت میں لایا گیا تو انکا سر اور داڑھی سفیدی کی وجہ سے سفید پھولوں کے پودے جیسے لگ رہے تھے، اس موقعہ پر نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا :

((غَيِّرُوْا هَذَا الشَّيْبَ بِشَيْءٍ [1] وَاجْتَنِبُوا السَّوَادَ)) ۔ [2]

"اس کے بڑھاپے کے رنگ کو کسی دوسری چیز [مہندی وغیرہ] سے بدل دو، اور کالے رنگ سے پرہیز کرو"۔

اور صحیح تر قول کے مطابق عورت بھی مرد کی طرح ہے، اگر اسکے سر میں کالے بال نہیں تو اُسے بھی سفید بالوں کو کالا رنگ لگانا جائز نہیں۔

۵۰ کپڑوں، دیواروں یا کاغذوں وغیرہ پر زندہ چیزوں کی تصویر بنانا :

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ایک مرفوع حدیث میں مروی ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا :

((إِنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَذَاباً عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْمُصَوِّرُوْنَ)) [3]

"قیامت کے دن اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ عذاب تصویر بنانے والوں کو ہوگا"۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک مرفوع حدیثِ قدسی میں نبی ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے :

((وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذَهَبَ يَخْلُقُ كَخَلْقِي فَلْيَخْلُقُوْا حَبَّةً أَوْ

---

[1] صحیح یہ ہے کہ اس بڑھاپے کو [ز]۔
[2] صحیح مسلم ۱۶۶۳/۳۔
[3] البخاري، دیکھیئے الفتح ۳۸۲/۱۰۔

لِيَخْلُقُوا ذَرَّةً .....)) [1]

''اوران سے بڑا ظالم کون ہوگا جو میری طرح ہی مخلوقات بنانے کی کوشش کرتا ہے [میرا چیلنج ہے کہ یہ] میری طرح ایک دانہ تو پیدا کریں یا ایک ذرہ ہی پیدا کر کے دکھائیں .....''۔ [2]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک مرفوع حدیث میں مروی ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :

((كُلُّ مُصَوِّرٍ فِي النَّارِ يُجْعَلُ لَهُ فِي كُلِّ صُورَةٍ صَوَّرَهَا نَفْساً فَتُعَذِّبُهُ فِي جَهَنَّمَ)) ۔

''ہر مصور [تصویر بنانے والا] آگ میں داخل ہوگا ، اُسکی ہر بنائی ہوئی تصویر میں جان ڈالی جائیگی اورانہیں کے ہاتھوں اسے جہنم میں عذاب دیا جائے گا''۔ [3]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کسی مصور کو اس کام سے روکا تو اس نے یہ عذر پیش کیا کہ میں دوسرا کوئی کام جانتا ہی نہیں ہوں، اس پر وہ اسے کہتے ہیں :

(اِنْ كُنْتَ لَابُدَّ فَاعِلاً فَاصْنَعِ الشَّجَرَ وَ مَالَا رُوْحَ فِيْهِ)

''اگر تم نے ضرور یہی کام کرنا ہے تو درخت بناؤ اوران چیزوں کی تصویریں بناؤ جن میں جان نہیں [بے جان ہیں]''۔

مذکورہ احادیث میں جاندار کی تصویریں چاہے وہ انسانوں کی ہوں یا جانوروں کی اور

[1] البخاري۔ دیکھیئے فتح الباري ۱۰/۳۸۵۔

[2] اللہ تعالیٰ نے مصوروں کو یہ چیلنج کیا ہے کہ تم میری جاندار مخلوقات میں سے صرف ذرہ یا چیونٹی پیدا کر دکھاؤ اور ہزار نباتات سے قطع نظر یہ غلے کا صرف ایک دانہ یا بیج ہی بنا کر دکھادو۔ یہ اتنے بے بس ہیں کہ یہ چھوٹی چھوٹی چیزیں نہیں بنا سکتے وہ بڑی بڑی چیزیں کیا بنائیں گے؟

[3] اس سے مراد یہ ہے کہ مصور کی بنائی ہوئی تصویروں کو زندہ کر کے انہی کے ہاتھوں جہنم میں اسے سزا دلوائی جائے گی یا اسکی ہر تصویر کے بدلے ایک انسان کھڑا کیا جائے گا جو اسے سزا دے گا۔

انکا سایہ ہو یا نہ ہو، انکے حرام ہونے کا ثبوت ہے، اگر چہ وہ تصویر چھپی ہو یا ہاتھ سے بنی ہو یا کھود کر بنائی گئی ہو یا نقش کی گئی ہو یا تراشی گئی ہو یا ڈائیوں سانچوں میں تیار کی گئی ہو اور اسی طرح ہی کئی دیگر طریقے بھی ہیں جبکہ تصویروں کو حرام کرنے والی احادیث ان سب کو شامل ہیں۔ ہر مسلمان کو چاہیئے کہ وہ شرعی نصوص پر عمل کرے اور بحث وکٹ حجتی نہ کرے اور یہ نہ کہے: کہ میں اسکی عبادت نہیں کرتا اور نہ ہی اسکو سجدہ کرتا ہوں میں تو صرف فوٹو اتارتا ہوں اور بس!!

اگر عقل مند شخص غور سے ایک ہی برائی پر نظر ڈالے تو دیکھے گا کہ ہمارے اس زمانے میں تصویر بنانا کتنا عام ہو چکا ہے اور اس سے کتنی برائیاں پھیل رہی ہیں جن میں سے ہی جنسی اشتعال بلکہ زنا کاری جیسی برائیاں بھی ہیں یہی وجہ ہے کہ شریعت میں تصویر بنانے کی حرمت آئی ہے، اور اسی سے اسکی حکمت کا بھی پتہ چل جاتا ہے، مسلمان کو چاہیئے کہ وہ اپنے گھروں میں جاندار چیزوں کی تصویریں نہ رکھے تاکہ وہ فرشتوں کے گھر میں داخل نہ ہونے کا سبب نہ بنے کیونکہ نبی ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

((لَا تَدْخُلُ الْمَلَآئِكَةُ بَيْتاً فِيْهِ كَلْبٌ وَلَا تَصَاوِيْرَ)) [1]

''فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جہاں کتا یا تصویریں ہوں''۔

بعض گھروں میں مجسمے رکھے ہوتے ہیں جن میں سے بعض تو کافروں کے معبود ہوتے ہیں وہ گفٹ کرنے کیلئے یا خوبصورتی وغیرہ کیلئے رکھے جاتے ہیں، یہ دوسری چیزوں کی نسبت سخت حرام ہے، اسی طرح لٹکائی ہوئی تصویروں کی ممانعت دوسری لپیٹ کر رکھی گئی تصاویر سے زیادہ سخت ہے، فریموں میں جڑوا کر رکھنے کی وجہ سے ہی انکی تعظیم حتیٰ کہ پوجا پاٹ کی گئی، اور کتنے غم ودُکھ تازہ ہوئے، اور ان تصویروں کو دیکھ کر کتنے ہی لوگوں نے اپنے باپ دادوں پر جاہلانہ فخر کیا، اور کہا جاتا ہے کہ تصویریں یادگاری کیلئے ہیں حالانکہ اصل یاد تو کسی عزیز یا قریبی

[1] صحيح البخاري۔ دیکھیئے الفتح ۱۰/۳۸۰۔

مسلمان کی دل میں ہوتی ہے، اس بناء پر انکے لیئے مغفرت اور رحمت کی دعاء کی جاتی ہے، لہٰذا ہر تصویر کو گھر سے نکال دیا جائے یا اسے ختم کر دیا جائے، البتہ وہ جن کے مٹانے میں حد سے زیادہ مشقت مطلوب ہو ان کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے جیسا کہ وہ تصویریں جو کھانے کے ڈبوں پر ہوتی ہیں اور ڈکشنریوں اور کتب ومراجع میں جو تصاویر ہوں جن کا مٹانا ناممکن بھی ہے یہ بلاء عام ہو چکی ہے غرض جو ممکن ہو اسے ختم کر دینا چاہیئے، اور فحش و بُری تصاویر سے تو سخت پرہیز کرنا چاہیئے البتہ ان تصویروں کو سنبھالا جا سکتا ہے جنکی ضرورت ہوتی ہے جیسا کہ پاسپورٹ اور شناختی کارڈ وغیرہ کیلیئے ہوں اور بعض اہلِ علم نے ان تصویروں کی جو حقارت سے قدموں تلے روندی جاتی ہوں انکی اجازت دی ہے۔ [1]

اور فرمانِ باری تعالیٰ ہے :

﴿فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاسْمَعُوْا وَ اَطِيْعُوْا ﴾ [التغابن:١٦]

''سو جہاں تک ہو سکے اللہ سے ڈرتے رہو اور (اس کے احکام کو) سنو اور (اس کے) فرمانبردار رہو''۔

۵۱ بیانِ خواب میں جھوٹ بولنا :

بعض لوگ جان بوجھ کر من گھڑت خواب جو انہوں نے نہیں دیکھے ہوتے وہ بتاتے پھرتے ہیں تاکہ دوسروں پر برتری اور سستی شہرت پا سکیں اور لوگوں سے مالی منافع حاصل کریں یا اگر کسی سے دشمنی ہو تو انہیں ڈرانے کیلیئے ایسا کرتے ہیں، اور بکثرت بے علم عوام خوابوں کی سچائی پر شدید اعتقاد رکھتے ہیں لہٰذا وہ اس جھوٹے خواب سے بھی دھوکا کھا جاتے ہیں جبکہ ایسا کام کرنے والے کیلیئے زبردست وعید آئی ہے، نبی ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے :

[1] مثلاً بستر کی چادر، تکیہ، فرش، قالین، چٹائی، مَیٹ وغیرہ پر بنی ہوئی تصاویر اور اسے بھی اسلیئے روا رکھا گیا کہ اس سے انکی تعظیم کا نظریہ ختم ہوگا کیونکہ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم میں سب سے پہلے شرک انہی تصاویر اور مجسموں کی وجہ سے ہی آیا تھا۔ [دیکھیئے سورۃ نوح، آیت: ۲۳ مع تفسیر]۔

((اِنَّ مِنْ أَعْظَمِ الْفِرٰی أَنْ یَّدَّعِيَ الرَّجُلُ اِلٰی غَیْرِ أَبِیْهِ ، أَوْ یُرِیَ عَیْنَهٗ مَا لَمْ تَرَ وَ یَقُوْلَ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَالَمْ یَقُلْ)) ⁽¹⁾

''سب سے عظیم جھوٹ یہ ہے کہ کوئی بیٹا اپنے آپ کو اپنے باپ کی بجائے کسی دوسرے کی طرف منسوب کرے یا اسکی آنکھ نے جو خواب نہ دیکھا ہو وہ اسے دکھائے [جھوٹا خواب بیان کرے] اور جو نبی ﷺ نے نہ کہا ہو وہ آپ ﷺ کی طرف منسوب کرے''۔

اور نبی ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے :

((مَنْ تَحَلَّمَ بِحِلُمٍ لَمْ یَرَهٗ کُلِّفَ أَنْ یَّعْقِدَ بَیْنَ شَعِیْرَتَیْنِ وَلَنْ یَّفْعَلَ....)) ⁽²⁾

''جس شخص نے خواب تو نہ دیکھا مگر جھوٹ گھڑ کر بتا دیا، قیامت کے دن اُسے حکم دیا جائے گا کہ وہ جَو کے دو دانوں کو باہم گرہ لگائے مگر وہ ہرگز ایسا نہ کر سکے گا''۔ ⁽³⁾

⑤② قبر پر بیٹھنا اور اُسے روندنا اور قبرستان میں قضاء حاجت کرنا :

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے :

((لَأَنْ یَّجْلِسَ أَحَدُکُمْ عَلٰی جَمْرَةٍ فَتَحْتَرِقُ ثِیَابُهٗ فَتَخْلُصَ اِلٰی جِلْدِهٖ خَیْرٌ لَهٗ مِنْ أَنْ یَّجْلِسَ عَلٰی قَبْرٍ)) ⁽⁴⁾

''اگر کوئی کسی انگارے پر بیٹھے اور اسکے کپڑے جل جائیں حتیٰ کہ آگ کا اثر اسکی جلد تک پہنچ جائے تو وہ اس کیلئے قبر پر بیٹھنے سے بہتر ہے''۔

⑴ البخاري۔ دیکھیئے الفتح ٦/٥٤٠۔ ⑵ البخاري دیکھیئے الفتح ١٢/٤٢٧۔

⑶ نہ کوئی جَو کے دو دانوں میں گرہ لگا سکتا ہے اور نہ ہی اسکی عذاب سے جان چھوٹے گی۔

⑷ صحیح مسلم ٢/٦٦٧۔

// محرمات (حرام اشیاء وامور) //

قبروں کو روندنا بعض لوگوں میں عام ہے، عموماً دیکھا جاتا ہے کہ لوگ جب اپنی میت کو دفناتے ہیں تو وہ دوسروں کی قبروں کو روندنے پر توجہ نہیں دیتے [اور کبھی کبھی جوتوں سمیت روندتے] اور ساتھ والی قبروں کے مُردوں کی بے حرمتی کرتے ہیں حالانکہ اس گناہ کے عظیم ہونے کے بارے میں نبی ﷺ فرماتے ہیں :

((لَأَنْ أَمْشِيَ عَلٰى جَمْرَةٍ أَوْ عَلٰى سَيْفٍ أَوْ أَخْصِفَ نَعْلِيْ بِرِجْلِيْ أَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ أَنْ أَمْشِيْ عَلٰى قَبْرِ مُسْلِمٍ)) [1]

''اگر میں انگارے یا تلوار کے تیز دھارے پر چلوں یا اپنے پاؤں کو اپنے جوتے کے ساتھ سی لوں تو یہ مجھے کسی مسلمان کی قبر پر چلنے سے زیادہ پسند ہے''۔

جب صرف قبروں کو روندنا اتنا گناہ ہے تو اس کا کیا ہوگا جو کسی قبرستان کی زمین پر قبضہ کرلے اور اس پر کاروباری یا رہائشی عمارتیں بنالے۔ اسی طرح قبرستان میں قضاء حاجت کرنا بھی سخت گناہ ہے جبکہ بعض بدنصیب لوگوں کا کام یہ ہے کہ اگر ضرورت پڑے تو وہ قبرستان میں گُھس کر قضاءِ حاجت کرلیتے اور مُردوں کو اپنی بدبو ونجاست سے تکلیف دیتے ہیں، نبی ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے :

((وَمَا أُبَالِيْ أَوَسَطَ الْقَبْرِ قَضَيْتُ حَاجَتِيْ أَوْوَسَطَ السُّوْقِ)) [2]

''مجھے کوئی پرواہ نہیں قبرستان کے وسط میں قضاء حاجت کرلوں یا بازار کے عین وسط میں''۔

یعنی قبرستان میں قضاء حاجت کی قباحت، بازار میں لوگوں کے سامنے قضاء حاجت کرنے اور اپنا ستر ظاہر کرنے کے برابر ہے، اور جو لوگ جان بوجھ کر قبرستان میں گندگی پھینکتے ہیں [خاص طور پر جو قبرستان پرانے ہوں اور جنکی چاردیواری ٹوٹ گئی ہو] انہیں بھی بہت سخت

---

[1] ابن ماجہ ۱/۴۹۹، صحیح الجامع الصغیر ۵۰۳۸۔ [2] سابقہ تخریج

عذاب ہوگا، اور اگر قبرستان کی زیارت کرنی ہوتو اس کیلئے بھی کچھ آداب ہیں کہ قبروں کے درمیان سے گزرنا ہوتو جوتے اتار کر چلنا چاہیئے۔

۵۳ پیشاب کرتے وقت پرہیز نہ کرنا :

شریعتِ اسلامیہ کے اچھے اوصاف وامتیازات اور خوبیوں میں سے ایک یہ ہے کہ اسمیں ہر وہ حکم موجود ہے جس سے انسان کی حالت بہتر ہو مثلاً نجاست کو دور کرنا، اور اس کیلئے استنجا کرنا مشروع ہوا ہے، اور وہ کیفیت بتائی گئی ہے جس سے صفائی اور پاکیزگی حاصل کی جاسکتی ہے اور اسکا طریقہ بیان کیا گیا ہے، بعض لوگ نجاست کو دور کرنے میں سُستی کرتے ہیں جس سے انکے کپڑے یا بدن پر گندگی لگ سکتی ہے اور یوں انکی نماز بھی صحیح نہیں ہوتی۔ نبی ﷺ نے بتایا ہے کہ یہ سُستی ولاپرواہی قبر کے عذاب کے اسباب میں سے ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ مدینہ منورہ کے باغوں میں سے ایک باغ کے پاس سے گزرے [۱] تو دو انسان جنہیں قبر میں عذاب ہو رہا تھا انکی آواز سُنی تو نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا::

((يُعَذَّبَانِ ، وَ مَا يُعَذَّبَانِ فِيْ كَبِيْرٍ ، ثُمَّ قَالَ : بَلٰى [وَفِيْ رِوَايَةٍ : وَاِنَّهُ كَبِيْرٌ] كَانَ أَحَدُهُمَا لَا يَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِهِ وَكَانَ الْآخَرُ يَمْشِيْ بِالنَّمِيْمَةِ...)) [۲]

”انہیں عذاب دیا جارہا ہے، اور کسی کبیرہ گناہ پر نہیں، پھر فرمایا: بیشک [اور ایک روایت میں ہے: واقعی کسی کبیرہ گناہ پر ہی عذاب دیا جارہا ہے] اِن میں سے ایک تو پیشاب کرتے وقت اسکے چھینٹوں سے پرہیز نہیں کرتا تھا اور دوسرا چلتے پھرتے لوگوں کی غیبت وبدگوئی کرتا تھا“۔

جبکہ نبی ﷺ نے تو یہاں تک فرمایا ہے :

[۱] حائط : باغ یا کھیت کی دیوار۔

[۲] صحیح بخاری . دیکھیئے فتح الباری ۱/۳۱۷۔

((أَكْثَرُ عَذَابِ الْقَبْرِ فِي الْبَوْلِ)) [1]

’’قبر میں اکثر طور پر لوگوں کو عذاب پیشاب کے چھینٹوں سے نہ بچنے کی وجہ سے ہوگا‘‘۔

پیشاب کے چھینٹوں سے پرہیز نہ کرنے میں یہ بھی شامل ہے کہ کوئی شخص پیشاب رُکنے سے پہلے ہی جلدی سے اُٹھ جاتا ہے، یا جان بوجھ کراس طریقے یا اس جگہ پر پیشاب کرے جہاں اُس کے پیشاب کے چھینٹے اُس پر واپس آپڑیں، یا استنجاء چھوڑ دے اور پانی استعمال کرنے میں لاپرواہی کرے، موجودہ زمانوں میں کافروں سے مشابہت ونقالی یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ مردوں والے بعض پیشاب خانے دیواروں پر لگے ہوئے ہیں جہاں کوئی شخص آتا ہے اور بے پردگی سے پیشاب کرتا ہے، پھر کپڑا انجاست صاف کیئے بغیر ہی پہن لیتا ہے۔ اِسطرح وہ لوگ بیک وقت دو حرام وقبیح کاموں کو اِکٹھا کرتے ہیں:

پہلا یہ کہ اُس نے لوگوں کی نظروں سے اپنا ستر نہیں چھپایا۔

اور دوسرا یہ کہ اُس نے اپنے آپ کو پیشاب کے چھینٹوں سے پاک نہیں رکھا۔ [2]

۵۴ چپکے سے دوسروں کی باتیں سُننا یا ٹوہ لگانا :

اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے :

﴿ وَلَا تَجَسَّسُوا ﴾ [الحجرات ، آیت:۱۱]

’’اور ایک دوسرے کے حال کا تجسّس [جاسوسی] نہ کیا کرو‘‘۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک مرفوع حدیث میں مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

[1] امام احمد ۲/۳۲۶، صحیح الجامع ۱۲۱۳، ایک روایت میں ’’مِنَ الْبَوْلِ‘‘ کے الفاظ بھی ہیں۔

[2] ایسی جگہ پیشاب کرنے سے کتنے ہی گناہ جمع ہوجاتے ہیں:
① عدمِ ستر پوشی و بے پردگی ۔ ② کپڑوں کی ناپاکی ۔ ③ جسم کی ناپاکی ۔ ④ نماز کی عدمِ قبولیت ۔ ⑤ عذابِ قبر ۔ ⑥ فرشتوں کی ناراضگی ۔ ⑦ نیک مومنوں کی ناراضگی وغیرہ ۔ والعیاذ باللہ ۔ (ابوعدنان)

ارشادفرمایا:

((مَنِ اسۡتَمِعَ اِلٰی حَدِیۡثِ قَوۡمٍ وَ هُمۡ لَهٗ کَارِهُوۡنَ صُبَّ فِیۡ أُذُنَیۡهِ الْآنِکُ یَوۡمَ الۡقِیَامَةِ ...)) [۱]

’’جس شخص نے دوسرے لوگوں کی چپکے سے باتیں سُنیں جبکہ وہ اُسے ناپسند کرتے ہوں تو قیامت کے دن اُسکے کانوں میں پگھلا ہوا سیسہ ڈالا جائیگا‘‘۔

اگر وہ چپکے سے انکی باتیں اسلیئے سنتا اور آگے نقل کرتا ہے تاکہ وہ انہیں نقصان پہنچائے تو وہ جاسوسی کے گناہ میں اضافہ کرتا ہے [۲] اور وہ نبی ﷺ کی اُس حدیث کے تحت آجاتا ہے جس میں آپ ﷺ نے فرمایا ہے :

((لَا یَدۡخُلِ الۡجَنَّةَ قَتَّاتٌ)) [۳]

’’جنت میں چغل خور داخل نہ ہوگا‘‘۔

۵۵ پڑوسیوں کو تکلیف دینا :

اللہ تعالیٰ نے اپنے کلامِ پاک میں پڑوسیوں کے ساتھ حسنِ سلوک کی تاکید فرمائی ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے :

﴿ وَاعۡبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشۡرِکُوۡا بِهٖ شَیۡئاً وَّبِالۡوَالِدَیۡنِ اِحۡسَاناً وَّبِذِی

---

[۱] معجم الطبراني الكبير ۱۱/۲۴۸۔۲۴۹۔صحیح الجامع ۶۹۹۴،آنِک پگھلا ہوا سِکّہ سیسہ ہے۔ [اسے اپنی صحیح میں امام بخاری نے بھی روایت کیا ہے (ز)]

[۲] جاسوسی کے موضوع اور اسکے نقصانات کی تفصیل کتبِ تفسیر خصوصاً تفہیم القرآن ۵/۸۸۔۹۰ میں سورہ الحجرات کی آیت ۱۱ کی تفسیر کے تحت دیکھی جاسکتی ہے۔

[۳] البخاری . الفتح ۱۰/۴۷۲،قتات: وہ شخص جو لوگوں کی باتیں چپکے سے سنتا ہے پھر اِدھر اُدھر نقل بھی کرتا ہے۔

الْقُرْبٰی وَالْیَتَامٰی وَالْمَسَاکِیْنِ وَالْجَارِ ذِی الْقُرْبٰی وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِیْلِ وَمَا مَلَکَتْ أَیْمَانُکُمْ إِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ مَنْ کَانَ مُخْتَالاً فَخُوْراً ﴾ [النساء ، آیت : ۳۶]

’’اور اللہ ہی کی عبادت کرو اور اس کیساتھ کسی چیز کو شریک نہ بناؤ اور ماں باپ اور قرابت والوں اور یتیموں اور محتاجوں اور رشتہ دار ہمسایوں اور اجنبی ہمسایوں اور رفقائے پہلو (یعنی پاس بیٹھنے والوں) اور مسافروں اور جو لوگ تمہارے قبضے میں [غلام] ہوں سب کیساتھ احسان کرو کہ اللہ تعالیٰ (احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے اور) تکبر کرنے والے بڑائی مارنے والے کو دوست نہیں رکھتا‘‘۔

پڑوسیوں کا بہت عظیم حق ہے اسلئے انہیں تکلیف دینا محرّمات میں سے ہے، حضرت ابوشریح رضی اللہ عنہ سے ایک مرفوع حدیث میں مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا :

((وَاللّٰہِ لَا یُؤْمِنُ ، وَاللّٰہِ لَا یُؤْمِنُ ، وَاللّٰہِ لَا یُؤْمِنُ ، قِیْلَ وَ مَنْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ؟ قَالَ : اَلَّذِیْ لَا یَأْمَنُ جَارُہٗ بَوَائِقَہٗ)) [1]

’’ اللہ کی قسم وہ ایمان والا نہیں، اللہ کی قسم وہ ایمان والا نہیں، اللہ کی قسم وہ ایمان والا نہیں، کہا گیا: اے اللہ کے رسول ﷺ ! کون ہے وہ؟ فرمایا: جس کا پڑوسی اسکی اذیتوں سے محفوظ نہیں‘‘۔

نبی ﷺ نے ایک پڑوسی کا دوسرے پڑوسی کی تعریف کرنا یا اسے بُرا بھلا کہنا اسکے لئے شہادت و گواہی بنایا ہے، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: کہ ایک آدمی نے نبی ﷺ کو کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ ! میں یہ کیسے جان سکتا ہوں کہ میں نے اپنے پڑوسی پر احسان کیا ہے یا اُسے تکلیف دی ہے، تو نبی ﷺ نے فرمایا :

[1] صحیح البخاري . دیکھئے فتح الباری ۱۰/۴۴۳۔

((إِذَا سَمِعْتَ جِيْرَانَكَ يَقُوْلُوْنَ : قَدْ أَحْسَنْتَ فَقَدْ أَحْسَنْتَ ، وَ إِذَا سَمِعْتَهُمْ يَقُوْلُوْنَ : قَدْ أَسَأْتَ فَقَدْ أَسَأْتَ)) [۱]

''اگرتم اپنے پڑوسی کو یہ کہتے ہوئے سنو: کہ تم نے اچھا کیا ہے تو پھر اچھا ہی کیا، اور اگر یہ کہتے سنو: کہ تم نے برا کیا تو پھر برا ہی کیا''۔

پڑوسی کو تکلیف دینے کی متعدد صورتیں ہیں:

① جن میں سے ہی ایک یہ ہے کہ مشترک دیوار میں لکڑی گاڑنے سے پڑوسی کو روکے۔

② بغیر اجازت کے اپنا گھر اُونچا کرے اور اس سے سورج کو چھپادے اور ہوا کو روکے۔

③ اُسکے گھر کی طرف اپنی کھڑکیاں کھول کر جھانکے۔

④ اونچی آوازوں سے اسے تنگ کرے، دروازہ وغیرہ کسی چیز کو ٹھوکے یا چیخے چلائے خاص طور پر اسکے سونے اور آرام کے اوقات میں ایسا کرے۔

⑤ اپنے پڑوسی کے بچوں کو مارے۔

⑥ انکے گھر کے دروازے کے سامنے کچرا پھینکے۔ اگر کوئی اپنے ساتھ والے پڑوسی کو تکلیف دے تو یہ گناہِ عظیم ہوجاتا ہے اور اس کا گناہ دوگنا ہوجاتا ہے جیسا کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے :

((لَأَنْ يَّزْنِي الرَّجُلُ بِعَشْرِ نِسْوَةٍ أَيْسَرُ عَلَيْهِ مِنْ أَنْ يَّزْنِيَ بِامْرَأَةِ جَارِهٖ ، لَأَنْ يَّسْرِقَ الرَّجُلُ مِنْ عَشَرَةِ أَبْيَاتٍ أَيْسَرُ عَلَيْهِ مِنْ أَنْ يَّسْرِقَ مِنْ بَيْتِ جَارِهٖ)) [۲]

''اگر کوئی آدمی دس [۱۰] عورتوں کے ساتھ زنا کا ارتکاب کرے تو یہ اسکے لئے اپنے پڑوسی کی عورت کے ساتھ زنا کا ارتکاب کرنے سے ہلکا ہوگا،

---

[۱] امام احمد ۱/۴۰۲، صحیح الجامع ۶۲۳۔

[۲] بخاری ،الأدب المفرد :۱۰۳ ـ السلسله الصحیحة :۶۵۔

اگر کوئی آدمی دس [۱۰] گھروں سے چوریاں کرے تو وہ اسکے لئے اپنے
پڑوسی کے گھر سے چوری کرنے سے ہلکا ہوگا‘‘ ۔

بعض خائن وغدّار اپنے پڑوسی کی رات کی ڈیوٹی ہونے کی وجہ سے اسکی غیر موجودگی کا فائدہ اٹھا کر شر وفساد پھیلانے کیلئے اُس کے گھر میں گھس جاتے ہیں ۔ قیامت کے دن اسکے لئے ہلاکت وبربادی ہے ۔

۵۶ وصیت میں کسی کو نقصان پہنچانا :

اسلامی شریعت کا ایک سنہرا اصول یہ ہے :

((لَا ضَرَرَ وَ لَا ضِرَارَ)) .

’’ نہ نقصان سہو اور نہ ہی کسی کو جانی ومالی نقصان پہنچاؤ‘‘ ۔

جسکی ایک مثال یہ ہے کہ اپنے تمام شرعی وارثوں کو نقصان دینا یا ان میں سے بعض کو ضرر پہنچانا حرام ہے، اور جو اس کام کا ارتکاب کرے تو وہ نبی ﷺ کے اس ارشاد کے تحت ڈرایا دھمکایا گیا ہے اور اسے یہ بد دعا سُنائی گئی ہے :

((مَنْ ضَارَّ أَضَرَّ اللّٰهُ بِهِ ، وَ مَنْ شَاقَّ شَقَّ اللّٰهُ عَلَيْهِ)) [۱]

’’ جو شخص کسی کو نقصان پہنچائیگا اللہ تعالیٰ اُسے نقصان پہنچائے ، اور جو دوسروں پر سختی کریگا اللہ تعالیٰ اُس پر سختی کرے‘‘ ۔

وصیت میں نقصان دینے کی متعدد صورتوں میں سے ہی بعض یہ ہیں :

۱ کسی وارث کو اسکے شرعی حق سے محروم کردے ۔

۲ کسی وارث کیلئے شریعت کے مقرر کردہ حق کے برخلاف وصیت کرے ۔

۳ حصہ سے زیادہ کی وصیت کرے وغیرہ ۔

---

[۱] مسند امام أحمد ۴۵۳/۳ ۔ صحیح الجامع ۶۳۴۸ ۔

جس جگہ لوگ شرعی عدالتوں کے ماتحت زندگی نہ گزار رہے ہوں اور وہ شریعت کے فیصلے کو نہ مانیں تو وہاں صاحبِ حق کی مجبوری ہے کہ وہ اپنا حق نہیں لے سکتا جو کہ اُسے اللہ نے دیا ہے کیونکہ وہاں اُن کورٹس کی وجہ سے مشکل پیش آتی ہے جو شریعت کے خلاف فیصلے کرتے ہیں، اور جو ظالمانہ وصیت وکیل کے پاس لکھی ہوئی ہو اُسے ہی نافذ کرنے کا حکم دیتے ہیں۔

﴿ فَوَيْلٌ لَّهُم مِّمَّا كَتَبَتْ أَيْدِيهِمْ وَوَيْلٌ لَّهُم مِّمَّا يَكْسِبُونَ ﴾

(سورہ البقرہ : ۷۹)

''ہلاکت ہے انکے لیئے جنکے ہاتھوں نے یہ ظلم لکھا اور جو انہوں نے کمایا''۔

۵۷ نردشیر [چوسر] کھیلنا [جو کہ سابور بن ازدشیر بن بابک شاہِ ایران نے ایجاد کیا تھا]:

لوگوں میں رائج بہت سے کھیلوں میں سے کئی حرام امور پائے جاتے ہیں جن میں سے ہی نردشیر [چوسر] بھی ہے [جو کہ الزھر کے نام سے بھی معروف ہے] جس سے ابتداء کر کے لوگ بہت سے حرام کھیلوں کی طرف منتقل ہو جاتے ہیں، اور نبی ﷺ نے اس نَرد شِیر سے منع کیا ہے جو کہ جوئے کے دروازے کھولتا ہے، چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا ہے :

((مَنْ لَعِبَ بِالنَّرْدَ شِيْرِ فَكَأَنَّمَا صَبَغَ يَدَهُ فِيْ لَحْمِ خِنْزِيْرٍ وَدَمِهِ)) [۱]

''جس نے نَردشِیر [چوسر] کھیلا تو وہ اسطرح ہے جیسے کہ کوئی اپنے ہاتھوں کو خنزیر کے گوشت اور خون سے رنگتا ہے''۔ [۲]

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے ایک مرفوع حدیث میں ارشادِ نبوی ﷺ ہے :

((مَنْ لَعِبَ بِالنَّرْدِ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ)) [۳]

[۱] صحیح مسلم ۱۷۷۰/۴۔ [۲] جس طرح سور کا گوشت کھانا اور اسکے گوشت یا خون سے ہاتھ رنگنا حرام ہے اسی طرح چوسر کھیلنا بھی حرام ہے۔ چوسر [شطرنج اور تاش وغیرہ] کے منع ہونے کا سبب یہ ہے کہ یہ کھیلیں فرائض سے غافل کر دیتی ہیں اور اس چوسر کا بانی ایک آتش پرست مجوسی ہے لہٰذا اس مشابہت کی وجہ سے بھی یہ حرام ہے۔ (للتفصیل: فیض القدیر مناوی ۲۷۰/۶) (ابوعدنان)

[۳] صحیح البخاری، دیکھئے الفتح ۱۶۳/۳۔

''جس شخص نے چوسر کھیلا تو گویا اُس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کی''۔

۵۸ کسی مؤمن پر لعنت بھیجنا یا جو لعنت کا مستحق نہ ہو اُس پر لعنت کرنا :

بہت سے لوگ ایسے بھی ہیں کہ جنہیں غصّہ آجائے تو انکی زبان انکے قابو میں نہیں رہتی۔ وہ لعنت کرنے میں جلد بازی کرتے ہیں اور انسانوں، حیوانوں، نباتات، بے جان چیزوں، دن، اوقات اور گھڑیوں پر لعنت کرتے ہیں، بلکہ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ وہ اپنے آپ پر اور اپنے بچوں پر بھی لعنت کرنے لگیں، اور شوہر کا بیوی کو لعنت کرنا یا اسکے برعکس ہوتا ہے جبکہ یہ بات خطرناک حد تک منکر و منع ہے، حضرت ابو زید ثابت بن ضحاک الأنصاری رضی اللہ عنہ سے ایک مرفوع حدیث میں ارشادِ نبوی ﷺ ہے :

((... وَ مَنْ لَعَنَ مُؤْمِناً فَهُوَ كَقَتْلِهِ)) [1]

''...اور جس شخص نے کسی مؤمن پر لعنت بھیجی تو وہ اسکے قتل کے برابر ہے''۔

چونکہ لعن طعن کرنا عموماً عورتوں میں بکثرت پایا جاتا ہے اس لیئے نبی ﷺ نے بیان فرمایا ہے کہ جہنم میں عورتوں کے بکثرت داخل ہونے کے اسباب میں سے یہ فعل بھی ہے، اسی طرح لعنت کرنے والوں کی طرف سے قیامت کے دن کسی کی شفاعت نہ ہو سکے گی، اور اس سے بھی زیادہ خطرے کی بات یہ ہے کہ اگر کوئی کسی غیر مستحق پر لعنت بھیجے تو وہ اُس بھیجنے والے پر واپس لوٹ جاتی ہے اِس طرح اُس نے گویا خود اپنے آپ کو بددعا دی اور اللہ کی رحمت سے دور کیا۔

۵۹ نوحہ خوانی [بَین کرنا] :

عظیم منکرات میں سے ہی نوحہ و بَین کرنا بھی ہے بعض عورتیں اپنے کسی عزیز کی میت پر اُونچی آواز میں چیختی، روتی اور بَین کرتی ہیں، اسی طرح گریبان چاک کرنا، کپڑے پھاڑنا،

[1] صحیح البخاری ۔فتح الباری ۱۰/۴۶۵۔

گالوں کو پیٹنا، بال منڈوانا یا نوچنا اور کاٹنا، یہ سب قضاءِ الٰہی کا انکار کرنے اور مصیبت پر صبر نہ کرنے کی دلیل وثبوت ہے، اور نبی ﷺ نے ان امور کا ارتکاب کرنے والے پر لعنت فرمائی ہے، حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے :

((اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ لَعَنَ الْخَامِشَةَ وَجْهَهَا وَالشَّاقَّةَ جَيْبَهَا وَالدَّاعِيَةَ بِالْوَيْلِ وَالثُّبُوْرِ)) (۱)

''نبی ﷺ نے چہرے کو نوچنے والی اور کپڑے اور گریبان چاک کرنے والی اور ویل وہلاکت کی بددعاء مانگنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے''۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ایک مرفوع حدیث میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا :

((لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَطَمَ الْخُدُوْدَ وَشَقَّ الْجُيُوْبَ وَدَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ)) (۲)

''وہ شخص ہم مسلمانوں میں سے نہیں جو اپنے رخسار پیٹے، گریبان چاک کرے اور کپڑے پھاڑے اور جو جاہلیت کے بول [بَین] پکارے''۔

اور نبی ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے :

((اَلنَّائِحَةُ اِذَا لَمْ تَتُبْ قَبْلَ مَوْتِهَا تُقَامُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَعَلَيْهَا سِرْبَالٌ مِنْ قَطِرَانٍ وَ دِرْعٌ مِنْ جَرَبٍ)) (۳)

''نوحہ وبَین کرنے والی اگر موت سے پہلے توبہ نہ کرے تو قیامت کے دن اسے اس حال میں کھڑا کیا جائے گا کہ اس پر تارکول کی قمیص اور خارش والا

(۱) ابن ماجہ ۱/۵۰۵۔صحیح الجامع :۵۰۶۸۔
(۲) صحیح البخاری، دیکھئے الفتح ۳/۱۶۳۔
(۳) صحیح مسلم :۹۳۴۔

کرتا ہوگا"۔ [1]

⑥⓪ چہرے پر مارنا اور منہ پر داغ جیسے نشان بنانا :

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں :

((نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَنِ الضَّرْبِ فِي الْوَجْهِ وَ عَنِ الْوَسْمِ فِي الْوَجْهِ)) [2]

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چہرے پر مارنے [رخساروں کو پیٹنے] اور مُنہ پر داغ جیسے نشان بنانے سے منع فرمایا ہے"۔

یہ جو چہرے پر مارنا ہے تو کتنے ہی باپ اور مدرسین ایسے ہیں جو بچوں کو سزا دینے کیلئے جان بوجھ کر ہاتھ سے چہرے پر مارتے ہیں، اسی طرح بعض لوگ اپنے خادموں یا نوکروں کے ساتھ کرتے ہیں، اس میں اس چہرے کی توہین ہے کہ جس کی وجہ سے ہی اللہ تعالیٰ نے انسان کو باعزت بنایا ہے، دوسرا یہ کہ اسکی وجہ سے چہرے پر موجود بعض اہم ترین حواس [آنکھ وغیرہ] بھی ضائع ہو سکتے ہیں جس کی وجہ سے مارنے والے کو بعد میں شرمندگی ہو سکتی ہے بلکہ اس سے قصاص [بدلہ] بھی طلب کیا جا سکتا ہے۔

اسی طرح کسی خاص نشان کے ساتھ جانور کے چہرے کو اس غرض سے داغ دینا کہ جانور کا مالک اُسے پہچان لے یا اگر وہ گُم ہو جائے تو اس نشان کی وجہ سے وہ اُسے مل جائے، یہ بھی حرام ہے کیونکہ اس میں جانور کیلئے اذیت و تکلیف ہے اور چہرا مسخ و بگڑ جاتا ہے، اور اگر بعض لوگ یہ دلیل پیش کریں کہ یہ تو انکے قبیلے کا رواج ہے اور انکی خاص نشانی ہے، تو ہم عرض کریں

---

[1] تارکول آتش گیر مادہ ہے، اس سے جسم میں آگ جلد بھڑک اٹھے گی اور اس عورت کے جسم پر خارش مسلط کردی جائے گی جو اس کے پورے جسم کو اس طرح اپنی لپیٹ میں لے لے گی جیسے قمیص سارے جسم کو ڈھانپ لیتی ہے۔ (ابو عدنان)

[2] صحیح مسلم ۱۶۷۳/۳۔

گے کہ یہ نشان چہرے کے علاوہ کسی دوسری جگہ بنا سکتے ہیں، ضروری تو نہیں کہ چہرے پر ہی ہو۔

⑥١ بغیر شرعی عذر کے مسلمان کا تین دن سے زیادہ قطع تعلق کرنا :

مسلمانوں میں قطع تعلق پیدا کرنا شیطان کی چالوں میں سے ہے، اور بہت سے ایسے لوگ ہیں جو شیطان کی تابعداری کرتے ہوئے بغیر کسی شرعی عذر کے اپنے مسلمان بھائیوں سے قطع تعلق کر لیتے ہیں۔ یا یہ کسی مادی اختلاف کی بناء پر ہوتا ہے، یا کوئی دوسری معمولی و نا معقول وجہ ہوتی ہے جس سے وہ لمبے عرصے تک قطع تعلق جاری رکھتا ہے، بلکہ اس سے بھی بڑھ کر کسی سے بات نہ کرنے کی قسم، اور اسکے گھر داخل نہ ہونے کی نذر مان لیتا ہے، اور اگر وہ اُسے راستے میں دیکھ لے تو اعراض و روگردانی کرتا ہے، اور اگر اسے کسی مجلس میں دیکھ لے تو اس سے پہلے اور بعد والے آدمی سے سلام کر کے اسے نظر انداز کر دیتا ہے، یہ چیز اسلامی معاشرے کی کمزوری کے اسباب میں سے ہے، اسی لیئے اسکا شرعی حکم اٹل ہے اور اسلام نے دوٹوک انداز سے سخت عذاب کی وعید سنائی ہے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک مرفوع حدیث میں ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :

((لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثٍ فَمَنْ هَجَرَ فَوْقَ ثَلَاثٍ فَمَاتَ دَخَلَ النَّارَ)) [١]

"کسی مسلمان کیلئے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ قطع تعلقی کرے، جس شخص نے تین دن سے زیادہ قطعِ تعلق کیا اور وہ اسی حالت میں مر جائے تو وہ جہنم میں داخل ہوگا"۔

حضرت ابو خراش اسلمی رضی اللہ عنہ سے ایک مرفوع حدیث میں ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :

((مَنْ هَجَرَ أَخَاهُ سَنَةً فَهُوَ كَسَفْكِ [٢] دَمِهِ)) [٣]

[١] ابوداود ٥/٢١٥، صحیح الجامع میں ٧٦٣٥۔

[٢] (كَسَفْكِ [ز]) کتاب میں کسی وجہ سے بِسَفْكِ تھا شیخ ابن بازؒ نے تصحیح فرمائی۔ [ابوعدنان]

[٣] البخاری فی الادب المفرد حدیث نمبر ٤٠٦، صحیح الجامع میں ٦٥٥٧۔

”جس شخص نے ایک سال تک اپنے مسلمان بھائی سے قطع تعلق کیا تو وہ اسکے قتل کے برابر ہوگا“۔

مسلمانوں میں قطع تعلقی کے نقصانات میں سے یہی کیا کم ہے کہ وہ شخص اللہ تعالیٰ کی رحمت ومغفرت سے محروم ہوجاتا ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک مرفوع حدیث میں ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :

((تُعْرَضُ أَعْمَالُ النَّاسِ فِيْ كُلِّ جُمُعَةٍ مَرَّتَيْنِ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَ يَوْمَ الْخَمِيْسِ ، فَيُغْفَرُ لِكُلِّ عَبْدٍ مُؤْمِنٍ اِلَّا عَبْداً بَيْنَهٗ وَ بَيْنَ أَخِيْهِ شَحْنَآءَ، فَيُقَالُ اُتْرُكُوْا أَوْ ارْكُوْا (يَعْنِيْ : اَخِّرُوْا) هٰذَيْنِ حَتّٰى يَفِيْئَا)) [1]

”ہر ہفتے میں دو بار لوگوں کے اعمال [اللہ کے حضور] پیش کیئے جاتے ہیں، سوموار اور جمعرات کو، ہر مؤمن بندے کی مغفرت ہوجاتی ہے سوائے اس بندے کے جسکا کسی کے ساتھ بغض وکینہ یا دشمنی و جھگڑا ہو، اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے فرماتا ہے: ان دونوں کو چھوڑ دو (یا انہیں مؤخر کردو) جب تک کہ یہ اپنی باہمی ناراضگی ختم نہ کرلیں“۔

جن دونوں کا جھگڑا ہوا ہو ان میں سے کوئی توبہ کرلے تو اُسے چاہیئے کہ وہ اپنے بھائی کی طرف رجوع کرے اور اس کو سلام کرے، اگر یہ سلام کرے اور دوسرا انکار کرے تو اسکا ذمہ بریٔ ہوجائیگا اور جس نے انکار کیا ہواُسے ہی نقصان ہوگا، حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے ایک مرفوع حدیث میں ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

((لَا يَحِلُّ لِرَجُلٍ أَنْ يَّهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ ، يَلْتَقِيَانِ فَيُعْرِضُ هٰذَا وَ يُعْرِضُ هٰذَا وَ خَيْرُهُمَا الَّذِيْ يَبْدَأُ بِالسَّلَامِ)) [2]

”کسی آدمی کیلئے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے کسی مسلمان بھائی سے تین راتوں

[1] صحیح مسلم ۱۹۸۸/۴۔ [2] صحیح بخاری، فتح الباری ۴۹۲/۱۰۔

تک قطع تعلق کرے، دونوں ملیں تو یہ اِدھر منہ پھیر لے اور وہ اُدھر کو، اور ان دونوں میں سے جو پہلے سلام کرے گا وہ بہتر ہے"۔

ہاں البتہ اگر شرعی سبب پایا جائے جیسا کہ ترکِ نماز، یا کسی بُرائی پر اصرار ہو، تو اگر قطعِ تعلق کرنے سے خطا کار کو فائدہ ہو اور یہ اُسے اچھائی کی طرف لوٹا دے یا اُسے اُسکی غلطی کا احساس دلا دے تو ایسے میں قطعِ تعلق نہ صرف جائز بلکہ واجب ہے تا کہ وہ گناہوں سے باز آ جائے۔ [۱]

اور اگر اس قطعِ تعلقی کی وجہ سے گنہگار زیادہ اعراض کرے، مزید ضد کرے اور زیادہ سرکشی و انحراف اور غرور و گناہ کرے تو اُس وقت قطعِ تعلق نہیں کرنا چاہیئے کیونکہ اسمیں کوئی شرعی مصلحت نظر نہیں آتی بلکہ یہ فساد کو زیادہ کرتا ہے لٰہذا زیادہ صحیح یہی ہوگا کہ اُسے مسلسل حسنِ سلوک و نصیحت اور خیر خواہی و یاددہانی کراتے رہیں تا کہ وہ گناہ میں مزید آگے نہ بڑھے۔ [۲]

اور آخر میں عرض ہے کہ لوگوں میں منتشر محرمات میں سے انہی کو جمع کرنا میسر ہوا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے اسماءِ حسنیٰ کے ساتھ دُعا ہے کہ وہ ہمارے دلوں میں اپنا اتنا ڈر پیدا کر دے جو ہمارے اور گناہوں کے درمیان حائل ہو جائے، اللہ کی اطاعت اتنی ہو جس سے ہم جنت میں داخل ہو سکیں، ہمارے گناہوں کی مغفرت کر دے، اور ہماری زیادتیوں سے درگزر فرمائے، ہمیں حلال عطا کرے، حرام سے بے نیاز فرمائے، اور ہمیں اپنے فضل و کرم کے ساتھ

---

[۱] [جیسا کہ نبی ﷺ نے حضرت کعب بن مالک اور انکے اصحاب رضی اللہ عنہم سے قطعِ تعلق کیا تھا جب دیکھا کہ اسمیں مصلحت ہے جبکہ عبداللہ بن اُبی بن سلول اور منافقین سے قطعِ تعلق نہیں کیا تھا کیونکہ قطعِ تعلق نہ کرنا ہی اُنکے حق میں بہتر تھا (ز)]۔

[۲] یہ موضوع بہت طویل ہے اور میں نے دیکھا ہے کہ فائدہ کی تکمیل کرنے کیلئے کتاب و سنت میں مذکور منہیات و ممنوعات کیلئے ایک فصل الگ سے خاص کر دی جائے جن سب کا مجموعہ ایک مستقل رسالے میں ہوگا۔ ان شاء اللہ۔☆

☆اس رسالے کا اردو ترجمہ بھی شروع کر دیا ہے اور اسے بھی عنقریب اپنے قارئینِ کرام کی خدمت میں پیش کر دیا جائیگا۔ ان شاء اللہ۔ (ابو عدنان)

باقی سب لوگوں سے مستغنی کردے، ہماری توبہ قبول کرے، اور ہمارے گناہ دھوڈالے، بیشک وہ دُعاسُننے اور قبول کرنے والا ہے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا الْأُمِّيِّ مُحَمَّدٍ وَ عَلٰى آلِهٖ وَ صَحْبِهٖ أَجْمَعِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ .

مؤلف: شیخ محمد بن صالح المنجد   الخبر ص.ب:۲۹۹۹

ترجمہ وتفہیم: ام محمد شکیلہ قمر   الدمام

مراجعہ وتنقیح، تہذیب وحواشی:

ابوعدنان محمد منیر قمر نواب الدین

ترجمان سپریم کورٹ۔الخبر وداعیہ متعاون مراکز توعیۃ الجالیات

الدمام، الظہران، الخبر (سعودی عرب)

❁✪❀✪❁

Email to: tawheed_pbs @hotmail.com

فہرستِ مطبوعاتِ توحید پبلیکیشنز (بنگلور)

نمبر	کتاب	نمبر	کتاب
1	بدعات اوران کا تعارف	18	نماز میں کی جانے والی غلطیاں اور کوتاہیاں
2	نمازِ پنجگانہ کی رکعتیں مع نمازِ وتر	19	آدابِ دعاء (شرائط ، اوقات ، مقامات)
3	مختصر مسائل واحکامِ رمضان ، روزہ اور زکوٰۃ	20	رَفْعُ الْیَدَیْن ؛ دلائل و تحقیق
4	مختصر مسائل واحکامِ طہارت ونماز	21	جنتی عورت
5	زیارتِ مدینہ منوّرہ ۔ احکام وآداب	22	مختصر مسائل واحکام نمازِ جنازہ
6	ٹوپی وپگڑی سے یا ننگے سر نماز ؟	23	عملِ صالح کی پہچان
7	جشنِ عیدِ میلاد ؛ یومِ وفات پر !	24	ارکانِ ایمان (ایک تعارف)
8	دنیوی مصائب ومشکلات (حقیقت ، اسباب ، ثمرات)	25	فضائلِ رمضان وروزہ
9	مختصر مسائل واحکامِ حج وعمرہ اور قربانی وعیدین	26	براءۃِ اہلِ حدیث
10	دین کے تین اہم اصول مع مختصر مسائلِ نماز	27	خوشگوار زندگی کے ⑫ اصول
11	استقامت (راہِ دین پر ثابت قدمی)	28	امامت کے اہل کون ؟
12	شکوک وشبہات کا ازالہ	29	اندھی تقلید اور تعصب میں تحریفِ کتاب وسنت
13	دعوۃ الی اللہ اور داعی کے اوصاف	30	تلاشِ حق کا سفر
14	تعویذ گنڈوں اور جنّات وجادُو کا علاج	31	مُعَوِّذَتین ☆ فضائل ، برکات ، تفسیر
15	نمازِ تراویح (حرم میں تراویح اور علماء کے فتاویٰ)	32	جہیز اور جوڑے کی رسم
16	مَرد وزَن کی نماز میں فرق ؟	33	ارکانِ اسلام
17	سماع وقوالی اور گانا وموسیقی	34	رمضان وروزہ ۔ احکام ومسائل

اگر آپ ان کتابوں کی اشاعت کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں پتے پر رابطہ قائم کریں :

☆مذہبی تعصب، مسلکی عناد اور فرقہ داریت قوم کیلئے زہر ہیں، ان سے بالاتر ہو کر خالص قرآن کریم اور سنتِ صحیحہ کی بنیاد پر امت کے شرعی مسائل کا حل تلاش کریں۔

☆قدیم علوم کے ساتھ ساتھ عصری علوم سے استفادہ کرتے ہوئے جدید فقہی مسائل میں اجتہاد کر کے فتاویٰ صادر کرنے والے دورِ حاضر کے علماء و فقہاء کی کوششوں کے نتائج سے فائدہ اٹھائیں۔

☆دعوت و تبلیغِ دین میں حکمتِ عملی کو نظر انداز کرنا تو مصالحِ دینیہ کے خلاف ہے مگر حلال و حرام میں تو رواداری نہ برتیں اور قوانین و مسائل اسلامیہ کو نرم کر کے اسلامی روح کو تو نہ کمزور کر دیں۔

☆جہالت و بے علمی کا دور گزر گیا۔ نورِ علم کے چراغ لے کر آگے بڑھیں، جہالت کو مٹائیں اور باطل کا بھرپور تعاقب کریں۔

☆اگر آپ ایسا معتدلانہ رویہ پسند کرتے ہیں تو "**توحید پبلیکیشنز**" کی مطبوعات کا مطالعہ فرمائیے اور اسکا تعاون کیجیے، کیونکہ اسکی مطبوعات کو آپ اسی طرزِ فکر کی حامل اور انہیں صفات سے مزین پائیں گے۔

اِن شَآءَ اللہ

ظِہار — سود کھانا — انشورنس — جوا کھیلنا — چوری کرنا

عورتوں کا چھوٹے، باریک اور تنگ کپڑے پہننا — پیشاب کرتے وقت پرہیز نہ کرنا

Read "Tawheed Publications" Books for authentic information about Islam

Published By

توحید پبلیکیشنز

Tawheed Publications

#43,S.R.K.Garden,Bangalore-41

Email: tawheed_pbs@hotmail.com

URDU 35